ماہنامہ

دختران اسلام

لاہور

فروری 2014ء

قائد ڈے نمبر

حقیقی جمہوریت اور
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے انقلابی نظریات

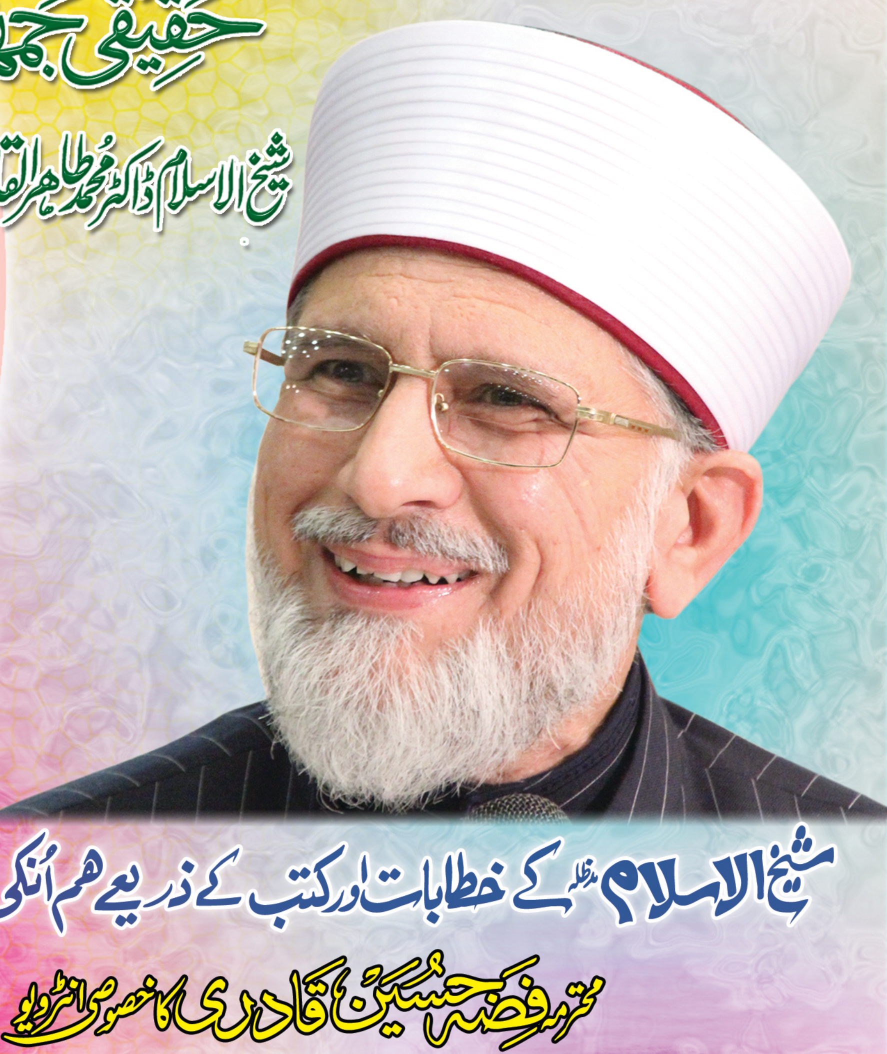

شیخ الاسلام مدظلہ کے خطابات اور کتب کے ذریعے ہم اُنکی فکر کو سمجھ سکتے ہیں

محترمہ فضہ حسین قادری کا خصوصی انٹرویو

کیا پیش کروں تم کو کیا چیز ہماری ہے — یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جان بھی تمہاری ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو اُن کی بیٹیاں

63 ویں یومِ پیدائش کے موقع پر

ہدیۂ تہنیت پیش کرتی ہیں۔

منہاج القرآن ویمن لیگ UK

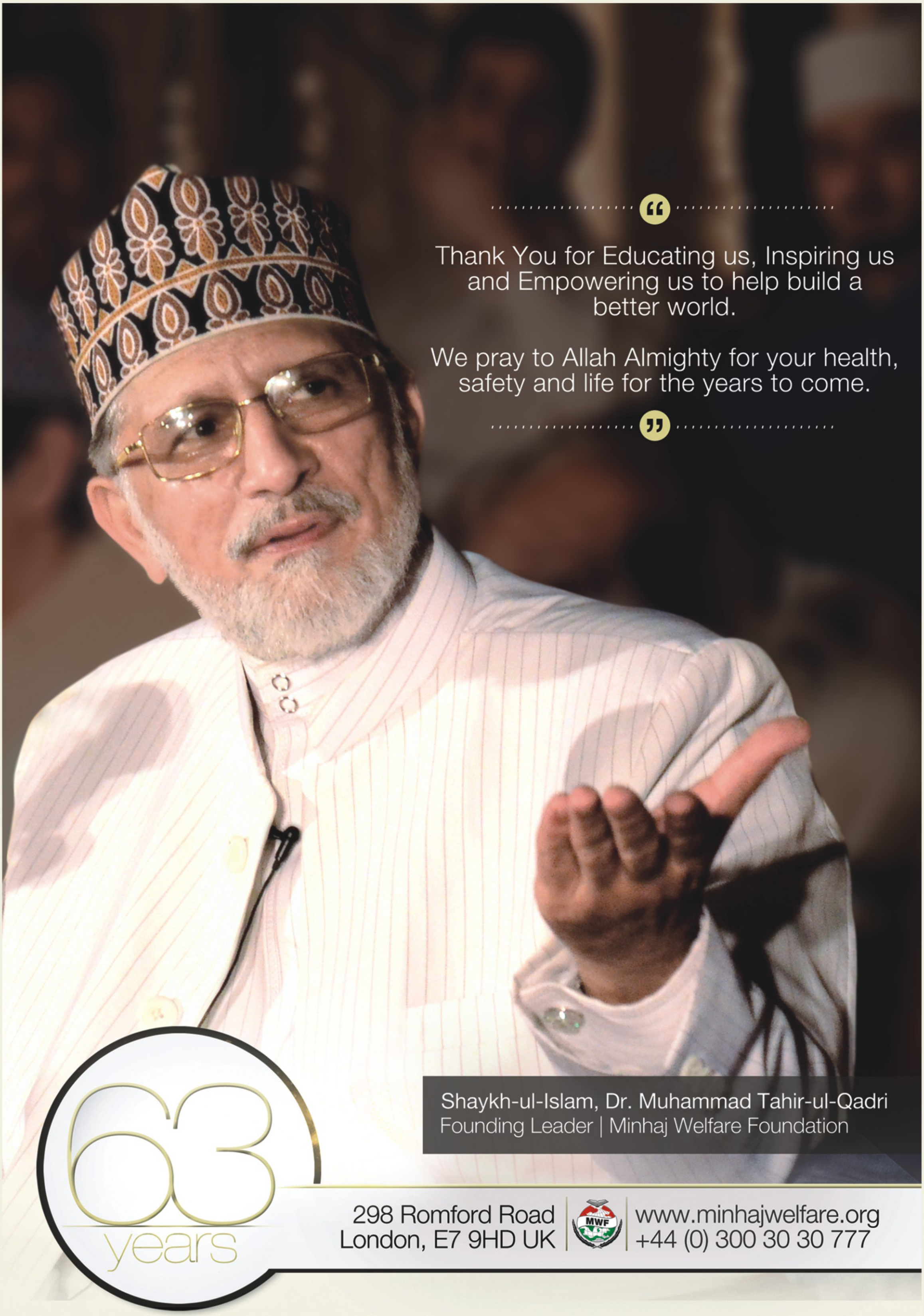
Thank You for Educating us, Inspiring us and Empowering us to help build a better world.
We pray to Allah Almighty for your health, safety and life for the years to come.
Shaykh-ul-Islam, Dr. Muhammad Tahir-ul-Qadri
Founding Leader | Minhaj Welfare Foundation
63 years
298 Romford Road
London, E7 9HD UK
www.minhajwelfare.org
+44 (0) 300 30 30 777

میرے مولا ہے دعا بیٹی کی یہ صبح و مسا — صدقہ محبوب کی زلفوں کا عطا ہو جائے
اپنے طاہر کو شہا جلد عطا ہو منزل — تیرے محبوب کی امت کا بھلا ہو جائے
فکر منہاج کا چرچا ہو زمانے بھر میں — حق محمدؐ کی محبت کا ادا ہو جائے

ہم اپنے محبوب قائد

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کو ان کے 63 ویں یوم ولادت پر

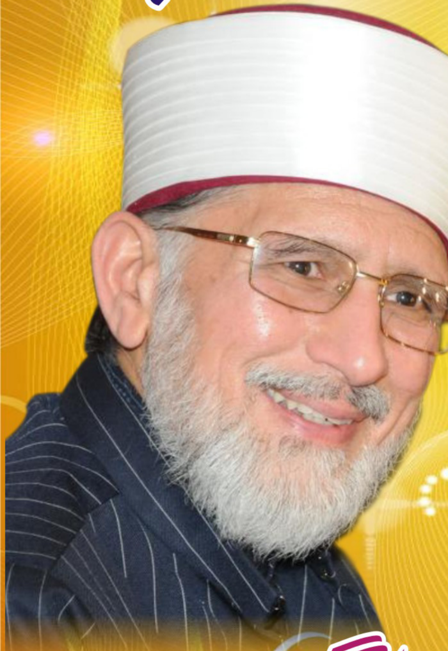

مبارکباد

پیش کرتی ہیں

یہی دعا ہے کہ منزل تیرے قریب رہے
خدائے پاک تجھے عمرِ خضر نصیب کرے

منہاج القرآن ویمن لیگ

ڈاکٹر نوشابہ حمید، راضیہ نوید، عائشہ شبیر، سیدہ شازیہ مظہر، سیدہ نازیہ مظہر، حنا امین، ہما وحید، کلثوم طفیل، نبیلہ یوسف، رافعہ علی، فریدہ سجاد، شاہدہ مغل، شمیم خان، ثناء وحید

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 21 شمارہ: 2 ربیع ثانی ۱۴۳۵ھ فروری 2014ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

مجلس مشاورت
صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی
خرم نواز گنڈاپور
شیخ زاہد فیاض
جی ایم ملک
حاجی منظور حسین مشہدی
سرفراز احمد خان
غلام مرتضیٰ علوی
قاضی فیض الاسلام
راضیہ نوید

ایڈیٹوریل بورڈ
رافعہ علی
عائشہ شبیر
سعدیہ نصر اللہ
فرح فاطمہ

مینجنگ ایڈیٹر
صاحبزادہ محمد حسین آزاد

اسسٹنٹ ایڈیٹرز
نازیہ عبدالستار
ملکہ صبا

ناشر
علامہ محمد معراج الاسلام

کمپیوٹر آپریٹر
محمد اشفاق انجم

ٹائیٹل ڈیزائنر
عبدالسلام

فوٹوگرافی
محمود الاسلام قاضی

کتابت
محمد اکرم قادری

فہرست

اداریہ		8
آئین کے آرٹیکل 38 کا عوامی انقلاب	ڈاکٹر محمد طاہر القادری	10
حقیقی جمہوریت اور شیخ الاسلام کے انقلابی نظریات	صاحبزادہ فیض الرحمن درانی	20
شیخ الاسلام کے خطابات اور کتب کے ذریعے انکی فکر کو سمجھ سکتے ہیں	انٹرویو فضہ حسین قادری	36
ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے تفسیری تفردات	علامہ محمد حسین آزاد	48
ڈاکٹر محمد طاہر القادری ٹھیک ہی کہتے ہیں	فریدہ سجاد	54
عوام کے حقوق کی بالادستی اور شیخ الاسلام	آسیہ سیف قادری	70
قائد ڈے تجدید عہد و وفا کا دن	مصباح کبیر	74
شیخ الاسلام کی ہمہ جہت خدمات	اسماء اسلام	78
گلدستہ	ملکہ صبا	85

ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر / چیک / ڈرافٹ بنام حبیب بینک لمیٹیڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

بدلِ اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ: 15 ڈالر مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

قیمت خصوصی شمارہ -/40 روپے

سالانہ خریداری -/250 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-5168184

Visit us on: www.minhajsisters.com E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ . اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ط فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ط اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ.

(الزمر،۳۹: ۲۱،۲۲)

’’(اے انسان!) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا، پھر زمین میں اس کے چشمے رواں کیے، پھر اس کے ذریعے کھیتی پیدا کرتا ہے جس کے رنگ جداگانہ ہوتے ہیں، پھر وہ (تیار ہوکر) خشک ہوجاتی ہے، پھر (پکنے کے بعد) تو اسے زرد دیکھتا ہے، پھر وہ اسے چورا چورا کر دیتا ہے، بے شک اس میں عقل والوں کے لیے نصیحت ہے۔ بھلا، اللہ نے جس شخص کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا ہو تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر (فائز) ہوجاتا ہے، (اس کے برعکس) پس اُن لوگوں کے لیے ہلاکت ہے جن کے دل اللہ کے ذکر (کے فیض) سے (محروم ہوکر) سخت ہوگئے، یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں‘‘۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلَانِ: أَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَالْآخَرُ عَالِمٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ، كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ، وَمَلَائِكَتَهُ، وَأَهْلَ السَّمٰوَاتِ، وَالْأَرَضِيْنَ، حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوْتَ، لَيُصَلُّوْنَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ.

’’حضرت ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا: جن میں سے ایک عابد تھا اور دوسرا عالم، حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عابد پر عالم کی فضیلت اسی طرح ہے جس طرح میری فضیلت تم میں سے ایک ادنیٰ (صحابی) پر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے، (تمام) زمین و آسمان والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلیاں (بھی سمندروں، دریاؤں اور تالابوں میں) اس شخص کے لئے رحمت (کی دعا) مانگتے ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے۔‘‘

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص ۴۲۹)

حمد باری تعالیٰ

خالق نظم دو جہاں تو ہے
گو عیاں ہے مگر نہاں تو ہے

ذرے ذرے میں تیری ہے جلوہ گری
پھر بھی کھلتا نہیں کہاں تو ہے

ذرے ذرے میں عکس ہے تیرا
رونق دشت و گلستاں تو ہے

خالق انبیائے نوع بشر
کارواں، میر کارواں تو ہے

گاہے خلق سے نہاں ہوکر
ہر تجلی میں ضوفشاں تو ہے

سب پہ یکساں ہے تیرا لطف و کرم
سب ہی بندوں پہ مہرباں تو ہے

ہے شریفؔ حزیں ترا بندہ
اور خداوندِ دو جہاں تو ہے

(شریفؔ امروہوی)

نعت رسول مقبول ﷺ

حاصل مرے حضورؐ کو ہر اک کمال ہے
اور ہر کمال ایسا کہ جو لازوال ہے

مجھ سے سیاہ کار کی ہو ہر خطا معاف
یہ بات ان کی شانِ کریمی پہ دال ہے

جس حسن کی نظیر نہیں کائنات میں
اے بادشاہِ حسن وہ تیرا جمال ہے

لاریب ہے خدا کو وہی گفتگو پسند
جس میں مرے حبیبؐ تری قیل و قال ہے

بڑھ کر گنہگار کو دامن میں ڈھانپ لے
چھوٹی سی ایک اُن کے کرم کی مثال ہے

اپنا بنا کے رکھیو مجھے دو جہاں میں
تیرے حضور میرا یہی اک سوال ہے

ہو قطبؔ پہ بھی ایک نگاہِ کرم حضورؐ
بندہ تو آپؐ کا ہے بُرا گرچہ حال ہے

(خواجہ غلام قطب الدین فریدی)

19 فروری۔۔تجدید عہد اور عزم انقلاب کا دن

19 فروری کا دن اللہ کے حضور شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ تجدید عہد کا دن بھی ہے۔ مصطفوی انقلاب کے لئے کی جانے والی عظیم اجتماعی جدوجہد تحریک کے ہر کارکن کا سرمایہ افتخار ہے۔ شیخ الاسلام کی عظیم جدوجہد کے نتیجے میں ملک اور بیرون ملک لاکھوں نوجوانوں کو بے مقصدیت سے نجات ملی۔ انہیں عشق مصطفیٰ ﷺ کی بے پایاں دولت نصیب ہوئی اور ان کے شب و روز میں انقلاب آیا۔ آج دنیا کے کونے کونے میں شیخ الاسلام مدظلہ کی کیسٹس، سی ڈیز اور کتابیں مشن کی ترویج و اشاعت کے لئے موجود ہیں۔ پوری دنیا میں ہر وقت شیخ الاسلام مدظلہ مختلف موضوعات پر خطاب کرتے دیکھے اور سنے جاتے ہیں۔ ہر وقت ہزاروں آنکھیں آنسوؤں کی برسات میں دلوں کا زنگ بہانے میں مصروف رہتی ہیں۔ یہ سب کچھ 19 فروری کا فیض ہے۔ اسی دن تحریک کی ہر کامیابی کی بنیاد پڑی۔ اس لئے آج کا دن تحریک کے ہر کارکن کے لئے عزمِ انقلاب کا دن ہے۔

19 فروری وہ عظیم دن ہے جس روز دین مبین کی تجدید کے لئے بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے تحفۂ عظیم عطا ہوا۔ کروڑوں بے چین لوگوں کو مسیحا ملا۔ شرق تا غرب بسنے والے مسلمانوں کو نجات دہندہ قائد کا سایہ نصیب ہوا۔ استحصال کی چکی میں پسنے والوں کو امید کی کرن نظر آئی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو محض انفرادی اصلاح اور تعمیر شخصیت کے لئے نہیں بلکہ عالم دنیا پر دین اسلام کے غلبہ و استحکام کا عظیم مشن اور مقصد دیکر بھیجا تھا تاکہ ایک معتدل، متوازن اور عادلانہ و منصفانہ نظام قائم ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے ساتھ ہی اس عظیم انقلاب کی بنیاد رکھ دی اور صرف ایک صدی کے اندر ہی یورپ، افریقہ اور ایشیا سمیت پوری دنیا میں ہمہ گیر اقتصادی، معاشی، سیاسی، معاشرتی، تہذیبی اور علمی و تعلیمی انقلاب برپا ہوگیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کسی محدود علاقے یا افراد کے لئے نجات دہندہ بن کر جلوہ افروز نہیں ہوئے تھے بلکہ پوری انسانیت کی رہبری و رہنمائی اور اصلاح آپ کا فریضہ منصبی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو ’’رحمۃ للعلمین‘‘ کا خطاب عطا کیا گیا گیا اور اس عظیم عالمی انقلاب کے بعد بھی فلسفہ عروج و زوال کے مطابق دین اسلام کے دوبارہ احیاء کی بابت حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے خود ارشاد فرمایا تھا:

’’دین کو وہی شخص زندہ کر سکے گا جو دین کے تمام پہلوؤں کو اپنی جدوجہد کے احاطے میں داخل کرے گا‘‘۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم)

تحریک منہاج القرآن کے ہر کارکن کو اس بات پر فخر ہے کہ ان کے قائد نے پوری اسلامی دنیا کی نمائندگی کرتے ہوئے اسلام کے حوالے سے پیدا کردہ غلط فہمیوں کا نہ صرف ازالہ کیا ہے بلکہ تحریری وتقریری مدلل جواب دیگر فتنوں کا ہمیشہ کے لئے قلع قمع کر دیا ہے۔

آج ہمیں قائد کی فکر کو دنیا کے کونے کونے میں اور اگلی نسلوں تک دیانتداری کے ساتھ پہنچانے کی جدوجہد کو تیز کرنا ہے۔سستی اور غفلت سے تائب ہوکر مشن کے فروغ کو پہلی ترجیح بنانا ہے۔مشن کے پیغام کو اپنے اہل خانہ، خاندان اور حلقہ احباب تک پہنچانا ہے۔ ہر کارکن اپنی ذات کو دین مبین کی خدمت اور عشق مصطفیٰ ﷺ کے فروغ کے لئے ہمہ وقت مصروف رکھے۔ بے چین اور مضطرب روحوں تک قائد کے پرامن پیغام کو پہنچانے اور مشن کے فروغ کے لئے مسلسل جدوجہد کو جاری رکھنے کا عہد آج کے دن ہر کارکن پر فرض ہے۔

19 فروری اس عظیم شخصیت، عالمی سفیر امن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا یوم ولادت ہے۔ یہ دن جملہ قائدین تحریک، رفقاء و اراکین اور وابستگان کے لئے تجدید عہد وفا کا دن ہے اور قارئین کے لئے اس پر مسرت دن کا پیغام یہ ہے کہ آپ بھی اس عظیم قیادت کا دست و بازو بننے کے لئے تحریک منہاج القرآن کا حصہ بن جائیں۔ کیونکہ ''پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ'' اور

نہیں نا امید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

کے مصداق اگر آپ کا دل بھی امت کا درد محسوس کرتا ہے، آپ بھی ملک میں تبدیلی چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کے سوئے ہوئے ضمیر کو بیدار کرنا چاہتے ہیں اور اس بیداریٔ شعور سے آئندہ نوجوان نسل کے مستقبل کو بہتر بنانا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پاکستان سے مہنگائی، بیروزگاری، لوڈشیڈنگ، کرپشن، اقرباء پروری، رشوت اور سود جیسی لعنت کا خاتمہ ہو، ملک میں امن و امان قائم ہو، محبت و احترام اور سکون و آشتی کا دور دورہ ہو۔ اخوت و بھائی چارہ، عدل و انصاف اور مساوات قائم ہو اور ملک ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو، سب سے بڑھ کر ہمارا دین و ایمان اور جان و مال محفوظ ہو تو آیئے شکوہ ظلمتِ شب کی بجائے اپنے حصہ کی شمع جلانے کے لئے تحریک منہاج القرآن کے ساتھ ایک بہت بڑی اجتماعیت کا حصہ بن جائیں۔

آئین کا آرٹیکل 38 اور ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا انقلاب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا مال روڈ لاہور کی عوامی احتجاجی ریلی کے اجتماع سے خصوصی خطاب

ترتیب و تدوین: محمد حسین آزاد // معاونت: ملکہ صبا

اللہ رب العزت کے فضل و کرم اور مدد و نصرت سے آج پاکستان عوامی تحریک کے تحت پاکستان کے پریشان حال شہریوں کا یہ عظیم الشان تاریخی احتجاج جو لاہور کی عظیم شاہراہ مال روڈ پر منعقد ہورہا ہے اس میں شرکت کرنے والے لاکھوں پاکستانی شہری اور دختران اسلام۔ جن میں طلباء مزدور، کسان، تاجر، ملازمت پیشہ لوگ، مختلف لیبر یونین کے نمائندگان اور Non Muslim Minorities، خاص طور پر مسیحی برادری اور دیگر لاکھوں خواتین وحضرات جو شریک ہیں ان سب کو اس عظیم الشان احتجاج پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ لاہور کی سرزمین پر جس قدر عظیم الشان تاریخی احتجاج کے ذریعے انہوں نے اپنے شعور کی بیداری کا ثبوت فراہم کیا ہے اور پرامن انقلاب کی طرف بڑھنے والی تحریک کا آغاز کیا ہے اور اتنی بڑی ریلی نکالی ہے جس کو حد نگاہ تک میں دیکھ رہا ہوں لوگوں کا ٹھاٹھے مارتا ہوا سمندر ہے۔ حکمرانوں کو ذرائع ابلاغ کی آنکھ سے دکھانا چاہتا ہوں اور بتانا چاہتا ہوں کہ یہ بالکل نقطہ آغاز ہے اور لوگوں میں اپنے ساتھ ہونے والی ظلم و ناانصافی اور استحصال کے شعور و بیداری کا پہلا دن ہے اور اسے رفتہ رفتہ آگے بڑھنا ہے میں حکمران وقت سے کہنا چاہتا ہوں کہ لوگوں کو حقوق دے دو ورنہ یہ 18 کروڑ عوام مستقبل قریب میں خود بڑھ کر تم سے اپنے حقوق اقتدار کی صورت میں چھین لیں گے۔ عوام کے اس ریلے کو اب کوئی روک نہیں سکتا۔ اسے آگے بڑھنا ہے، جس تحریک کا آغاز ہوا ہے اس کا انجام ان شاء اللہ تعالیٰ اس پاکستان کی تکمیل ہے جو قائداعظم کے Vision کے مطابق ہوگا۔ میں ریلی کی منتظمین اور آرگنائزرز کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے پاکستانیوں کا ایک نظارہ دکھا دیا ہے کہ یہ بیدار قوم ہے اور یہ ناانصافی اور ظلم و دھاندلی کی آگ میں فقط گھر میں بیٹھے بیٹھے جھلس کر نہیں مرے گی بلکہ یہ باہر نکل کر نئی پرامن تاریخ رقم کرے گی۔

11 اگست 1947ء کو قائداعظم نے قانون ساز اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

’’اگر ہم پاکستان کو عظیم مملکت بنانا چاہتے ہیں اور ترقی کی شاہراہ پر دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں مکمل طور پر اور پوری یکسوئی کے ساتھ ایک نقطہ پر توجہ مرکوز کرنا ہوگی اور پاکستان کے عوام کو خوشحال کرنا ہوگا اور پاکستان کے تاجروں، کسانوں، مزدوروں، ہاریوں، غریبوں، بے کسوں اور محروموں کو محرومی کے اندھیروں سے نکالنا ہوگا اور غربت کے خلاف جنگ لڑنا ہوگی۔ وسائل کو منصفانہ طریقے سے کروڑوں عوام میں تقسیم کرنا ہوگا۔ تمام طبقات کو یکساں بنیادوں پر خوشحالی و معاشی ترقی دینا ہوگی‘‘۔

میرا فقط قائداعظم کی اس پہلی Statement پر زور ہے جس کے ذریعے انہوں نے تصور پاکستان کو واضح کیا ہے۔ جبکہ آج سیاستدان اور وہ حکمران طبقہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اپنی جماعت کا نام قائداعظم کی جماعت کے نام پر رکھے ہوئے ہے اور خود کو قائداعظم کا وارث قرار دیتے ہیں مگر عملی طور پر وہ قائداعظم کے تصور پاکستان سے بغاوت کر چکے ہیں۔ میرا ان سے سوال ہے اور وہ پوری ایمانداری سے گریبانوں میں جھانک کر جواب دیں۔ کیا آپ کا طرز عمل، ترجیحات اور کوششیں اس رخ پر ہیں جس رخ پر قائداعظم پاکستان کو دیکھنا چاہتے تھے؟ قائداعظم نے اس تقریر میں مزید فرمایا:

’’اگر آپ ماضی کی غلطیوں کو بھول جائیں اور سارے مل کر اس طرح کام کریں کہ تم میں سے ہر ایک شہری برابر درجہ حاصل کرلے۔ اس کے حقوق برابر ہوں۔ اس کے مراعات برابر ہوں۔ اس کی ذمہ داریاں برابر ہوں تو پھر تمہیں ترقی کی راہ پر آگے بڑھنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی‘‘۔

اب میں یہاں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ قائداعظم تو پاکستان کے ہر شہری کو برابر حقوق، برابر ترقی، برابر سہولتیں اور آگے بڑھنے کے برابر مواقع دینا چاہتے ہیں جبکہ آج کے سیاسی لیڈر کیا کر رہے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ اس ملک میں سہولتیں اور مراعات صرف ان لوگوں کو ملیں گی جو 50 ارب روپے کا کالا دھن اس ملک میں invest کرے گا۔ پہلے کہا اڑھائی کروڑ لگاؤ تو اس ملک میں کالا دھن کرنے کا Source نہیں پوچھا جائے گا۔ اب 24 گھنٹے کے اندر قومی اسمبلی اور پارلیمنٹ میں پالیسی بنانے، بحث کرنے اور قوم کو اعتماد میں لئے بغیر آپ لوگوں کی معاشی، اقتصادی اور Investment کی پالیسی میں بہت بڑا قدم اٹھا رہے ہیں کیا یہ جمہوریت ہے؟ منتخب پارلیمنٹ ہے جس کے Floor پر اتنا بڑا اہم فیصلہ کرنے سے پہلے مشاورت بھی نہ کی جائے اور کہا جائے کہ اڑھائی کروڑ جو Invest کرے گا خاص areas میں اس کا کالا دھن سفید ہوجائے گا اور اس سے Source نہیں پوچھا جائے گا اور پھر مفاد پرست اور Corrupt سیاستدانوں اور حکمرانوں کے اپنے خاندانوں کا دباؤ آیا تو چوبیس گھنٹوں کے اندر اڑھائی کروڑ کو بڑھا کر 50 ارب کردیا اور Investment کو Limit less کردیا۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں جن کو قائداعظم خوشحال کرنا چاہتے تھے وہ 50 ارب کے Invester

ہیں؟ 18 کروڑ میں کتنے لوگ ہوں گے جو اس ملک میں 50 ارب کی Investment کریں گے۔ اگر آپ گنتی کرنے لگیں تو شاید 100 یا 200 گھرانے بھی ایسے نہیں نکلیں گے۔ آج قائداعظم کی روح تم سے سوال کرتی ہے کہ کیا میں نے 100، 200 خاندانوں کے لئے پاکستان بنا کر دیا تھا کہ ان میں سے ایک ایک شخص کالا دھن اور لوٹا ہوا مال رکھے اور 50,50 ارب روپے لگائے اور وہ سفید دھن ہوجائے۔ سارے قوانین منسوخ ہوجائیں اور تمہیں کوئی پوچھنے والا نہ ہو تو اس سے 18 کروڑ افراد کو کیا Facilities ملیں۔ اس میں چھوٹی انڈسٹریز، چھوٹے تاجروں، چھوٹے صنعت کاروں کو کلیتًا نظر انداز کر دیا گیا ہے جو اصل ملک کی ترقی کا باعث بنتے ہیں جہاں عوام الناس کو Economic growth کی Apportunity ملتی ہے وہ سارے نکال دیئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں آٹے کی ملیں، گھی کی ملیں، کوکنگ آئل کی ملیں بھی نکال دی گئی ہیں۔ الغرض اس طرح کی تمام چھوٹی انڈسٹریز کو اس Facilities Package سے نکال دیا گیا ہے اور جن کو فائدہ پہنچایا گیا ہے وہ خود ٹیکس ادا کرنے والے نہیں اور الیکشن کمیشن بھی ڈیکلیئر کر چکا ہے کہ لگ بھگ 50% ممبران پارلیمنٹ پاکستان میں ٹیکس Pay نہیں کر رہے۔ یہ وہ الیکشن کمیشن ہے جو غیر آئینی ہے اور سیاسی مک مکا کے نتیجے میں بنایا گیا لہذا تمہارے بنائے ہوئے الیکشن کمیشن نے بھی Declare کر دیا ہے کہ پارلیمنٹ کے 50% لوگ ٹیکس چور ہیں۔ پھر کیا حق ہے ایسے لوگوں کو پارلیمنٹ میں بیٹھنے کا؟

کیا یہ لوگ اس لئے بیٹھے ہیں کہ قائداعظم کی امنگوں کے خلاف عوام کو، تمام تاجروں اور صنعتکاروں کو سہولتیں دینے کے بجائے صرف ان لوگوں کو Accomodate، Promote اور طاقتور کیا جائے جنہوں نے پہلے ہی پاکستان کو 65 سال میں تباہ حال کر دیا ہے۔ کیا قائداعظم محمد علی جناح نے یہ نقشۂ پاکستان دیا تھا؟ اور کیا پاکستان کا آئین اس بات کی اجازت دیتا ہے؟ آج پاکستان عوامی تحریک کی احتجاجی ریلی اور اس کے آگے Step by Step چلنے والی تحریک کے بارے میں بعض لوگ جن کے قلم، زبانیں اور ضمیر خریدے ہوئے ہیں وہ یہ لکھ اور کہہ رہے ہیں کہ اس تحریک کے پیچھے کارفرما عوامل کیا ہیں؟ جب 23 دسمبر 2012ء کو میں نے مینار پاکستان پر اجتماع اور پھر لانگ مارچ کیا تھا اس وقت بھی تم اس تحریک کے پیچھے کارفرما عوامل کو دیکھتے رہ گئے، سال گزر گیا تمہیں کچھ نظر نہ آیا۔ چونکہ 7 ماہ میں اب تک جو کچھ ہوا ہے حکومت کی طرف سے اس میں عوام کی بہتری کا کوئی تصور تک نظر نہیں آ رہا اور ایک قدم بھی 18 کروڑ عوام کی بہتری کے لئے نہیں اٹھایا گیا۔ محروم طبقات کے لئے کوئی پالیسی وضع نہیں کی گئی بلکہ اس کے برعکس قومی بڑے بڑے کارخانے، PIA، سٹیل مل، Telecom، Railway، Industries سمیت بڑے قومی ادارے حکمران انہیں بیچنے کے نام پر خود خریدنا چاہتے ہیں۔ یہ ادارے کمانے والے ادارے تھے۔ دنیا کے تمام ملکوں میں یہ ادارے کمائی کرتے ہیں پاکستان

میں بھی یہ ادارے Profit دیتے تھے۔ خسارے میں کیوں گئے؟ ان کو خسارے میں Corruption نے پہنچایا ہے بجائے اس کے کہ اس میں Corruption کو ختم کیا جائے۔ ایک Mega Corruption کی جارہی ہے۔ اگر ان میں Corruption ختم کردی جائے تو یہ ادارے پھر سے Profitable بن سکتے ہیں مگر یہ لوگ Mega Corruption کرکے بیچنے کے نام پر بیرون ملک اور اندرون ملک کے اپنے ہی Partners کے ذریعے خود خریدنا چاہتے ہیں اور اپنی Business Empire کو بڑھانا چاہتے ہیں کیونکہ سیاست اور تجارت یکجا ہوگئی ہے اور جہاں سیاست اور تجارت اکٹھی ہوگی اس ملک کا بیڑا غرق ہوجائے گا۔ اس ملک کی عوام آگ میں جلیں گے۔ Simple Matter ہے۔

یہ لوگ آئین اور جمہوریت کی باتیں کرتے کرتے تھکتے نہیں۔ کس آئین اور جمہوریت کی بات کرتے ہیں؟ آئین پاکستان کا آرٹیکل 38 پڑھو جو Declare کرتا ہے کہ ریاست پاکستان کی ذمہ داری ہے کہ پاکستان کی عوام کے معیار زندگی کو بہتر بنایا جائے۔ اپنے ایمان سے بتاؤ پچھلے 5 سال بھی ڈاکہ ہوتا رہا ہے اب بھی ڈاکہ ہورہا ہے۔ کسی کی پالیسی میں 18 کروڑ عوام کے معیار زندگی کو بڑھانا اور انہیں Facilitate کرنا، ان کو معاشی ترقی کی طرف گامزن کرنا اور انہیں باعزت زندگی فراہم کرنا رہا ہے۔ نہیں یہ چیز کسی کے پلان میں دور تک بھی شامل نہیں۔ وہ بھی ایک ایک ہزار کا قرض اپنے لوگوں کو دے کر ان کو بھکاری بناتے تھے۔ انہوں نے بھی قوم کو مقروض بنانا سکھایا ہے اور موجودہ حکمران 1990ء میں اقتدار میں آئے تو قرض پر Yellow Cap سکیم دی تھی جس کے ذریعے ملک کے اربوں روپے گنوا کر برباد کرگئے اور اب مدت طویل گزر جانے کے بعد جب اقتدار پر آئے تو پھر وہی قرضہ سکیم لے کر۔ انہوں نے آج تک سیکھا نہیں ہے کہ اقتصادی پلاننگ کیسی ہوتی ہے؟ جاب Apportunity کیا ہوتی ہے اور کیسے پیدا کی جاتی ہیں؟ جوانوں کی ایجوکیشن کو Skill کے ساتھ Relate کیسے کیا جاتا ہے؟ ان کی تعلیم کو، Technical ایجوکیشن کے ساتھ کس طرح ملایا جاتا ہے کہ تعلیم سے ہی ان کے روزگار پیدا ہوجائیں۔ ان کے مغز میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے اب قرضے دے رہے ہیں کہ ضمانتوں کے ساتھ قرضے لو اور پھر قرض خور ہونے کے بعد ان کو Corruption کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ پھر اربوں روپے پاکستان کے تباہ کرجائیں گے۔ قائداعظم نے کہا تھا کہ عوام کا معیار زندگی بہتر کریں۔ میں آئین کے آرٹیکل 38 کا انقلاب چاہتا ہوں جسے میں ان شاء اللہ خدا کی مدد سے برپا کرکے رہوں گا۔ آئین کہتا ہے دولت، سرمایہ اور ذرائع و وسائل چند لوگوں کے ہاتھ میں جمع نہ ہونے دو۔ جبکہ یہاں کا پورا نظام آئین پاکستان کی بغاوت پر قائم ہے۔ لوگو! تمہیں شعور دینا چاہتا ہوں ان لوگوں سے خیر کی امید نہ رکھیں جو آپ کی تباہی کا سبب بنے ہیں۔ انہوں نے 65 برس سے آپ کو تباہ کر رکھا ہے۔ آپ سے روٹی کا نوالہ بھی چھین لیا

ہے۔ عزت کی زندگی چھین لی ہے۔ آپ سے جینے کا حق چھین لیا ہے۔ آپ سے روزگار، پانی، بجلی، گیس، زندگی کا سکون، دین و مذہب اور اخلاق و روحانی قدریں چھین لی ہیں۔ پہلے عوام کے حقوق سے متعلق آئین کو بنالیں مسائل کا حل ہوجائے گا۔ 50,50 ارب کی Investment اور کالے دھن کا سفید ہونا کیا آئین کے 38 کی خلاف ورزی نہیں ہے؟ پھر آئین کہتا ہے ملازمت پر رکھنے والے اور ملازمت کرنے والے کے درمیان جو فرق ہے ان کے حقوق میں فاصلہ کم ہونا چاہئے۔ ان کے معیار زندگی کو قریب لایا جائے جیسے آج پاکستان کے مزارعوں، کسانوں، ہاریوں اور زمینوں کو آباد کرنے والوں کا حال اور بڑے جاگیرداروں، فیکٹریوں کے مالکوں اور ملوں کے مالکوں کا فرق آپ ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ کیا یہ آرٹیکل 38 کے مطابق ہے؟

آئین پاکستان کا آرٹیکل 38، Close D کے مطابق

''یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو زندگی کی بنیادی ضروریات مثلاً کھانا، کپڑا، گھر، تعلیم اور علاج مہیا کرے گی''۔

گویا کھانا، لباس، گھر، تعلیم اور علاج یہ پانچ بنیادی حقوق ہیں جو ریاست پاکستان نے ہر شہری کو دینا ہیں جو ان کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ لہذا آرٹیکل 38، Close D کے تحت میرا صرف پوری پارلیمنٹ، سیاسی لیڈروں اور حکمرانوں سے ایک سوال ہے اور وہ میرے اس سوال کا جواب دیں کہ آئین کے آرٹیکل 38 جو عوام کو خوشحال کرنے کا آرٹیکل ہے کی طرف تم نے کیا قدم اٹھایا ہے؟ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ معاشی تفاوت کو ختم کرنے کے لئے اور تمام لوگوں میں وسائل کی یکساں اور منصفانہ تقسیم کے لئے زرعی اراضی پر حد قائم کی جائے۔ 50 ایکڑ فی خاندان سے زیادہ کسی کے پاس زرعی اراضی کا حق نہ ہو۔ اس کی بالا دستی آرٹیکل 38 اور 253 کے تحت کی جائے اور میں یہ کہتا ہوں کہ وہ کسان جو بے زمین ہیں جن کے پاس زمین نہیں ہے وہ تمام مزارعین و ہاری جتنی زمین آباد کریں وہ اس زمین کے مالک بنادیئے جائیں۔ یہ Law ہونا چاہئے یہ قائداعظم کے پاکستان اور آئین پاکستان کا تقاضا ہے۔

میرا دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ پڑھے لکھے لوگوں کو روزگار مہیا کیا جائے صرف قرضے نہ دیئے جائیں۔ اگر روزگار نہیں دے سکتے تو ماہانہ 10,000 روپے بے روزگار الاؤنس دیا جائے۔

تیسرا مطالبہ یہ ہے کہ وہ لوگ جن کے پاس گھر نہیں ہے انہیں 5 مرلہ پلاٹ مفت دیا جائے اور آسان شرائط پر تعمیر کے لئے قرضے دیئے جائیں تاکہ عوام اپنے گھروں میں رہ سکیں۔

یہاں تو عالم یہ ہے کہ ممبران پارلیمنٹ بھی ٹیکس چور ہیں، ٹیکس نہیں دے رہے۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ ٹیکس کی شرح امیروں پر زیادہ ہو اور یہ دنیا کے تمام ملکوں میں قانون قائم ہے۔ جوں جوں Income بڑھتی

جاتی ہے اسی طرح ٹیکس کی شرح بڑھتی جاتی ہے۔ ان سے زیادہ ٹیکس وصول کیا جائے کیونکہ اللہ نے انہیں زیادہ ذرائع دیئے ہیں۔ متوسط طبقہ سے کم شرح ٹیکس لیا جائے اور غریبوں پر سے ہر قسم کا ٹیکس بلاواسطہ یا بالواسطہ ختم کردیا جائے۔ بجلی، گیس، پانی سے ہر قسم کے سرچارج ختم کردیئے جائیں۔ کم آمدنی رکھنے والے غریب لوگوں کی تمام اشیاء خوردونوش جن میں روٹی، کپڑا، مکان، آٹا، دال، چاول، چینی، چائے وغیرہ شامل ہیں یہ تمام چیزیں کم نرخوں پر دی جائیں۔ جب ہمارا انقلاب آئے گا تو انقلاب کی ترجیحات میں پہلے یہ کام ہوں گے جن کی طرف ہم قدم اٹھائیں گے۔ لہٰذا حکمرانوں کو چاہیے کہ ملک کا لوٹا ہوا اربوں کھربوں روپیہ واپس لایا جائے۔ کرپشن کو روکا جائے، روز کا کمیشن کھانا بند کیا جائے اور یہ رقوم غریبوں کو خوشحال کرنے پر خرچ کی جائے۔

اس کے بعد اگلی اہم چیز یہ ہے کہ قائداعظم جو پاکستان چاہتے تھے اور جس کی بنیاد پر ہمارا ملک بنا۔ وہ یقیناً Moderate islamic Republic of Pakistan پاکستان چاہتے تھے۔ وہ انتہا پسند پاکستان نہیں چاہتے تھے کیونکہ اسلام انتہا پسند دین نہیں ہے۔ اسی لئے مسلمان بھی انتہا پسند نہیں ہوتا۔ اسلام اعتدال کا نام ہے۔ مسلمان معتدل و متوسط اور Moderate ہوتا ہے۔

آج کی ریلی نے واللہ میرا دل خوش کردیا ہے۔ حکمرانوں آنکھیں کھولو اور لاہور کا ٹھاٹھے مارتا سمندر دیکھو اور ڈرو اس وقت سے جب ان شاء اللہ میں آؤں گا اور سارا پاکستان جمع ہوگا۔ تم لوگ اور تمہارے تخت خس و خاشاک کی طرح بہہ جائیں گے اور یہ بتادوں کہ جب ہم فائنل تاریخ کا اعلان کریں گے وہ سیکنڈ راؤنڈ ہوگا اور آخری راؤنڈ ہوگا۔ تیسرا راؤنڈ نہیں ہوگا۔ اس دوسرے راؤنڈ میں انقلاب اپنی منزل پر پہنچ جائے گا ان شاء اللہ اور میں ان میڈیا چینل کو مبارکباد دیتا ہوں جو میرا پیغام لفظ بہ لفظ قوم تک پہنچا رہے ہیں۔ میں آئین پاکستان اور قائداعظم کا پیغام سنا رہا ہوں اور انہیں مبارک باد دیتا ہوں کہ وہ قومی فریضہ ادا کررہے ہیں۔

قائداعظم نے تو تمام مذاہب کے لئے یکساں آزادی کا وعدہ کیا۔ یہی وعدہ ہمارا آئین پاکستان دیتا ہے لہٰذا میں ان لیڈروں سے پوچھتا ہوں کہ پچھلے لوگ بھی 5 سال تک لوٹ مار کرکے چلے گئے اور اب ان کی خبر نہیں ہے کہ وہ کہاں بیٹھے ہیں آج لوٹ مار کرنے والے پھر آگئے۔ وہ کہاں گیا پاکستان کا امن؟ تم نے دہشت گردی کا کیا علاج کیا؟ فرقہ واریت کا کیا علاج کیا؟ فرقہ واریت کی آگ میں لوگ جل رہے ہیں۔ پورا ملک دہشت گردی میں مبتلا ہے۔ تم نے مذاکرات کی بات کی تھی، کہاں گئے مذاکرات؟ اپنے ملک کو دہشت گردی کی آماجگاہ بنا رکھا ہے اور پوری دنیا میں پاکستان کو بدنام کررکھا ہے؟ تمہارے اندر ایسے لوگ ہیں کہ جو براہ راست دہشت گردی کو فروغ دینے کے ذمہ دار ہیں۔ یہ دہشت گردی کا خاتمہ نہیں کرسکتے۔ جب ہمارا انقلاب آئے گا پرامن انقلاب ان شاء اللہ تعالیٰ تو ایک سال میں پاکستان کی سرزمین دہشت گردی سے پاک ہوجائے گی۔ ہر

شخص کو امن ملے گا۔ ہم اس ملک میں نہ فوجی آمریت اور نہ سیاسی آمریت چاہتے ہیں لہذا ملٹری ڈکٹیٹر شپ بھی ہمارے مسائل کا حل نہیں ہے اور مخصوص اشرافیہ کی انتخابی ڈکٹیٹر شپ بھی ہمارے مسائل کا حل نہیں ہے۔

سیاستدانوں نے آج قوم کو دھوکا دے رکھا ہے کہ یہ جمہوریت ہے اور جب فوجی آتے ہیں تو آمریت ہوتی ہے۔ فوجیوں کی آمریت اور حکمرانوں کی آمریت میں فرق کیا ہے؟ وہ GHQ سے آتے ہیں اور آپ چوری کے ساتھ آتے اور ایک خاندان کی حکومت قائم کرتے ہیں اور پورے ملک میں کسی ایک شخص پر اعتماد کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وزیر خارجہ لگانے کو تیار نہیں ہیں۔ آج کے دن تک جو ملک وزیر خارجہ کے بغیر چل رہا ہے اس نے کیا ترقی کرنی ہے؟ 7 مہینے گزر چکے ہیں پاکستان کے ادارے کیوں خاموش ہیں؟ وزیر خارجہ کے علاوہ ابھی تک درجنوں کی تعداد میں ملک ایسے پڑے ہیں جہاں ایمبیسیڈر نہیں لگے، ہائی کمشنر نہیں لگائے گئے ہیں دوسری طرف ہمسایہ ممالک انڈیا، ایران اور باقی ملکوں کا بھی حال دیکھ لیں کہ دنیا کا ایک ملک ایسا نہیں ملے گا جہاں کسی ملک کے Embassador نہ ہوں۔ پاکستان میں پہلی دفعہ ایک ایسا خاندان اور ایسا طبقہ اقتدار میں آیا ہے کہ جنہیں درجنوں ممالک میں تعینات کرنے کے لئے ان کو اعتماد کے بندے نہیں مل رہے کیونکہ لوٹ مار جو کرنی ہے اور ان کے ذریعے بزنس Develop کرنے ہیں، بزنس پارٹنر شپ کرنی ہے لہذا یہ پولیٹیکل اور الیکٹورل ڈکٹیٹر شپ ہے اور اشرافیہ کی ڈکٹیٹر شپ ہے لہذا کسی قسم کی ڈکٹیٹر شپ قبول نہیں بلکہ ہم اپنے ملک کو آزاد دیکھنا چاہتے ہیں اور وہ پاکستان چاہتے جہاں عوام کے پاس طاقت، عزت اور اقتدار ہو اور عوام کو عدل و انصاف اور روزگار ملے اور عوام کا سر بلند ہو جس کے لئے آج کی احتجاجی ریلی عوام کو شعور دینے کا ایک طریقہ ہے اور یہ پاکستان کا آئین ہمیں حق دیتا ہے۔ اسی طرح پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 19A میں ہے:

''ملک کے ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ اسے عوامی اہمیت کے معاملات کی معلومات حاصل ہوں''۔

جن ملکوں میں جمہوریت ہے وہاں لوگوں کو Informations ہوتی ہیں۔ ہر ایم این اے، ایم پی اے اور سینیٹر کی کاروائی ہر ہفتہ چھپتی ہے کہ کس نے کتنے پیسے لئے ہیں کتنے سفر کئے ہیں؟ یہ کہاں کہاں گیا اور کتنا بجٹ کہاں کہاں خرچ کیا؟ یہ عوام کی رہنمائی کے لئے کتنا بولا؟ کتنی کرپشن کی؟ کتنے پلاٹ لئے اور کتنے ٹھیکے لئے؟ ہر چیز سیاہ و سفید چھپ جاتی ہے۔ عوام کو اور اس کے حلقے کے ایک ایک شخص کو انٹرنیٹ میں ایک لائن پر پوری خبر مل جاتی ہے۔ جبکہ یہاں تو وزیراعظم کی اندھیر نگری کی کسی کو خبر نہیں ہے تو MNA کی کیا ہوگی؟ یہ کل کی بات ہے پنجاب کا ایک وزیر نوجوان سرکاری ہیلی کاپٹر لے کر اوکاڑہ اتوار بازار کی سیر کرنے گیا تھا۔ کہاں گئے آپ کے آئین، آپ کے قانون، آپ کے ضابطے؟ اور وزیراعلیٰ پنجاب نے مذاق کیا اور خبر چلی کہ انہوں نے نوٹس لے لیا ہے۔۔۔ کہ آئندہ ایسا نہ کیا جائے بس۔ اس نے قوم کا پیسہ برباد کیا مگر کوئی ایکشن نہیں ہوا۔ یہ 6 گھنٹے کا سفر

تھا اور ہیلی کاپٹر کا استعمال کسی صوبائی وزیر کا استحقاق نہیں ہے۔ 6 گھنٹے پر 5 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ وزیراعلیٰ کو چاہیئے تھا کہ سب سے پہلے 5 لاکھ وصول کرتا اور پھر Dismiss کردیتا۔ مگر ایسا کون کرے؟ جو خود مجرم ہوا وہ کسی اور کا مواخذہ کس طرح کرسکتے ہیں؟ آپ کو انصاف اور محاسبہ اپنے گھر سے شروع کرنا ہوگا۔ TV Channel نے آپ کے سامنے دکھایا ہے کہ وہ سیر کررہے ہیں اور بازار بھی لوکل انتظامیہ نے جعلی لگایا تھا جونہی وہ ہیلی کاپٹر میں اڑکر واپس آئے بازار بھی اڑ گیا۔ یاد رکھ لیں ہیلی کاپٹر کے استعمال کرنے کا قانون کیا ہے۔ یہ ایمرجنسی میں استعمال ہوتا ہے۔ سیلاب یا زلزلہ آجائے۔ اسی طرح سکیورٹی کے لئے ایئر ایمبولینس کے طور پر اور دہشت گردی کے فوری خاتمے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ان ایمرجنسیز کے بغیر کوئی اس طرح ہیلی کاپٹر استعمال نہیں کرسکتا۔ مگر قوم کا خزانہ لوٹا جارہا ہے۔ یہ قوم اٹھے گی اور ایک ایک پائی کا حساب تم سے لے لیا جائے گا۔ جنرل پرویز مشرف نے تو آپ کو باہر بھیج دیا تھا ہم لوٹنے والوں کو ملک سے باہر جانے نہیں دیں گے۔ آرمی میں 35 سال سروس کرنے کے بعد کمانڈر بنتے ہیں ان کو یا جنرل کو ایمرجنسی کی صورت میں ہیلی کاپٹر کو استعمال کرنے کی اجازت ہوتی تھی اور یہاں چھوکرے استعمال کررہے ہیں اور پوچھنے والا کوئی نہیں؟ یہ نظام ہے؟ یہ جمہوریت ہے؟ مجھے دکھاؤ پوری دنیا کے اندر کہیں ایسا تماشا ہوتا ہو۔ ہمیں 30 ہیلی کاپٹر چاہئیں جو فوج کو دینے کی ضرورت ہے اور وہ 150 ملین روپے کے ساتھ آسکتے ہیں تاکہ ان کے ذریعے 2600 کلومیٹر باڈر کی لائن جو افغانستان کے ساتھ ملی ہوئی ہے اس کی نگرانی ہوسکے۔ اسی طرح چمن، KPK، لنڈی کوتل کی نگرانی ہوسکے۔ ان مقاصد کے لئے ہیلی کاپٹر چاہئیں۔ سیاسی عیاشی کے لئے نہیں چاہئیں۔

میں حکمرانوں سے کہتا ہوں لوگوں کو روٹی دو، گھر دو، روزگار دو، زمین دو، پانی، بجلی، گیس، سستی دو اور لوگوں کو اشیاء خوردونوش، علاج اور تعلیم دو ورنہ سبق سیکھو اس فرانس کے بادشاہ کی زندگی سے اور روس کے اس آخری نکلس 2 اور شہنشاہ ایران سے جو صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔ الغرض کوئی لامتناہی مدت کے لئے اپنی بادشاہت قائم نہیں کرسکتا اور بہترین حکمران وہ ہوتے ہیں جو اپنے عوام کو انصاف دیتے ہیں۔ اپنی عوام کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ خود فاقے کاٹنے پڑیں، خود وسائل کم استعمال کرنا پڑیں مگر وہ اپنی ذات پر عوام کو ترجیح دیتے ہیں یہاں MNA، MPA کو کروڑوں کے حساب سے Development Fund ملتے ہیں اور ڈھونگ رچا رکھا ہے بلدیاتی انتخابات کا۔

جس ملک میں ڈویلپمنٹ فنڈ MNA کو ملیں وہاں بلدیاتی انتخاب کا معنی کیا ہے؟ تمام فنڈز، ایم این اے، ایم پی اے پر بند ہونے چاہئیں اور یہ بلدیاتی نمائندگان کو منتقل ہونے چاہئیں۔ جب یہ اپنی کیبنیٹ کے وزیروں کو اختیارات نہیں دے سکتے تو ضلع، تحصیل، یونین کونسل کے ناظم کو کون دے گا؟ اور نیچے اختیارات منتقل

کون کرے گا؟ یہ ان شاء اللہ ہم آ کر کریں گے تب اس ملک میں 35 صوبے بنائے جائیں گے۔ ہر ڈویژن ایک صوبہ ہوگا اور تمام اختیارات نیچے ضلع، تحصیلوں اور یونین کونسلوں کو منتقل کر دیئے جائیں گے اور وسائل بھی ان کو دیئے جائیں گے۔

میں آخر میں بتانا چاہتا ہوں کہ لوگوں کو مہنگائی، بھوک اور فقر و فاقہ کی آگ میں مزید نہ جھلساؤ ورنہ بھوکے لوگ جب ناراض اور مایوس باہر نکل آئے تو آپ کو ٹھکانہ نہیں ملے گا۔ ہم چاہتے ہیں ملک میں وہ وقت نہ آئے کہ انارکی پھیلے۔ یہ ملک قائداعظم نے لاکھوں، کروڑوں عوام کی قربانیوں سے بنایا ہے اور دنیا کی نگاہیں اس پر ہیں۔ یہ عالم اسلام کا لیڈر ملک ہے۔ نیوکلیئر پاور ہے۔ اس میں اللہ کے دیئے ہوئے سارے وسائل اور خزانے موجود ہیں۔ یہ ملک ایشیاء کا لیڈنگ رول پلے کرسکتا ہے۔ پاکستانی افواج کے برابر دنیا کی کسی ملک کی افواج نہیں ہیں۔ پاکستانی ڈاکٹرز، سائنسدان، معیشت دان اور اس کے جوان پڑھے لکھے لوگوں کے برابر دنیا میں کم لوگوں کا Talent ہوگا۔ پاکستان کے تاجروں، کسانوں، مزدوروں کے برابر دوسرے ممالک میں کم ہی ملیں گے۔ پاکستان اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے دنیا کے ٹاپ رینکوں میں میں آنے والا ملک ہے۔ اس کے اندر ایمان، دین اور اخلاق کی غیرت ہے۔ مدد کرنے کی ہر شخص میں صلاحیت ہے مگر اس قوم کو اچھی قیادت چاہئے۔ اسے قوم بننے نہیں دیا گیا۔ 1947ء میں ہمارے پاس ملک نہیں تھا مگر قوم تھی، قوم لڑی اور ملک لے لیا۔ آج ملک ہے مگر قوم ختم ہوچکی ہے۔ لیڈروں نے قوم کو برباد کر دیا، منتشر کر دیا جذبہ قربانی اور جذبہ حب الوطنی کو ختم کر دیا ہے۔ آج ہر کوئی لوٹ مار کر رہا ہے کیونکہ اس ملک کے بڑے اور لیڈر لوٹ مار کر رہے ہیں۔ میں اس ملک کے بچوں اور نوجوانوں کے چہروں پر خوشیاں دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس ملک کی بیٹیوں کے سروں پر دوپٹے اور چھت دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس ملک کے کسانوں اور مزدوروں کو خوشحال دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس ملک کی اقلیتوں اور Non-Muslims کو پرامن و محفوظ دیکھنا چاہتا ہوں۔ پورے ملک کو Economic Growth کے ساتھ، Economic Stability کے ساتھ ترقی کی منزل پر گامزن دیکھنا چاہتا ہوں۔ پورے ملک میں امن دیکھنا چاہتا ہوں۔ Peace of Security دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس پورے ملک میں اصل جمہوریت دیکھنا چاہتا ہوں اور بڑے بڑے ادارے سیاست دانوں کے نیچے نہیں دیکھنا چاہتا کہ یہ مرضی سے ان کے ہیڈ لگائیں اور کوئی انہیں روک نہ سکے۔ جب احتساب بیورو کے ہیڈ یہ لگائیں، الیکشن کمیشن کے ہیڈ یہ لگائیں۔ پیمرا کے ہیڈ یہ لگائیں اور تمام بڑی بڑی پوسٹیں جو قومی ہیں ان کے ہیڈ یہ پولیٹیکل لیڈر اور اپوزیشن والے دونوں مل کر لگائیں تو پھر احتساب اور محاسبہ کس کا ہوگا؟ یہ لوگ 25،25 سال سے اربوں کے قرضے کھائے بیٹھے ہیں اور عدالتوں میں ان کے Stay Pending پڑے ہیں کبھی 25،20 سال دنیا کے اور دوسرے ملکوں میں بھی Stay چلا ہے۔

یہ کوئی نظام نہیں ہے۔ اس لئے میں کہوں گا لوگو! اٹھو ان سے خیر کی امید نہ کرو۔ میر تقی میر نے کیا خوب کہا ہے۔

؎ میر کیا سادہ ہے بیمار ہوئے جس کے سبب اس عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

جن لوگوں نے آپ کو تباہ کیا ہے، بے روزگار کیا ہے، آپ سے انصاف چھینا ہے، روٹی چھینی ہے، مہنگائی کی آگ میں جلایا ہے اور اتنا پریشان کر دیا ہے کہ آپ کو اس حال تک پہنچا دیا ہے۔ پھر آپ انہی لوگوں سے توقع کر رہے ہیں کہ آپ کی بھلائی کے لئے وہ کچھ کریں۔ یہ کبھی نہیں کریں گے۔ کیونکہ جو خود مسائل کو پیدا کرتے ہیں وہ کیسے آپ کے مسائل کا حل نکال سکتے ہیں؟ اس کا حل اس نظام میں نہیں ہے بلکہ آپ کے مسائل کا حل پر امن انقلاب میں ہے۔ پہلے قائداعظم کا انقلاب اور نیلسن منڈیلا کا انقلاب تھا اور اب طاہرالقادری کا انقلاب ہوگا۔

پاکستان میں پرامن انقلاب، سبز انقلاب، جمہوری انقلاب، عوامی انقلاب اور فلاحی انقلاب جو ایک خون کا قطرہ بہائے بغیر ملک کے نظام کو بدل دے گا اس کی تیاری کریں۔ گھر گھر میرا پیغام پہنچائیں اور گھر میں بیٹھ کر جلنے، سڑنے، مرنے اور کڑھنے کے بجائے باہر نکلنے کی تیاری کریں۔ کال آئے گی۔ ان شاء اللہ اور جب کال آئے پورا ملک باہر آجائے۔ جب پورا ملک باہر آئے گا تو میں کہتا ہوں اللہ کی عزت کی قسم! 24 گھنٹے کے اندر انقلاب آپ کے ہاتھ میں ہوگا مگر اس کے لئے کروڑوں لوگوں کو باہر نکلنا ہوگا۔ اللہ پاک آپ کا حامی وناصر ہو۔ مملکت خداداد پاکستان کی حفاظت فرمائے اور اس کی عوام کو وہ طاقت اور ہمت دے کہ یہ نہ صرف عالم اسلام بلکہ ایشیا کی Leading Country کے طور پر اپنا رول پلے کریں اور غریبوں کے چہرے پر اللہ رب العزت مسکراہٹ عطا کرے اور ہمیں امن عطا کرے اور تعلیم و ترقی میں بلند مقام عطا کرے۔

میں آپ کو آخر میں مال روڈ پر موجود ریلی میں لاکھوں کی تعداد میں ٹھاٹیں مارتے سمندر پر سو بار مبارکباد دیتا ہوں۔ عوامی ریلی کے آرگنائزر کو ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کو، خرم نواز گنڈا پور کو، شیخ زاہد فیاض کو مبارک باد دیتا ہوں اور تمام دیگر لیڈرز کو جنہوں نے لاہور کی ریلی کو ایک تاریخی مظاہرہ بنا دیا ہے جو پوری قوم کو کبھی نہیں بھولے گا۔ ان شاء اللہ! انقلاب کا آغاز ہوگیا ہے مگر یاد رکھیں یہ توقع نہ رکھیں کہ انقلاب صرف عوامی تحریک لے کر آئے گی۔ ایسا دنیا میں کبھی نہیں ہوتا۔ انقلاب قومیں لاتی ہیں آپ سب کو نکلنا ہوگا۔ انقلاب ایک جماعت و تحریک کا نہیں ہوگا سب کا ہوگا۔ سب کسانوں، مزدوروں، تاجروں، ہاریوں، طالب علموں، بیٹوں، بیٹیوں، ماؤں، بہنوں، بھائیوں اور تمام شہریوں کو جو پریشان ہیں انہیں نکلنا ہوگا۔ ایک ہی بار نکلیں گے تو ہمیشہ کے لئے الجھن ختم ہوجائے گی۔ ☆☆☆☆☆

سلسلہ بیداریٔ شعور

حقیقی جمہوریت اور

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے انقلابی نظریات

صاحبزادہ فیض الرحمان درانی مرکزی امیر تحریک

بیداری شعور کے حوالے سے مرکزی امیر تحریک منہاج القرآن انٹرنیشنل محترم صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی کی قبل ازیں مجلّہ دختران اسلام میں چھ اقساط شائع ہوچکی ہیں اور قائد ڈے کے حوالے سے ان کی یہ خصوصی تحریر اسی سلسلہ کی ساتویں کڑی ہے جس میں موصوف نے نہ صرف حقیقی جمہوریت کی وضاحت کی ہے بلکہ شیخ الاسلام مدظلہ کے اس سلسلے میں انقلابی نظریات سے بھی پردہ اٹھایا ہے۔ (منجانب: ادارہ دختران اسلام)

مفکّر پاکستان حضرت ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے تصوّرِ وحدت ملّی اور برصغیر ہند میں دوقومی نظریہ کے فلسفہ پر مصوّرِ پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی تفکیر وتدبیر منزل نے تصویرِ پاکستان کے نظریاتی خاکے میں ایسا دلآویز رنگ بھرا کہ جس کی رعنائی کو عالمِ تصوّر سے عالم حقیقت میں لانے کے لیے تن من دھن کی بازی لگا کر ہندوستان کے مسلمانوں نے ایک ایسی والہانہ تحریک کی بنیاد ڈالی جو دیکھتے ہی دیکھتے عظیم انقلاب میں تبدیل ہو گئی۔ تحریک کے ابتدائی مراحل میں قائدین تحریک مسلمانوں کی بیداریٔ شعور کی مہمات میں جب ارض پاکستان کے قیام کا مطالبہ کرتے تھے تو دوقومی نظریہ کے مخالفین اُس پر ہنسا مارتے، ٹھٹھا مذاق اڑاتے اور تضحیک کرتے تھے۔ نظریہ پاکستان بارے انگریز سامراج، اکھنڈ بھارت فلسفہ کی پرچارک سیاسی پارٹی آل انڈیا کانگریس اور اس کے زیرسایہ پلنے والی نیشنلسٹ پارٹیاں نظریہ پاکستان کی شدید مخالفت کررہی تھیں۔ اکھنڈی نظریات کے حامل کچھ مذہبی مدارس کے اساتذہ بھی ان کے ہمنوا تھے۔ تشکیل پاکستان بارے سب ایک ہی رٹ لگا رہے تھے کہ یہ ایک موہوم خیال اور ایسا ناقابلِ عمل تصوّر ہے جس کا سرزمین ہند پر ظہور پذیر ہونا تو دور کی بات اس نظریہ پر اٹھائی گئی تحریک بھی بہت جلد پانی کے بلبلے کی طرح تحلیل ہونے والی ہے۔ اکھنڈیوں کا خیال تھا کہ ہندوستان سے انگریز کے نکلنے کے بعد یہاں صرف اکھنڈ بھارت ہی بنے گا۔ یہ تو نظریہ پاکستان کے مخالفین کا عقیدہ تھا دوسری جانب سَر پر کفن باندھے تحریک پاکستان کے وہ سرفروش جانباز اور حرّیت پسند مردانِ حق تھے کہ جن کے قلب وذہن پر محبوبۂ آزادی

کے رُخِ عالمتاب کی ایسی حسین اور دلفریب تصویر نقش ہو چکی تھی کہ جس کا عالمِ صوری میں آنا ہی ان کا ایمان تھا۔ قیامِ پاکستان ہر تحریکی کارکن کے عقیدے کا محور و مرکز تھا۔ پھر دنیا یہ دیکھ کر دنگ رہ گئی کہ ہندوؤں اور مخالفینِ پاکستان کے انبوہ کثیر میں چند سر پھرے مسلمان ایسے بھی ہیں کہ جن کی تعداد دیکھنے میں تو بہت کم لگتی ہے۔ لیکن ان کا جذبۂ ایمانی، خلوص نیت، یقین محکم اور عمل پیہم اربوں جھوٹے اور بے عمل منکرین پر بہت بھاری ہے۔ ایک قلیل عرصہ میں اٹھنے والے تحریکی انقلاب کے سامنے نہ صرف غاصب حکمران ڈھیر ہو گئے بلکہ کروڑوں اکھنڈی بھی اس منہ زور ریلے کی لپیٹ میں آ کر خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے۔ تحریک پاکستان کے سرفروش کارکنوں اور قائدین کا جوش اور بے مثال جذبہ دیدنی تھا۔ ان کی نیت صاف، ارادے پاک اور نگاہ گنبد خضرا پر مرکوز تھی۔ ریاست پاکستان دوسری نظریاتی ریاست تھی جو ریاستِ مدینہ کے بعد روئے زمین پر 14 اگست 1947ء کو اپنی تابانیاں چہار سُو بکھیرتی بلادِ اسلامیہ کے ماتھے کا جھومر بن گئی تھی۔ مسلمانان ہند کی بکھری اور مغلوب قوم کی شیرازہ بندی کر کے انتھک جدو جہد اور عظیم جانی و مالی قربانیوں سے حضرت قائد اعظمؒ اور حریت پسند مسلمانوں نے آزادی کے خواب کو شرمندہ تعبیر کیا تھا۔ ارض پاک، برہمنی راج کے اکھنڈ بھارتی فلسفہ فکر کے ساتھ تضاد کے نتیجے میں معرض وجود میں آیا تھا۔ تشکیل پاکستان کے بعد اہل وطن پر واجب تھا کہ وہ نظریہ پاکستان کی حفاظت کو ایک اہم دینی اور قومی فریضہ سمجھ کر حرزِ جان بناتے اور ہر پاکستانی کے رگ و پے میں یہ نظریہ خون کی طرح رواں دواں رہتا لیکن حضرت قائد اعظمؒ کی رحلت کے بعد حکومت سنبھالنے والے حکمرانوں کی شدید غفلت اور نا اہلی تھی کہ وہ سرکاری سطح پر اس مقدس نظریے کی حفاظت نہ کر سکے۔ نہ وہ خود اس مقدس نظریے کی اہمیت کو سمجھ سکے اور نہ ہی قوم کو اس کے سمجھنے کا موقع دیا گیا۔ حضرت قائد اعظمؒ کے بعد ریاست پر حکمرانی کرنے والوں کا قومی فرض تھا کہ وُہ اس مقدس نظریہ کو ہر پاکستانی طِفل و جوان کی تعلیم و تربیت کا محور اور زندگی کا لائحہ عمل بنانے کا اہتمام کرتے لیکن نظریہ پاکستان کو اپنے مستقبل کے لیے خطرہ سمجھنے والوں نے جان بوجھ کر ایسا نہ ہونے دیا۔ اس نظریہ پر پختہ ایمان اور اعتقاد ملک وملت کی بقا اور روشن مستقبل کا ضامن تو بن سکتا تھا لیکن اس کے نفاذ سے نا اہل وڈیروں اور جاگیرداروں کا مستقبل تاریک ہونے کا اندیشہ تھا۔ تحریک اور تشکیل پاکستان کا ہر دن بلاشبہ کرب و بلا کا دن تھا لیکن حضرت قائد اعظمؒ اور بے وسائل پاکستان کے عوام نے جس پامردی سے اپنے سامنے آنے والے شدائد، مصائب اور مشکلات کا سامنا کیا وُہ بے مثال تھا۔ یہ سب کیسے ممکن ہوا تھا؟ یقیناً یہ ناقابل فراموش کارنامہ اسلام کے فلسفۂ اعتصام، وحدت ملی، نظریہ پاکستان پر یقینِ محکم، عمل پیہم اور بے لوث قیادت پر اعتماد کرنے والی ملت اسلامیہ پاکستانیہ کے جذبہ ایمانی کا مظہر تھا۔ یہ کرشمہ جمہور وطن کی قیادت کرنے والی ہر دلعزیز شخصیت،

خداداد فہم و ذکاء سے مملو، بے لوث قائد تحریک حضرت قائد اعظمؒ کے کردار کا تھا کہ جو بلاشبہ سیاست دان تو اعلیٰ پائے کے تھے لیکن سیاست کار اور جھوٹا کھیل تماشہ رچانے والے سیاست گر ہرگز نہ تھے۔ وہ ریاست، سیاست، جمہور اور جمہوریت کے معنی ومفہوم سے واقف تھے اور ریاست کے وسائل اور قومی خزانہ کی حفاظت کو اپنا ایمان سمجھتے تھے۔حضرت قائد اعظمؒ نبی آخر الزمان ﷺ کے سچے عاشق تھے۔آپ کو قرآن حکیم کی صداقت پر کامل یقین تھا اور اس کو پوری عالم انسانیت کے لیے مشعل راہ سمجھتے تھے۔قرانی ہدایت (quranic guidance) کی روشنی میں آپ کا عزم مصمّم تھا کہ ملک عزیز کو اسلامی جمہوریت کی اس راہ پر گامزن کر دیا جائے کہ جمہور وطن یکسو ہو کر ایک ایسے ادارتی نظام (institutional system) سے منسلک ہو جائیں کہ جس کے اندر رہ کر حاکم و محکوم دونوں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ سمجھیں اور ریاست کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھ کر اس کی حفاظت کا فریضہ ادا کریں۔آپ نے قرآن و سنت کی روشنی میں ایک ایسے صاف و شفاف جمہوری انتخاباتی نظام کو ملک عزیز میں رائج کرنا تھا کہ جس کے تحت عوام پر حکومت (government) چلانے کے لیے صرف ''اہل افراد'' (competent and efficient persons) کا ہی انتخاب لازم ہوتا اور نا اہل افراد خود بخود دائرہ انتخاب سے باہر رہنے پر مجبور ہوتے۔ نظام مصطفیٰ اور شریعت محمدیؐ کے تحت کسی نا اہل شخص کا منصب حکومت کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا اور منتخب کرنے والے افراد کے لیے اس کا انتخاب گناہ کبیرہ ہوتا ہے۔

تشکیل پاکستان کے ایک سال بعد ہی بانی پاکستان حضرت قائد اعظمؒ کا اس جہان فانی سے رحلت کرنا اہل وطن کے لیے بہت بڑا سانحہ تھا۔ آپ کی وفات کے بعد بہت تھوڑے عرصے میں تحریک پاکستان میں آپ کے ساتھ شانہ بشانہ جدو جہد کرنے والے وُہ محبّ وطن قائدین ملّت بھی اللہ کو پیارے ہوتے چلے گئے ۔جو تحریک پاکستان کی ہر مشکل گھڑی میں قائد اعظمؒ کے ساتھ تھے، یہ وُہ دانشور قائدین تھے کہ جو قائد اعظمؒ کی فکر و نظر (vision) کے مطابق پاکستان کو ایک اسلامی آئینی اور دستوری نظام کے تحت چلانے کی اہلیت سے بہرہ ور تھے اور مثبت حکومتی اور تعلیمی پالیسیوں کے ذریعے جمہور وطن اور خاص کر نوجوان نسل کو نظریہ پاکستان کی راہ پر گامزن رکھ سکتے تھے۔حضرت قائد اعظمؒ اور آپ کے رفقاء کار نے اہل وطن کو ایک طے شدہ منصوبہ کے تحت جدید تقاضوں کے مطابق اسلامی طرز سیاست، جمہوری ریاست کی تعمیر، امانت کی پاسداری، اسلام میں عدالت، مقنّنہ اور انتظامیہ کی ذمہ داریوں اور اختیارات میں عدل وتوازن برقرار رکھنے کی خصوصی تعلیم اور تربیت دینی مقصود تھی لیکن آپ کی رحلت سے وُہ سارا منصوبہ ادھورا رہ گیا۔ملک میں وہ '' نظام حکومت'' بھی قائم نہ ہوسکا کہ جس کے قیام کا وعدہ تحریک پاکستان میں جدو جہد کرنے والے مسلمانوں اور قائدین نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا اور جو ملک

وملت کی تقدیر بدلنے کا واحد ضامن تھا۔احساسِ زیاں سے محروم قوم کا المیہ یہ بھی ہے کہ 1948ء سے لے کر آج تک نظریہ پاکستان کے مطابق ملک میں نظام مصطفےٰ کا قیام ارض وطن کے کسی حکمرن اور سیاسی قائد کا منشور بنااور نہ ہی کسی سیاسی پارٹی کے ایجنڈے کا اساسی نکتہ ٹھہرا۔ ارض پاک میں نظریہ پاکستان کے مطابق مختلف اداروں کا ایک مستحکم نظام قائم کرنا جمہوریت اور جمہور وطن کے بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے بے حد ضروری تھالیکن بدقسمتی سے حضرت قائد اعظمؒ کی رحلت کے بعد ملک کی باگ ڈور جن پیشہ ور اور کاروباری سیاست کاروں کے ہاتھوں میں آئی ان کو تحریک پاکستان کے بنیادی مقاصد سے پہلے کچھ غرض تھی اور نہ بعد میں ملکی استحکام کبھی ان کا مقصود ومطلوب رہا ہے۔حضرت قائد اعظم کے بعد پاکستان پر قابض سیاست کاروں کی غرض و غایت صرف پاکستان کو لوٹنے تک محدود رہی۔ حقیقی جمہوریت کی جو تعلیم اور عملی سیاسی تربیت حضرت قائد اعظمؒ جمہور وطن کو دینا چاہ رہے تھے آپ کی ناگہانی وفات کے بعد اس مقصد کی تکمیل نہ ہوسکی بلکہ اس کے علی الرّغم ملک پر قابض ظالم، ان پڑھ وڈیرہ شاہی اور لوٹ مار کی ماہر افسر شاہی آپس میں مل کر جمہور وطن کو حقیقی سیاست اور جمہوریت کی راہ سے بھٹکا کر اتنی دُور لے گئی کہ آج تک قوم کو اپنی صحیح سمت معلوم ہی نہیں ہوسکی ہے۔ پاکستانی عوام سیاست کاری کی اندھیر نگری چوپٹ راج کی اس حد تک عادی ہو چکی ہے کہ اُن کو حقیقی اسلامی جمہوریت کے ثمرات کی خبر ہے اور نہ ہی اپنے بنیادی حقوق کے حصول کی کچھ فکر ہے۔نظریہ پاکستان کے بنیادی اصولوں اور تقاضوں سے بے خبر نوجوانوں کی ایک اچھی خاصی تعداد بھی نادانستگی میں ایسے سیاست کاروں کے ہتھے چڑھ گئی ہے کہ جو خود طاغوتی قوتوں کے پروردہ ہیں اور ان کے منصوبوں کے عین مطابق مسلمان نوجوانوں کی ذہنی اور اخلاقی ہلاکت کا سامان کر رہے ہیں۔ بدقسمتی سے علم وحکمت اور فکر ونظر سے عاری بعض ان پڑھ نوجوان ،روٹی کپڑا ، مکان اور روزگار کے دلفریب نعروں کے چکر میں پھنس گئے اور کچھ موبائل فون اور لیپ ٹاپ کی ظلمتوں کی وادی میں گم ہو کر اپنے ماضی، حال اور مستقبل کو یکسر بھلا بیٹھے ہیں۔نوجوان نسل کو سیاسی بازیگروں نے مادّی احتیاجات اور شہوات کے ایسے چکر میں پھنسا دیا ہے کہ وہ صرف جسمانی ضروریات کی تکمیل کو ہی اپنی منزل مراد سمجھ رہے ہیں۔کوئی جیالا بن گیا اور کوئی متوالا بن کر سیاسی مداریوں کی ڈگڈگی پر ناچ رہا ہے۔

نظریہ پاکستان کی بنیاد پر تشکیل پانے والی ایک نظریاتی اسلامی ریاست میں ملت پاکستانیہ اور خاص کر نوجوان نسل کو نظریہ پاکستان کی حقیقت سے آگاہ کرنے اور اس پر عمل درآمد میں اتنی شدید ناکامی کی وجوہات کیا ہیں؟ یہ ایک المناک حقیقت ہے کہ قوم اور آج کی نوجوان نسل کو ایک گہری سازش اور آمرانہ طاغوتی منصوبے کے تحت نظریہ پاکستان کی بنیادی حقیقت کو سمجھنے سے باز رکھا گیا ہے۔ سیاست کاری کرنے والے شاطِر منصوبہ

ساز اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ جب کبھی قوم اور نوجوان نسل قرآن و سنت کی روشنی میں نظریہ پاکستان میں پنہاں انقلاب کے حقیقی مطلب ومفہوم سے آگاہ ہو جائے گی وہ ان غاصبین ، جھوٹے اور مکار حکمرانوں کے ناجائز اقتدار کا آخری دن ہوگا۔ نظریہ پاکستان سے نوجوان نسل کو بے خبر رکھنا سیاست کاروں کی ذاتی ضرورت ہے کیونکہ یہ الوہی نظریہ ان کے جھوٹے دعویٰ قیادت کے یکسر منافی اور ان کو حکومت کے لیے سرے سے نااہل قرار دینے کا حکم صادر کرتا ہے۔ پاکستانی سیاست کاروں کی بقا کا راز مملکتِ پاکستان کو سیکولر قرار دینے ، سمجھنے اور عوام کو غافل اور بے شعور رکھنے میں مضمر ہے۔اس مذموم مقصد کے حصول کے لیے بیوپاری سیاست کار اور ان کے وظیفہ خوار لکھاری، کاروباری کالم نویس اور میڈیا سے متعلق کچھ خودساختہ دانشور سرتوڑ کوششوں میں مصروف ہیں کہ نظریہ پاکستان سے عوام کی توجہ دور رہے اور ملک جلد از جلد سیکولر سٹیٹ بن جائے۔ انڈیا، مصر ترکی اور یورپ سے ایسی فلمیں، کتب اور لٹریچر درآمد کیا جاتا ہے کہ جو اسلامی شعائر کو مسخ کر کے انتہائی منفی انداز میں نوجوان نسل کے ذہن میں سیکولر نظریات راسخ کر رہا ہے۔اسلام دشمن ممالک سے ملنے والی دولت پر چلنے والی NGO'S بھی اس شیطانی منصوبہ میں سیکولر ذہن کے سازشی سیاست کاروں کے ساتھ شریکِ کار ہیں۔ طاغوتی طاقتوں کے ایماء پر ان لوگوں کا سب سے مکروہ اور گھناؤنا کھیل نظریہ پاکستان اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ کا پرچار کرنے والے محبّ وطن قائدین کی مزاحمت اور مختلف حیلے بہانوں سے ان کی کردارکشی کا کھیلا جا رہا ہے۔پاکستان میں نظام مصطفیٰ کے قیام سے خائف تمام سیاسی جماعتیں اور ان کی ہم خیال نیم سیاسی و نیم مذہبی جماعتیں جو اسلام کے نام پر مر مٹنے والی عوام سے ووٹ لینے کے لیے تو نفاذ شریعت کے کھوکھلے نعرے لگاتی ہیں لیکن کرسیِٔ اقتدار پر براجمان ہونے کے باوصف خود ذہناً، قلباً اور عملاً نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لیے سنجیدگی سے کوئی پیشرفت نہیں کرتیں بلکہ لادینی طرز حکومت کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی جدو جہد میں سیکولر ذہن رکھنے والی سیاسی جماعتوں کا ساتھ دیتی ہیں۔نیم مذہبی سیاسی جماعتوں کا سیکولر جماعتوں اور غیر ملکی طاقتوں سے مال بٹورنے کے علاوہ ان کا ساتھ دینے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ''نظام مصطفیٰ'' قائم کرنے والے قائدین کے لیے فہم قران، نبی مکرم ﷺ کی سنت سے آگہی، اسلامی ریاست کے بنیادی اجزائے ترکیبی کی سمجھ، قومی اور بین الاقوامی جدید سیاسی، معاشی، معاشرتی امور اور ملّی اقدار کا شعور لازم ہوتا ہے۔بدقسمتی سے پاکستانی سیاسی اور نیم سیاسی مذہبی جماعتوں کے قائدین ان خوبیوں سے بری طرح عاری ہیں۔ نظام مصطفیٰ کے قیام کے لیے ملک و ملت سے بے لوث محبت کرنے والے ایسے دانشور سیاستدانوں (states men) کی ضرورت ہے کہ جو دین اسلام کے حوالے سے ان تمام امور سے بخوبی واقف بھی ہوں اور قرآن وسنت کے احکامات پر خود بھی عمل کرنے والے ہوں۔

ارض وطن گذشتہ چھ عشروں سے بے عمل سیاسی اور بے وقر فوجی آمرین کے دام ستم میں بے بس پنچھی کی طرح جکڑا پھڑ پھڑا رہا ہے۔ پاکستان میں رہنے والوں کا دَم گھٹ گیا ہے۔مظلوم انسان بے کسی اور لاچاری کی موت مر رہے ہیں۔ ہر طرف خوف وغم کے سایے منڈلا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں روٹھ چکی ہیں۔حکمرانوں کی بدنیتی کی وجہ سے پاکستان کے سرسبز جنگلات،چشمے،جھرنے،گلیشیئر ،کھیت کھلیان فصلیں سب بہت تیزی سے سوکھ رہے ہیں۔ درخت پھول پودے مرجھا گئے ہیں۔بے شعور سیاست کاروں کی نحوست رنگ دکھا رہی ہے۔عیش پرست حکمرانوں کی بدمستیاں جس طرح زور پکڑ رہی ہیں عوام بھوک، پیاس، افلاس، خشک سالی اور قحط سے اسی طرح مر رہی ہے۔پاکستانی قوم سیاست کاروں کے دام تزویر میں گرفتار اللہ تعالیٰ سے کئے اپنے وعدہ کو اب تک پورا کرنے میں ناکام رہی ہے۔ ایفائے عہد اقوام عالم کے لیے ایک اخلاقی قدر ہے لیکن مسلمان کے لیے یہ ایک اہم دینی فریضہ ہے۔ عہد کی پاسداری نہ کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ بے ضمیر خود ساختہ قائدین کی بد مستیاں ہر سُو اپنا رنگ دکھا رہی ہیں۔ پاکستانی قوم پر فطرت کی تعزیرات کا نزول شروع ہو چکا ہے۔ بفحوائے قرانی تیز ہوائیں، آندھیاں ،طوفان، سیلاب، طغیانیاں، زلزلے، پہاڑوں کا سرکنا،کنوؤں چشموں، نہروں اور دریاؤں میں پانی کی نایابی ،خشک سالی، قحط ،فصلوں کی تباہ حالی،معیشت کی بربادی، بھوک، مہنگائی، بیروزگاری ، کھلے عام لوٹ مار، راہزنی،ڈکیتیاں اور دہشت گردی یہ سب فطرت کی تعزیرات اور عذاب الٰہی کی نشانیاں ہیں۔ اسلام دشمن بھارت کے ساتھ امن کی آشا کی آڑ میں محبت کی پینگیں بڑھانا ، انڈیا کے ہاتھ پاکستان کا پانی بیچنا، جان بوجھ کر کمزور وکالت سے انڈیا کے مقابلے میں ڈیموں اور کشمیر کے مقدمے ہارنا ،پسپائی اختیار کرنا ، ملک کو بے توقیر کرنا، خیر سگالی کے نام پر گانے بجانے والی نوجوان پاکستانی لڑکیوں کو بھارت کے سرکاری دوروں پر ساتھ لے جانا اور بے حیائی ،فحاشی اور اخلاق باختگی کے کھلے عام مظاہرے قہر الٰہی کو خود دعوت دینے کے مترادف ہیں۔ پوری قوم کے لیے اجتماعی توبہ کا وقت ہے۔ انقلاب کے لیے گھروں سے باہر نکلنے کا آخری موقع ہے۔ نمازِ انقلاب کے لیے قیام لازم ہو گیا ہے۔ اذان انقلاب ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اس عظیم نظریاتی ملک پر کرپٹ نظام انتخابات کے ذریعے قبضہ کرنے والے نا اہل حکمرانوں کو تخت سے گرانے کے لیے اہل پاکستان کی صف بندی کا وقت ہو چکا ہے۔ ہر پاکستانی دیکھ رہا ہے کہ وطن عزیز کو ظالم حکمرانوں کے چنگل سے آزاد کرنے کے لیے جس اہل اور باصلاحیت قیادت کی ضرورت تھی اُس کا ظہور بھی ہو چکا ہے۔

؎ آگ ہے اولادِ ابراہیم ہے نمرود ہے کیا کسی کو پھر کسی کا امتحان مقصود ہے

پاکستانی عوام نے اولادِ ابراہیم ہونے کا ثبوت دینا ہے۔ اس نے موجودہ دور کے نمرودوں کی آگ میں

بے دھڑک کو دجانا ہے اور اس نے تحریک پاکستان کے وقت اللہ تعالیٰ سے کیا ہُوا وعدہ پورا کرنا ہے۔ عوامی بیداری شعور کے گزشتہ تین عشروں کے نصاب تعلیم کا خلاصہ بھی یہی ہے مقصد اس عظیم امتحان میں اللہ تعالیٰ کے حضور سرخروہونا ہے کہ جس کا آغاز وُہ کلمۂ حق " **لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ**" ادا کرنے سے کرتا ہے۔ پاکستانی قوم کی خوش نصیبی کہ مسلم اُمّہ کے نابغۂ عصر، حقیقی جمہوریت کے داعی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری پاکستان میں رونما ہونے والے عظیم انقلاب (Green Revolution) کی بہ نفسِ نفیس قیادت فرما رہے ہیں۔

عہدِ نَو برق ہے، آتش زنِ ہر خرمن ہے ۔۔۔ ایمن اس سے کوئی صحرا، نہ کوئی گلشن ہے

اس نئی آگ کا اقوامِ کہن ایندھن ہے ۔۔۔ ملّتِ ختمِ رُسل شُعلہ بہ پیراہن ہے

آج بھی ہو جو براہیمؑ کا ایمان پیدا ۔۔۔ آگ کرسکتی ہے اندازِ گلستان پیدا

مسلم اُمّہ کے نابغۂ عصر حضرت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

وطن عزیز میں حقیقی نظام جمہوریت کے قیام کے داعی اور قائد انقلابِ امن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری بانی و سرپرست اعلیٰ منہاج القرآن انٹرنیشنل اور پاکستان عوامی تحریک کے قائد و سربراہ، نہ صرف اسلامک سائنسز، قانون اور جنرل سائنسز کے ایک بلند پایہ پروفیسر، استاد اور مربّی ہیں بلکہ آپ کو بین الاقوامی تاریخ، پولیٹیکل سائنس، انٹرنیشنل پالیٹکس، اکنامکس اور عمرانیات کے علوم و فنون کا بھی گہرا درک حاصل ہے۔ آپ انتہائی دقیق نظری سے ملکی، قومی اور بین الاقوامی حالات وواقعات اور معاملات کا مشاہدہ و مطالعہ کرتے ہیں اور پھر ان پر آپ کا ماہرانہ تجزیہ و تعلیل قوم و ملت کی راہ نمائی کا باعث بنتا ہے۔ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر آپ کے موقّر عالمانہ اور ناقدانہ اظہار رائے کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ بین الاقوامی امور پر ہونے والے مذاکرات اور سیمیناروں میں انٹرنیشنل سیاسی حالات و واقعات پر آپ کے مشاہدات و تاثرات کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ ذہانت اور فطانت کے ساتھ فراستِ مومنانہ سے بھی خوب نوازا ہے۔ آپ کی نظر اسلام کے تصوّرِ وحدت انسانی کے مطابق زبان، رنگ، نسل، قوم، قبیلہ کی بجائے پوری انسانیت کی فلاح و بہبود پر مرکوز رہتی ہے۔ آپ دین اسلام کے وسیع تر فلسفہ احترام آدمیت اور تکریم انسانیت کے داعی ہیں اور پوری عالم انسانیت کے خیر و فلاح کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ آپ دنیائے ارضی کے گوشہ گوشہ میں ہر انسان کے لیے بلا امتیاز رنگ و نسل و مذہب پر امن اور پر سکون زندگی کے خواہاں ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 19 فروری 1951ء کو پاکستان کے صوبہ پنجاب کے شہر جھنگ میں ہوئی۔ قیام پاکستان کو اس وقت تقریباً پانچ برس بیت چکے تھے۔ لہٰذا تحریک پاکستان کے ایمان افروز و دلربا اور دل فگار و

ہوشربا، دونوں طرح کے مناظر آپ بہ نفسِ نفیس تو مشاہدہ نہ کر سکے لیکن جس عالی قدر گھرانے میں آپ نے آنکھ کھولی وہ تحریک پاکستان کے ایک ایسے سرگرم قائد اور مردِ قلندر حضرت ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ کا گھرانہ تھا کہ جن کے ولولہ انگیز خطابات نے پاکستان کی تحریک کے دوران برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں میں ایک ایسا جوش اور ولولہ پیدا کر دیا تھا کہ جو آخر کار پاکستان کی تشکیل پر مُنتج ہوا۔ قیامِ پاکستان کے بعد حضرت ڈاکٹر فرید الدین قادری رحمہ اللہ نے ریاستی مناصب اور مقتدر عہدوں پر فائز ہونے سے گریز کرتے ہوئے اپنی پوری توجہ عوامی تعلیم و تربیت پر مرکوز رکھی اور اصلاحِ احوال اور عوامی مفاد عامہ کے میدان میں سرگرم عمل ہُوئے۔ آپ کے درس و تدریس اور تعلیم و تعلّم کا حلقہ خاصا وسیع تھا۔ دور دراز سے حصول علم کے لیے تلامذہ کی ایک کثیر تعداد جھنگ کے دارالفرید میں آتی تھی۔ خاندانِ فریدیہ کو ایک خاص اعزاز یہ بھی نصیب ہُوا کہ حضرت فرید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سارے مشہور و معروف تلامذہ میں آپ کے سب سے زیادہ ہونہار، باصلاحیت اور اہل تِلمیذ رشید آپ کے اپنے لختِ جگر محمّد طاہر القادری تھے۔ جو آج چار دانگ عالم میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہٗ کے نام نامی اسم گرامی سے پہچانے جاتے ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام مدظلہٗ کی آنکھ دین اسلام اور پاکستان سے ٹوٹ کر محبت کرنے والے ایک تحریکی گھرانے میں کھلی اور تحریکی والدین کی آغوش شفقت میں آپ نے بچپن سے جوانی کا سفر طے کیا۔ آپ کے آبائی شہر جھنگ میں حضرت فرید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا دارالفرید برصغیر پاک و ہند کے مقتدر علماء، مشائخ، ادباء، فضلاء، حکما اور نامور سیاسی راہ نماؤں کی علمی آماجگاہ تھا۔ دور دراز سے عالیقدر علمی شخصیات علم کی پیاس بجھانے، فنون میں عملی تربیت حاصل کرنے اور حضرت ڈاکٹر فرید الدین قادری کی مشفقانہ برکتیں سمیٹنے آپ کے ہاں تشریف لایا کرتی تھیں۔ ذہین و فطین محمد طاہر القادری بچپن ہی سے اپنے والد گرامی اور بزرگ شخصیات کی مجالس میں حاضر رہتے تھے۔ والدین کریمین کی عقابی نظر ہر وقت اپنے لختِ جگر کو ودیعت کردہ اسباق الاخلاق میں دو خصلتوں پر خاص مرکوز رہتی تھی۔ ''ادب اور خدمت۔'' نوجوان محمد طاہر القادری سلوک و تصوّف کے ان ہر دو منازل کے خاص حامل تھے۔ آپ کا حسن سلوک، برتاؤ، رویّہ اور اسلامی آداب کے مطابق زندگی گزارنے کا طریق دیکھ کر دارالفرید میں تشریف لانے والا ہر بزرگ آپ کو اپنی دُعاؤں سے نوازتا تھا۔ معروف اور متداول دینی اور عصری علوم و فنون کے حصول کے ساتھ ساتھ بچپن سے ہی محمد طاہر القادری روزمرہ کے ملکی حالات و واقعات پر حاملین وراثتِ انبیاء کی فکر انگیز گفتگو کی سماعت بھی فرمایا کرتے تھے۔ نامور مقتدر شخصیات سے استماعِ کلام اور ان کی مُجَالست کے برکات و فیوضات سے مستفید و مستفیض ہوتے اور ان کی عالمانہ اور ناقدانہ بحث ومباحثہ میں شریک رہتے تھے۔ برصغیر پاک

و ہند، بلادِ اسلامیہ اور بین اقوامی سطح پر رونما ہونے والے سیاسی حالات و واقعات کے مدّ وجزر، اتار چڑھاؤ اور نشیب و فراز کے اسباب اور اثرات کا مشاہدہ و مطالعہ آپ کا دلچسپ علمی مشغلہ تھا۔ بزرگان ملت، بچپن ہی سے آپ کی نکتہ وری، دقیق شناسی اور ژرف نگاہی دیکھ کر آپ کے روشن مستقبل کی نوید سناتے تھے۔

سکول، کالج اور یونیورسٹی میں آپ کی طالب علمی کا زمانہ اساتذہ کے لیے حیران کن تھا۔آپ ایک عام طالب علم نہیں تھے بلکہ غیر معمولی ذہانت اور فطانت کے حامل ایسے منفرد طالب علم تھے جو اپنے اساتذہ کے لیے ہمیشہ باعث فخر تلمیذ رشید رہے۔آپ اپنے ساتھی طالب علموں کے لیے ایک قابلِ تقلید نمونہ تھے۔طلباء کی ایک کثیر تعداد آپ سے فری ٹیوشن لیتی تھی۔آپ خوشی خوشی ہر طالب علم کی علمی اور تعلیمی راہ نمائی کیا کرتے تھے۔ درسیّات اور مروجہ علوم وفنون کی تحصیل اور امتحاناتی کامیابیاں آپ کی لاجواب تھیں۔ نصابی مضامین سے ہٹ کر علم السیاسیات میں بھی آپ کی ژرف بینی حیران کن تھی۔ یونیورسٹی میں طلباء کے غیر نصابی فورمز کے اعلیٰ عہدوں پر آپ کی مسلسل کامیابیاں اور کم عمری میں یونیورسٹی سینڈیکیٹ کا ممبر بننا مخالفین کو ششدر کرنے کے لیے کافی تھا۔سینئر طلباء اور اکثر اساتذہ آپ کی علمی ثقاہت اور وجاہت کو بنظرِ تحسین دیکھتے تھے۔آپ مثبت عملی سیاست کے رموز و اسرار کے شناسا اور پرچارک تھے۔آپ قانون اور اسلامک سائنسز کے پروفیسر تھے لیکن پنجاب یونیورسٹی کی دیگر فیکلٹیز کے اکثر اساتذہ اور طلباء بھی آپ کے لیکچرز سے استفادہ کے لیے آپ کی کلاسوں میں حاضر ہوتے تھے۔

تحریک پاکستان کے محرّکات اور سیاست کاروں کی حرکات

تحریک پاکستان کے وقت برصغیر کی پوری مسلم قوم نے ملّتِ واحدہ ہونے کا عملی ثبوت دیتے ہوئے ارض پاکستان کی تشکیل کے لیے تن من دھن سے جدو جہد کی۔ مسلمانوں کی ہر نسل،قوم، قبیلے اور رنگ و زبان کے لوگوں نے بلا امتیاز عقیدۂ مسلک و مذہب ایک قوم ہو کر خطۂ پاک کو برٹش انڈیا سے الگ کرنے کے لیے بے مثال قربانیاں دیں۔نظریہ پاکستان ''لا الہٰ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ'' کے عقیدہ کے مطابق نئی مملکتِ خداداد میں نظام مصطفےٰ رائج کرنے اور ملک عزیز کو مثیلِ ریاست مدینہ بنانے کے عہد پر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے بھی مدد و نصرت فرمائی اور مسلمانانِ برصغیر کو ارض پاکستان عطا فرمایا۔

اپنے ہم وطنوں کی طرح بچپن میں محمد طاہر القادری بھی جھنگ شہر کے گلی کوچوں میں پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الہ الا اللہ اور پاکستان زندہ باد کے پر جوش نعرے لگایا کرتے تھے۔ایک آزاد مسلم جمہوری ملک کا باشندہ ہونے کا عزم لیے آپ کا سر فخر سے بلند اور قلب و ذہن مسرور و مطمئن تھا۔لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا۔ ننھے محمد طاہر القادری کا بچپن لڑکپن اور نوجوانی کی دہلیز پر دستک دینے لگا اور آپ فکر و نظر اور تفکیر و تدبیر کی وادی

کے عازمِ سفر ہونے لگے تو ملکی حالات و واقعات اور کارپردارانِ حکومت کے سیاہ کرتوت بھی آپ کی عقابی نظر اور قوت مشاہدہ کی گرفت میں آکر واشگاف ہونے لگے تو آپ کو اپنے پیارے پاکستان کے روشن مستقبل بارے اپنے سارے خواب اور سہانے سپنے چکنا چور ہوتے دکھائی دیئے۔ مملکت خداداد کا سرکاری اور آئینی نام گو'' اسلامی جمہوریہ پاکستان'' تھا لیکن شومئے قسمت سے زمامِ اقتدار جن لوگوں کے ہاتھ آگیا تھا وہ اپنے قول و عمل میں نہ تو خود اسلامی اور جمہوری تھے اور نہ ہی پاکستان کو ایک جمہوری اور اسلامی ریاست بننے دے رہے تھے۔ قانون، تاریخ اور علم السیاسیات کا اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان محمد طاہر القادری بہت دلسوزی سے پاکستان کے ارباب بست وکشاد کے گھناؤنے کردار کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ یہ سب کچھ آپ کے لیے انتہائی پریشانی کا باعث تھا۔ ریاست پاکستان پر حکومت کرنے والے حکمران، حکاّم اور عُمّال انوکھی قسم کی ایک ایسی انسان نما درندہ صِفت مخلوق تھی جو پاکستان اور پاکستانیوں کے ساتھ خونخوار درندوں کی طرح ہر وُہ انسان کش سلوک کر رہی تھی جو اس سے پہلے برصغیر پر قابض برطانوی سامراج، ہندو برہمن اور سکھ سرکار نے کیا تھا اُن میں اور پاکستانی حکام اور عمّال میں کوئی فرق نہ تھا بلکہ بسا اوقات تو پاکستانی حکمران اور حکومتی اہلکار ظلم و ستم، جبر و استبداد، لوٹ مار، ناجائز بھتہ خوری اور رشوت ستانی میں ان سے بھی دو قدم آگے ہی دکھائی دیتے تھے۔ ارض وطن خون آشام گدِھوں کے پنجوں کی گرفت میں تھا اور وہ بُری طرح جسد وطن کو نوچنے کھسوٹنے میں مصروف تھے۔ یہ انسان نما درندے بڑی بیدردی سے جسد وطن سے اپنے اپنے حصے کا گوشت کاٹ رہے تھے۔

نوجوان پروفیسر محمد طاہر القادری کے لیے نظریہ کائنات، نظریہ پاکستان، تحریک پاکستان کی قرار داد، منشور اور تحریک پاکستان کے شہدا اور مہاجرین کی عظیم قربانیوں کے ساتھ ارض پاکستان پر دھن، دھونس اور دھوکے سے قبضہ کرنے والے سامراجی وظیفہ خوروں، مراعات یافتہ جاگیرداروں، سرمایہ داروں، نوابوں اور جعلی سرمایہ دار پیروں کا یہ گھناؤنا کھیل انتہائی ناپسندیدہ اور ناقابلِ برداشت تھا۔ ایک محبّ وطن پاکستانی کو پاکستان لوٹنے والوں کی یہ قبیح حرکات کیسے گوارا ہوسکتی تھیں۔ آپ دیکھ رہے تھے کہ جاہل، ان پڑھ اور نااہل سیاسی وڈیرے اور سرمایہ کارکس بری طرح نظریہ پاکستان اور حضرت قائداعظمؒ کے جمہوری نظریات کو پامال کر کے ارض پاک میں جمہور وطن کے حقوق غصب کر رہے ہیں۔ قومی خزانہ لوٹ رہے ہیں۔ خود ایک روپیہ ٹیکس ادا نہیں کرتے اور غریب عوام کو کوڑی کوڑی محتاج کر رہے ہیں۔ آپ نے محسوس کیا کہ ملک عزیز میں قائداعظمؒ کی رحلت کے بعد ایک بہت بڑا فکری اور نظریاتی خلا پیدا ہو گیا ہے جس نے پوری قوم کو فکری انتشار و افتراق میں مبتلا کر دیا ہے، لہذا آپ نے قوم کو اسلامی جمہوری نظریاتی اور فکری تعلیم اور شعور دینے کا بیڑا اٹھایا۔ تعلیمی میدان میں اپنے اعلیٰ ترین کیریئر اور

شاندار مستقبل کو خیر آباد کہہ کر آپ نے سیاسی آمرین کی ریاستی دہشت گردی اور لوٹ مار کے خلاف عملی میدان میں اترنے کا فیصلہ کیا اور 17 اکتوبر 1980ء کو عوام الناس میں علمی اور فکری بیداری کا شعور اجاگر کرنے کی تحریک چلانے کے لیے منہاج القرآن کے نام سے ایک عظیم الشان ادارہ قائم کرنے کا اعلان فرمایا۔

ادارہ منہاج القرآن کی اہمیت اور ضرورت

تشکیل پاکستان کے بعد اس کی تعمیر، قیام اور استحکام کے لیے پاکستانی قوم کو حضرت علامہ محمد اقبالؒ کے علمی اور فکری نظریات اور حقیقی اسلامی جمہوریت کی تعلیم و تربیت کا فریضہ حضرت محمد علی جناح قائد اعظمؒ نے سرانجام دینا تھا۔ شومئ قسمت سے قائد اعظمؒ اور آپ کے چند وفادار اہل اور با صلاحیت احباب جلد ہی اس جہان فانی سے رحلت کر گئے۔ ان عظیم ہستیوں کی آنکھیں بند ہوتے ہی برطانوی سامراج اور طاغوتی طاقتوں کے ان ایجنٹوں کو پر پرزے نکالنے کا موقع ملا جو تحریک پاکستان کے وقت تحریکی انقلابیوں کے تند و تیز ریلے کی زد میں آنے سے بچنے کے لیے خاموشی سے اپنی کمین گاہوں میں چھپ گئے تھے۔ قائد اعظمؒ کی المناک رحلت کے بعد انگریزوں کی پس ماندہ سول بیوروکریسی کے گھاگ افسروں کی راہ نمائی میں اُن مخالفین کو آگے بڑھنے کا موقع مِلا جو تحریک پاکستان کے وقت نہ صرف نظریہ پاکستان کے خلاف شدید مزاحمت کرتے تھے بلکہ قائد اعظمؒ کی کردار کشی کا بھی کھلے عام مظاہرہ کرتے تھے۔ اب یہی بد نام زمانہ لوگ پاکستان کی سیاسی اور ملکی قیادت سنبھالنے کے لیے سب سے آگے تھے۔ انڈین سول سروس کی باقیات ان کی دیرینہ ہمدم و ہمراز تھی۔ چنانچہ ان کی اشیرداد سے وُہ حکومتی مناصب پر قابض ہوتے گئے۔ پاکستانی قوم اس وقت علمی طور پر ناپختہ اور سیاسی میدان میں ناتجربہ کار تھی وُہ انگریز کے وظیفہ خوار سیاست کاروں کی جاگیردارانہ شان و شوکت، نوابی ٹھاٹ باٹ اور مکارانہ چالوں میں الجھ گئی دجالی سیاست کاران کو سبز باغ دکھا کر کسی نہ کسی طرح یہ یقین دلانے میں کامیاب ہو گئے کہ وہ ہی عوام کے حقیقی راہ نما اور قائدین ہیں اور وہ ہی عوام کو درپیش مشکلات کے بھنور سے نکال سکتے ہیں۔

قرآنِ حکیم کی متعدد آیتیں انسانی فطرت کی ایک بڑی کمزوری کی نشاندہی کرتی ہیں۔ انسان ہر وقت اپنے مادی و جسمانی ضروریات، احتیاجات اور شہوات سے مغلوب رہتا ہے اور ہر وہ چیز جو اس کی جسمانی اور فوری ضروریات کو پورا کرتی ہے اس کے لیے بڑی کشش (attraction) رکھتی ہے اور زیادہ قابل قبول ہوتی ہے۔ اس لیے ہر دور کا فرعون، فوجی ڈکٹیٹر اور سیاسی آمر اسی انسانی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے اس دعوے کو عام کرتا ہے کہ پورے ملک میں بس اسی کی ذات ہے جو عوام کی خواہشات اور ضروریات کو پورا کر سکتی ہے۔ وہی عوام کو روٹی کپڑا مکان روزگار اور سہولیات زندگی دے سکتا ہے۔ وہی ملک کو خطے کا اقتصادی شیر بنا سکتا

ہے اور وہی ملک ملت کو معاشی ترقی کی شاہراہ پر گامزن کر سکتا ہے۔ اس طرح کی دل لبھانے والی میٹھی میٹھی باتوں سے وہ سادہ لوح عوام کی توجہ اپنی ذات پر مرکوز کر لیتا ہے۔ قران حکیم ہر دور کے فرعون، نمرود، قارون، ہامان اور سیاسی آمر کی اس خصلت کو یوں بیان کرتا ہے۔'' اس کی باتیں دنیا کی مادی زندگی کے تعلق سے بڑی دلچسپ، دل فریب اور فرحت آمیز ہوتی ہیں'' (البقرہ:۲۰۴) عوام فرعون صفت حکمرانوں، سیاسی آمرین اور جھوٹے سیاست کاروں کے اس چکر میں آ جاتے ہیں۔ سراب سے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ ان کے سوچنے کی صلاحیت معدوم ہو جاتی ہے۔ ان کی آزاد رائے اور عزیمت باقی نہیں رہتی۔ جس گمراہی کی طرف سیاست کاران کو لے جائے عوام اس کے پیچھے سوچے سمجھے بغیر گھسٹتے چلے جاتے ہیں۔ عوام لالچ، حرص اور سیاسی فریب کاری میں پھنس کر مجبور اور بے بس ہو کر رہ جاتی ہے۔ فرعون صفت سیاست کار عوام کی ذلت اور لاچاری پر خوش ہوتا ہے۔ عزت دار لوگوں کو بے عزت کرنا اس کا دلچسپ مشغلہ ہوتا ہے۔ جب وہ اس بے شعور پنچھی کو اپنے دامِ تزویر میں پھنستا دیکھتا ہے تو اپنے ہم خیال دوستوں اور پارٹی عہدہ داروں کی مجالس میں ان کی نادانی پر خوب ہنستا ہے۔ مزے لے لے کر ان کی سادہ لوحی اور بیوقوفی کے قصے سناتا ہے اور پھر اس کی وہ درگت بناتا ہے کہ عوام ایک گھائل پرندے کی طرح اس کے سامنے بے بس ہو کر اس کی اطاعت پر مجبور ہوتی ہے۔

حضرت قائد اعظم کی رحلت کے بعد سامراجی باقیات، سیاست کاروں، فوجی آمروں اور کرپٹ بیوروکریسی نے وطن عزیز کے وسائل کو بری طرح لُوٹا اور ریاستی اداروں کا وُہ حشر کیا کہ ایک رُوسی ملحد حکومتی اہلکار بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ ہمیں سوائے پاکستان کے کہیں بھی (العیاذ باللہ) مسلمانوں کا خُدا نظر نہیں آیا لیکن پاکستان میں اس کی موجودگی کا احساس یوں ہوتا ہے کہ پاکستانی سیاست کار اور ریاستی اہلکار جس بُری طرح پاکستان کے وسائل و ذرائع اور اسباب لوٹ رہے ہیں اور اپنی نااہلی سے اس کے ادارتی نظام (institutional systems) کو جس بری طرح تباہ کر رہے ہیں۔ یہ صرف کسی نادیدہ غیبی قوت کا کام ہے کہ وہ پاکستان کو اب تک ٹوٹنے سے بچائے ہوئے ہے۔

نوجوان پروفیسر محمد طاہر القادری کہ جس نے اوائل عمر سے دنیا کے عظیم سیاسی فلاسفہ اور مفکرینِ عمرانیات کو پڑھا تھا۔ جس نے سقراط، افلاطون، ارسطو، ہیروڈوٹس، نکولا میکاولی، روسو، کانٹ، کارل مارکس، سپنسر، اینگلز، لینن، ماؤزے تنگ اور جان ڈیوی جیسے مغربی دنیا کے عظیم سیاستدانوں اور دانشوروں کے سیاسی افکار کا مطالعہ کیا تھا جس نے ہندوستانی سیاستدانوں کے گُرو چانکیہ اچاریہ کوتلیا کے سیاسی نظریات کا بھی تفصیل سے مطالعہ کیا تھا اور سب سے بڑھ کر جس نے اپنی پوری زندگی اپنے آقائے نامدار نبی محتشم ﷺ کے عمرانی،

معاشرتی، معاشی، عسکری، سیاسی، دینی اور دنیاوی زندگی سے آپ ﷺ کے متعلق ارشاداتِ عالیہ اور جامعیت کبریٰ سے معمور آپ ﷺ کے نقوشِ حیات اور سنت عالیہ کا اس حد تک مطالعہ و مشاہدہ کیا تھا کہ نہ صرف آپ کی زندگی اپنے ہادی اور مرشدِ اعظم ﷺ کی اطاعت و اتباع میں گزر رہی تھی بلکہ نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کا نور آپ کی ایک ہزار کتب کو منور کرنے کا باعث بنا۔ آپ کی تصنیف کردہ سیرت الرسول ﷺ بارہ جلدوں کا ایک ایسا عظیم علمی ذخیرہ ہے کہ جس سے نہ صرف دنیائے اسلام بلکہ پوری عالم انسانیت کے سیاسی مفکرین اور ماہرین عمرانیات راہ نمائی حاصل کرتے ہیں اور ہر قوم، نسل اور مذہب کے لوگ بھی سیرت الرسول ﷺ سے یکساں مستفید ہوتے ہیں۔ عالم اسلام کے نامور سیاسی مفکرین میں آپ نے الفارابی، الماوردی، امام غزالی، امام ابن تیمیہ، ابن خلدون اور شاہ ولی اللہ جیسے اکابرین ملت کے فسلفۂ فکر ونظر اور علم السیاسیات پر آپ کے علمی مقالات سے استفادہ کیا۔ یہ مشاہیر عالم وُہ مقتدر اور عظیم سیاسی راہ نما تھے کہ جن کے علمی اور سیاسی نظریات نے اپنے اپنے ادوار میں تاریخ کا رخ موڑا تھا۔ یہ سب بزرگ ہستیاں آپ کی تعلیم اور تدریس کے اساسی کردار تھے۔ حضرت علامہ محمد اقبالؒ ، حضرت قائد اعظم محمد علی جناحؒ اور تحریک پاکستان میں آپ کے ساتھ کام کرنے والے مخلص عمائدین ملت کے فلسفۂ فکر اور عملی جدو جہد کا دقیق مطالعہ، مشاہدہ اور عمیق نظری سے اس کا تجزیہ وتعلیل آپ کے علمی مشاغل کا ایک اہم حصہ تھا۔ علوم سیاست پڑھتے وقت جب آپ ان عظیم سیاسی مفکرین ، ارض وطن کے مشاہیر کے پر خلوص عملی اقدامات کو دیکھتے اور پھر موجودہ دور کے سیاست کاروں کی درفطنیّوں اور لوٹ مار کے دلخراش مناظر دیکھتے تو آپ کا دل خون کے آنسو روتا تھا۔ سیاست کاروں کے سیاہ کرتوت اور ان کے ہاتھوں ارض پاکستان کی تباہی و بربادی کے واقعات نے آپ کے دن کا چین اور رات کا قرار یکسر ختم کر دیا تھا۔ سیاست کاروں کی فریب کاریوں اور عوام کی بے کسی اور محرومی دیکھ کر آپ گھنٹوں رویا کرتے تھے۔ آپ ہر وقت عوام کو مشکلات اور خوف وغم کے گرداب سے نکالنے کے طریقوں پر سوچتے اور تفکیر و تدبیر میں غلطاں رہتے اور سوچ کے سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں غوطہ زن ہوجاتے تھے۔ آپ مفکّرِ پاکستان کے خواب کی تعبیر اور ارض وطن کی حقیقی تعمیر وتکمیل کے منصوبے بناتے رہتے تھے۔ تعمیر اور تکمیل پاکستان بارے غور وخوض کے یہی وہ لمحات تھے جب آپ نے فیصلہ کیا کہ آپ پاکستان اور دنیا کی مشہور یونیورسٹیوں میں اپنے شاندار علمی اور تعلیمی مستقبل کی قربانی دے کر ادارہ منہاج القران کے پلیٹ فارم سے پاکستانی عوام کی بیداری شعور مہم کا آغاز کریں۔ آپ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیمات اور ارشادات کی روشنی میں عوام کے ہر طبقہ فکر کو قرآنی فلسفۂ انقلاب سے روشناس

کرنے کا بیڑا اٹھایااورفہم قرآن کے عنوان سے ملک بھر میں دروس قران کاایک ایساعظیم تبلیغی اور درسی سلسلہ شروع کیا کہ جس نے قریہ قریہ شہرشہر ہر سننے اور دیکھنے والے ناظر کی بصیرت و بصارت کے بند دریچے وا کر دیئے۔ٹی وی پرفہم قران کے درس کے وقت بازار خالی ہو جاتے تھے اور ہر گھر اور دوکان میں ٹی وی کے سامنے ناظرین کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ جاتے تھے۔آپ نے ابتدائی طور پرتعلیم کے ذریعے عوامی شعور کی بیداری کے لیے پورے ملک میں طلباء اور طالبات کے لیے سکولوں کا ایک جال بچھا دیا۔مختلف کالجوں کے علاوہ آپ نے لا ہور میں ایک عظیم الشان یونیورسٹی کی بنیاد ڈالی جو اس وقت عصری علوم وفنون کی ایک ایسی عظیم درسگاہ بن گئی ہے کہ جہاں کے آرٹس و سائنس کے مضامین میں فارغ التحصیل ماسٹرز،ایم فل اور پی ایچ ڈی کے طلباء طالبات نہ صرف ارض وطن بلکہ بیرونِ ملک بھی فرقہ بازی اور تفرقہ پرستی سے پاک علم وعرفان کے نور کی شعاعیں بکھیر رہے ہیں۔حضرت شیخ الاسلام مدظلہٗ سے براہ است فیض یافتہ ان صحیح العقیدہ اعلیٰ تعلیم یافتہ امن پسند طلباء و طالبات کے علمی نظریات، احترام آدمیت اورتکریم انسانیت کےحوالہ سے نہ صرف عالم اسلام بلکہ پوری عالم انسانیت کے لئے ایسے دلکش، پسندیدہ اور باعث کشش ہیں کہ دنیا کی ہرقوم اور ملت کے امن پسند شہری ان کوقدر واحترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔اذہان انسانی میں بپا ہونے والا رحمۃ للعالمینی کا یہی وہ سبز انقلاب ہے کہ جومنہاج یونیورسٹی اورمنہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام چلنے والے کالجوں اور سکولوں کےطلباء و طالبات کے ذریعے ارض وطن کے قریہ قریہ جمہور وطن کی مضمحل روح کوتازہ کر رہا ہے۔ احترام آدمیت اورتکریم انسانیت کی لافانی سوچ کے حامل انقلابیوں میں سبز انقلاب کا مفہوم ومقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے۔عشق رسول ﷺ اور احترام انبیاء علیہم السلام ان انقلابیوں کا ایمان،قرآن ان کا منہاج، فروغ علم ان کا عزم،قلم وقرطاس ان کا اسلحہ،بلا امتیاز رنگ نسل قوم قبیلہ اورمذہب کے امتیاز وتعصّب سے بالاتر سب مخلوقِ خدا کی خدمت ان کا شعار،ہر انسان کی سلامتی اور ایک پر امن معاشرے کے قیام کی جدو جہدان کا جہاد ہے۔یقین محکم،عمل پیہم اورمحبت فاتح عالم ان کا عزم، ارادہ،مجاہدہ اور ماحاصلِ حیات ہے۔

پاکستان عوامی تحریک کا قیام اوراُس کی مقصدیت

علمی اورنظریاتی بیداریٔ شعور کی تعلیم و تربیت اورقوم و ملت کے ہر طبقہ فکر میں فروغ علم کے ساتھ ساتھ پاکستانی عوام میں ان کے بنیادی حقوق کےفہم اورحفاظت کے لیےمنظّم اور پر امن جدو جہد کا شعور اُجاگر کرنے کے لیے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے مئی 1989ء میں پاکستان عوامی تحریک کے نام سے موسوم

سیاسی پارٹی قائم فرمائی۔ پاکستان عوامی تحریک کے قیام کا مقصد وحید وطن عزیز میں نبوی سیاست کی بنیاد پر جمہور وطن کو سیاسی آمرانہ جمہوریت کی بجائے حقیقی جمہورت کے مفہوم و معنی سے آگاہی فراہم کرنا اور عوام کو سرمایہ دار، ان پڑھ وڈیرے، برادیوں کے نام پر ووٹ حاصل کرنے والے چوہدریوں اور نادان و بے شعور مریدوں پر حکومت کرنے والے جعلی خود ساختہ پیروں کی سیاست کاری سے آزاد کر کے ان کو حق رائے دہی (Vote) کی قوت، طاقت اور الوہی امانت کی حفاظت کا شعور دلانا ہے۔ پاکستان عوامی تحریک کے منشور کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ پاکستان کی مجبور و لاچار عوام کو ہر قسم کے آمرانہ ظلم و استحصال اور سیاسی جبر و استبداد سے نجات حاصل کرنے اور ملک عزیز میں ایک جدید اسلامی فلاحی معاشرے کے قیام کے لیے ان کے اپنے ہاتھوں ایک منظّم پرامن سیاسی جدو جہد کی راہ ہموار کی جائے۔ ارض وطن کے لوگ اپنے بنیادی حقوق سے واقف ہوں اور ان کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ودیعت کردہ حق رائے دہی یعنی اپنے ووٹ کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ ہو۔ وہ اللہ کی سب سے بڑی امانت ''ریاست پاکستان'' کی حفاظت کے قابل ہوں اور سیاست کاری سے ریاست پر قابض غاصب لٹیروں سے ملکی وسائل کو بچانے کے لیے منظّم جدوجہد کرنے کے قابل ہوں۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو پاکستان عوامی تحریک کے کارکنوں نے متفقہ طور پر پارٹی کا پہلا چیئر مین منتخب کیا۔ روز اول سے قائد تحریک کا سیاسی منشور بالکل صاف، واضح اور دیانتدارانہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہماری سیاسی جدو جہد کا مرکز و محور نبوی سیاست ہے جو دنیا میں جمہور کے حقوق کی حفاظت کا سب سے موثر فطری طرز حکومت ہے۔ ہماری سیاسی جدو جُہد کا مقصد حصول اقتدار نہیں بلکہ ملک عزیز پر قابض سیاست کاروں کی سیاسی آمریت اور جھوٹی کاروباری جمہوریت کی مکّاری کی بجائے حقیقی عوامی اقتدار کے لیے راہ ہموار کرنی ہے۔ ہم سیاست کو سرمایہ کاری، دولت اور اقتدار کے حصول کے لیے کیے جانے والے سیاسی داؤ پیچ، دجل و فریب کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں۔ ہم نبی مکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ کی اتباع میں بلا امتیاز مذہب، رنگ اور نسل مخلوق خدا کی خدمت کا فریضہ جمہور وطن کے ذریعے ادا کرنا چاہتے ہیں۔ عوام کے ٹیکسوں سے حاصل کردہ دولت عوام خود اپنے ہاتھوں اپنی فلاح و بہبود کے منصوبوں پر خرچ کریں اور حکمرانوں کی عیش و عشرت کی راہوں کو مسدود کردیں۔ ہم ارض پاک میں سیاست نبوی کے ذریعے ایک ایسی مثبت تبدیلی (green revolution) لانا چاہتے ہیں کہ جمہور وطن ''حقیقی عملِ جمہوریت'' کے ذریعے اپنے بنیادی حقوق حاصل کرنے کے لیے ساری عمر سڑکوں پر نکل کر احتجاجی ریلیوں اور دھرنوں کے ذریعے ہی مطالبات کا رونا نہ روئیں بلکہ ریاست کا ادارتی نظام اتنا مضبوط، توانا اور انسان دوست بنایا جائے کہ جس کے تحت ریاستی کارندے

عوام کے ایتائے حقوق کا فریضہ ادا کرتے ہوئے ان کے مطالبات کو عدل و انصاف سے پورا کر کے ان کے گھر کی دہلیز پر پہنچانے کا فریضہ ادا کریں۔

پاکستان کی تشکیل کے چھیاسٹھ برس بیت چکے۔ عالمی سازشی قوتوں کے وظیفہ خور پاکستان میں بسنے والے مراعات یافتہ سیاست کاروں نے ایک سازشی منصوبہ کے تحت پاکستانی عوام کو اندھیرے میں رکھ کر بہت بے دردی سے وطن عزیز کو مُکتی باہنی اور بھارتی فوجوں کے ہاتھوں دولخت کر کے مشرقی پاکستان کو وفاق سے الگ کر دیا ہے۔ مکّار سیاست کار اب ایک اور خطرناک ترین منصوبہ کے تحت بچے کھچے پاکستان کو بھی بھارتی را اور صیہونی موساد کے تربیت یافتہ دہشت گردوں کے ذریعے مزید ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کے درپے ہیں۔ کرپٹ انتخاباتی نظام کے تحت برسراقتدار آنے والے نا اہل اور کرپٹ حکمران لوٹ مار میں مگن ملک دشمن سرگرمیوں پر آنکھیں بند کیے ہوئے ہیں۔ دہشت گردوں کو پیسہ دے کر ان کی خدمات حاصل کرتے ہیں اور ان کے ذریعے اپنے انتخابی حلقوں میں عوام کو خوفزدہ کر کے دھونس اور دھمکی سے ووٹ حاصل کرتے ہیں اور کامیاب ہو جاتے ہیں۔ سارے ملک پر دہشت گردوں کا راج ہے۔ بھتہ خوری، قتل و غارت اور ڈاکہ زنی روزمرہ کا معمول ہے۔

غریب عوام کے ٹیکسوں سے بھر جانے والے قومی خزانہ کو بری طرح لُوٹا جا رہا ہے۔ جعلی انتخابات کے وقت سیاست کاروں کا ایک دوسرے کے خلاف ایک خاص نعرہ بیرون ملک بینکوں میں جمع کردہ ملک سے لُوٹی ہوئی دولت کو واپس لانے کا بھی ہوتا ہے لیکن جیسے ہی ایک چور منصب اقتدار سے ہٹ جاتا ہے اور دوسرا اس کی جگہ تخت پر قبضہ کر لیتا ہے۔ جعلی انتخابات میں لگنے والا وہ جعلی نعرہ ہوا میں تحلیل ہو جاتا ہے۔ مُک مُکاؤ پہلے سے ہو چکا ہوتا ہے۔ ”نہ ہم تمہارے مسلک کو چھیڑیں گے اور نہ تم ہمارے مسلک کو چھیڑو“ کے مصداق اُدھر تم خوش اِدھر ہم خوش پر سب چور بھائی اتفاق کر لیتے ہیں۔ پاکستان عوامی تحریک کے غیور کارکن رات دن انتھک محنت کر کے پاکستان کے بے بس، مقہور اور مجبور عوام کو شعور کی بیداری کا درس دے رہے ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ پاکستانی قوم خواب غفلت سے بیدار ہو چکی ہے۔ وُہ ارض وطن میں ”حقیقی جمہوریت کے داعی“ اپنے محبوب اور ہر دلعزیز قائد عوام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی زیر قیادت جعلی سیاست کاری کا قلع قمع کرنے اور ریاست پاکستان کو ظالم سیاسی آمرین کے قبضہ سے آزاد کرنے کے لیے میدان عمل میں اتر چکی ہے۔ اذان انقلاب ہو چکی ہے۔ صف بندی جاری ہے۔ انشاء اللہ عنقریب نماز انقلاب ادا کرنے کے لیے ”اقامت“ ہونے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ہر پاکستانی کو اللہ کی دی ہوئی امانت پاکستان کو غاصبوں سے بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ بجاہ سید المرسلین ﷺ ☆☆☆☆☆☆

شیخ الاسلام مدظلہ کے خطابات اور کتب کے ذریعے ہم انکی فکر کو سمجھ سکتے ہیں

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی بہو اور ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی اہلیہ محترمہ فضہ حسین قادری کا خصوصی انٹرویو

انٹرویو پینل: نازیہ عبدالستار، فلک حیا

سوال: آپ کے تحریکی بیک گراؤنڈ کے بارے میں پوچھنا چاہیں گے کہ تحریک اور قائد تحریک سے کیسے تعلق قائم ہوا؟

جواب: میں نے آنکھ ہی ایسے ماحول میں کھولی جس میں حضور شیخ الاسلام کے آڈیو اور ویڈیو کیسٹس گھر میں سنی اور دیکھی جاتی تھیں۔ Infact مجھے گڑتی بھی حضور قدوۃ الاولیاء سیدنا طاہر علاؤ الدین الگیلانیؒ کی طرف سے عطا ہوئی۔ حضور پیر صاحب نے عجوہ کھجور اپنے منہ مبارک میں چبا کر میرے والد گرامی کو میرے لئے دی تھی۔ حضور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ نے 4 اگست 1991ء میں سرزمین ہالینڈ میں قدم مبارک رکھا اور ہمارے گھر Stay فرمایا۔ میرے والدِ محترم اور والدہ محترمہ نے باقاعدہ 1990ء میں تحریک کی لائف ممبرشپ حاصل کی اور یہ ہالینڈ میں تحریک کی سب سے پہلی ممبرشپ تھی۔ ہم بہن بھائیوں نے لائف ممبرشپ 1993ء میں حاصل کی۔ حضور شیخ الاسلام نے ستمبر 1994ء میں فرانس میں مجھے اور میری بہن کو قرآن مجید کی بسم اللہ کرائی اور میرے بھائیوں نے حضور شیخ الاسلام کے سامنے ختم قرآن کیا۔

محترمہ فضہ حسین قادری کے ماہنامہ دختران اسلام کو انٹرویو دیتے ہوئے مختلف انداز

1991ء میں میرے والد محترم کو ہالینڈ کی تنظیم کا

سرپرست مقرر کیا گیا پھر جوں جوں کام پھیلتا چلا گیا تو میرے والد محترم نے حضور شیخ الاسلام کے حکم پر پورے یورپ کے ممالک میں منہاج القرآن کے مراکز قائم کئے اور سینکڑوں کی تعداد میں لائف ممبرز بناتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ وہ تحریک اور قائد تحریک، حضور شیخ الاسلام کا مشن لے کر Suriname جنوبی امریکہ بھی گئے۔

1997ء میں کینیڈا اور 1998ء میں نیوجرسی، امریکہ کے مراکز بھی قائم کئے اور نیو جرسی کے مرکز کے لئے میری والدہ محترمہ نے اپنا زیور بھی بیچا اور ایسے کئی مواقع آئے کہ میرے والدین نے مالی طور پر بھی مراکز قائم کرنے میں مدد کی۔ یہ سب بتانے کا مقصد یہ ہے کہ میں نے اس فیملی میں آنکھ کھولی جس کا جینا مرنا ہی حضور شیخ الاسلام اور ان کے مشن کی خاطر ہے۔

سوال: ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے اور مجدد وقت کی بہو ہونے کے اعزاز پر آپ کیسا محسوس کرتی ہیں؟

جواب: یقیناً یہ میرے لئے ایک بہت بڑا اعزاز اور خوش قسمتی ہے کی میری ایک ایسے گھرانے سے نسبت ہوئی کہ جن کا جینا مرنا ہی آقا علیہ الصلاۃ والسلام کے دین کے احیاء کی خاطر ہے۔ میری خوش قسمتی ہے کہ میں اس گھر کا حصہ بنی ہوں۔ جہاں حضور شیخ الاسلام اور ڈاکٹر حسین محی الدین قادری عمر بھر دین کے مشن کی خدمت میں مصروفِ عمل رہتے ہیں وہاں مجھے بھی اس گھر کی خدمت کا موقع ملا۔گھر میں رہتے ہوئے میں نے امی حضور جو ایک مجاہدہ ہیں، ان سے بھی بہت کچھ سیکھا اور ابھی تک سیکھ رہی ہوں۔تو الحمدللہ یہ سب میرے لئے بڑی مسرت اور خوش بختی کا باعث ہے۔

سوال: پاکستان اور یورپ میں اسلام کے حوالے سے کیا فرق محسوس کرتی ہیں؟

جواب: یورپ میں غلط اور صحیح کے درمیان اسلام اور کفر میں ایک نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ اگر والدین وہاں صحیح طریقے کیساتھ اپنے بچوں کی پرورش کریں ان کے ابتدائی دور سے تو وہاں اسلامی تربیت کرنا آسان ہو جاتا ہے کیونکہ وہاں کفریہ عادات اور معاملات کا نمایاں فرق عملی طور پر دکھایا اور سکھایا جاسکتا ہے ، اس طرح اگر والدین بچپن سے ہی بچوں کی تربیت میں Involve رہیں تو بڑی آسانی ہوتی ہے۔ اور پاکستان چونکہ ایک مسلم majority ملک ہے، جس میں ہر کوئی اپنے دعوے میں مسلمان ہے لیکن بے شمار تفریق پائی جاتی ہے اور یہاں پر کسی حد تک مذہبی اقدار کو Traditions اور رسم و رواج کے ساتھ mixed up کر دیا گیا ہے۔ یہاں پر بچوں کی تربیت اس طرح کرنا مشکل نظر آتا ہے۔ ہم فرق کیا دکھائیں کہ جو شخص دینی اقدار کو Follow کرتا

ہے اور جو نہیں کرتا، دونوں طرف ہی وہ مسلمان ہیں۔ تو بچوں کو تفریق سکھانا اور سمجھانا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ ایک بنیادی فرق ہے۔ جہاں تک بات باہر کے ممالک میں معاملات کی ہے تو ان میں جو ایک مشکل پیش آتی ہے وہ یہ ہے کہ وہاں پر اپنا گھر بار چلانے کے لئے ماں اور باپ اکثر دونوں ہی Jobs میں مصروف ہوتے ہیں جس کی وجہ سے بچوں کی تربیت متاثر ہوتی ہے اور بچے Ignore ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ بے راہ روی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی اس چیز کا خیال رکھتے ہوئے Extraordinary توجہ بچوں کی پرورش کے لئے دے اور دینی تربیت کرے تو میرے خیال میں پاکستان کی نسبت یورپ میں بچوں کی تربیت کرنا آسان ہے۔

محترمہ فضہ حسین قادری سے محترمہ نازیہ عبدالستار (اسسٹنٹ ایڈیٹر) انٹرویو لیتے ہوئے

سوال: یورپ میں مسلم خواتین خصوصاً ویمن لیگ کو کن مشکلات کا سامنا ہے؟ اور وہ ان مشکلات میں کیسے اپنی ذمہ داری سرانجام دیتی ہیں؟

جواب: یورپ میں لوگوں کی مصروف ترین زندگی ہوتی ہے۔ مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین بھی وہاں Jobs کرتی ہیں، کام سے فارغ ہو کر پھر وہ گھر کے کاموں میں مصروف ہو جاتی ہیں، بچوں کی تربیت اور دیگر گھریلو امور سے فارغ ہو کر ان کے پاس جو بھی وقت دستیاب ہوتا ہے وہ سب تحریک کے کاموں میں وقف کرتی ہیں یقیناً وہ سب خواتین مبارکباد کی مستحق ہیں، دورِ حاضر میں یہ ان کا بہت بڑا جہاد ہے کہ انہوں نے اتنی مشکلات اور اتنی مصروف ترین زندگی کے باوجود اپنے آپ کو مشن کے کاموں میں وقف کیا ہوا ہے۔

سوال: آپ نے شادی کے بعد بھی اپنی سٹڈی کو جاری رکھا اس کی معاونت میں سب سے زیادہ کس کا کردار ہے؟

جواب: شادی کے بعد میری سٹڈی جاری رہنے میں سب سے بڑا کردار حضور شیخ الاسلام کا ہے۔ حضور شیخ الاسلام نے ہمیشہ تعلیم کو Promote کیا ہے، کبھی بھی شادی کے باعث سٹڈی سے نہیں روکا۔ امی حضور کی مثال لے لیں انہوں نے شادی کے بعد اپنی تعلیم جاری رکھی اور ایم۔اے کیا، محترمہ غزالہ باجی بھی ابھی اپنی سٹڈی

جاری رکھے ہوئی ہیں اور پی ایچ ڈی کر رہی ہیں، اسی طرح محترمہ عائشہ باجی ہیں وہ بھی شادی کے بعد اپنی سٹڈی جاری رکھے ہوئی ہیں اور ایم فل کر رہی ہیں۔ یہ سب حضور شیخ الاسلام کی شفقتوں اور ان کی علم کے ساتھ محبت کے باعث ہے۔

سوال: حضور شیخ الاسلام کی شخصیت کا کونسا پہلو آپ کو نہایت متاثر کرتا ہے؟

جواب: حضور شیخ الاسلام کی شخصیت میں جو شفقت ہے اور آپ کی طبیعت میں جو محبت ہے جو آپ بڑوں اور چھوٹوں کو برابر دیتے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اور پھر جتنا بھی وقت آپ کے پاس ہوتا ہے بچوں کے ساتھ یا کسی کے ساتھ بھی گزارتے ہیں تو وہ اتنا Quality ٹائم ہوتا ہے اور اتنا Focused ہوتا ہے کہ وہ تربیت کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور ان کی اپنی شخصیت اور آپ کا جو کردار ہے وہ چیزوں کو سختی سے مجبوراً ان پر عمل نہیں کرواتا بلکہ یہ ان کی شخصیت کی بلندی ہے کہ ان کے گرد اٹھنے بیٹھنے سے ان کی صحبت کی وجہ سے خود دل چاہتا ہے کہ ان کو Follow کیا جائے۔

سوال: حضور شیخ الاسلام ہمہ وقت خدمتِ دین کے لئے مصروف رہتے ہیں لہٰذا اپنے پوتے پوتیوں کی تربیت کے لئے وقت کیسے نکالتے ہیں؟

جواب: وہ بے شک مصروف رہتے ہیں لیکن وہ بالکل آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ضرور وقت نکالتے ہیں۔ اس زمانے میں اگر اپنی اولاد سے محبت اور ان کی تربیت کی کوئی مثال دیکھنی ہو تو وہ حضور شیخ الاسلام کی ہے۔ جتنا بھی وہ بچوں کو وقت دیتے ہیں اور جس طرح وہ Incentive طریقے کے ساتھ بچوں کو دینی معاملات سکھاتے ہیں اور Practice کرواتے ہیں، وہ بہت بڑا نمونہ اور ایک مثالی طریقہ ہے کہ جس کو والدین کو Follow, Practically کرنا چاہئے۔

سوال: تحریک منہاج القرآن کا مقصد مصطفوی انقلاب ہے۔ حضور شیخ الاسلام نے انقلاب کے لئے دو فیز بتائے ہیں، لہٰذا فیز I میں کس حد تک کامیابی حاصل کی اور فیز II میں کیا آپ سمجھتی ہیں کہ منزل مقصود کو پالیں گے؟

جواب: یقیناً انقلاب کے دو فیز ہیں پہلا فیز Micro Level ہے جو انسان کی باطنی تربیت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور دوسرا فیز معاشرتی اصلاح کا ہے۔

منہاج القرآن نے اپنے 32 سالوں کی efforts میں یقیناً اپنا پہلا فیز حاصل کر لیا ہے، جس میں لاکھوں لوگوں کی، خاندانوں کی، نوجوانوں کی اور خواتین کی تربیت ہوئی ہے اور وہ بے راہ روی سے ہٹ کر آقا

علیہ الصلاۃ والسلام کی غلامی میں آئے ہیں اور انہوں نے اپنی اصلاح کی ہے اور ان کی فکری اصلاح ہوئی ہے اور جہاں پر دین سے محبت پیدا ہوئی ہے وہاں پر پاکستانیت میں بھی لوگوں کے فکر اور Commitment میں اضافہ ہوا ہے اور آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی اتباع اور آقا کا میلاد پاک منانے میں بھی اور گھر گھر پہنچانے میں بھی حضور شیخ الاسلام نے بہت بڑا کردار ادا کیا ہے اور یہ ایک عملی نمونہ ہے کہ لاکھوں لوگ جو حضور شیخ الاسلام کو Follow کرتے ہیں، پوری قوم اور Media ان کے Followers کے ڈسپلن کی، ان کی امن پسندی کی، ان کی صاف گوئی کی، ان کے اخلاص کی، ان کی Commitment کی مثالیں دیتا ہے، یقیناً انقلاب کا یہ پہلا فیز ہے جو ہم نے Achieve کرلیا ہے۔

اور دوسرا فیز مصطفوی انقلاب ہے جس کے اندر پورا معاشرہ آقا علیہ الصلاۃ والسلام کا معاشرہ جو مدینہ منورہ کا تھا، اس کا پرتَو اور اس کا مظہر بنانے کی کوشش ہے۔ تو وہ ایک دوسرا فیز ہے جس میں ہم داخل ہو چکے ہیں جہاں پر پہلا فیز الحمدللہ اور آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی توفیق سے ہم حاصل کر چکے ہیں اور حضور شیخ الاسلام نے لاکھوں لوگوں کو تیار کر کے اپنا وعدہ پورا فرمایا ہے اور معاشرے کو تبدیل کرنے کا وعدہ بھی انہوں نے فرمایا ہے تو ان شاء اللہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ انقلاب کے دوسرے فیز میں بھی کامیابی حاصل ہوگی۔

سوال: حضور شیخ الاسلام کے ساتھ گزارے ہوئے لمحات میں کوئی ایسا لمحہ جو آپ کو ہمیشہ یاد رہتا ہو؟

جواب: ویسے تو حضور شیخ الاسلام کے ساتھ گزرا ہوا ہر لمحہ یادگار ہوتا ہے اور آپ کے ساتھ آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضریاں بھی بہت یادگار ہیں اور آپ کے ساتھ ہر سفر یادگار ہوتا ہے۔ ایک خاص موقع جو میں ہمیشہ یاد رکھتی ہوں وہ

محترمہ فضہ حسین قادری سے محترمہ ملکہ صبا (اسسٹنٹ ایڈیٹر) انٹرویو لیتے ہوئے

ان کے ساتھ 2011ء میں حج کی سعادت ہے جس میں سے ایک واقعہ کا تذکرہ کرنا چاہوں گی کہ:

عرفات کے میدان میں جب حضور شیخ الاسلام نے دعا فرمائی تو آپ کے سامنے کوئی بڑا لاؤڈ سپیکر (Loud Speaker) نہیں تھا بلکہ چھوٹا میگا فون (Mega phone) تھا جس کی آواز مشکل سے چند سو گز تک جاتی ہے، مگر جب آپ دعا فرما رہے تھے تو آپ کی آواز پورے میدانِ عرفات میں گونج رہی تھی اور ہر کوئی آپ کی رقت آمیز دعا سے رو رہا تھا تو یہ آپ کی کرامت تھی۔ اس موقع پر حضور شیخ الاسلام نے تمام تحریکی ذمہ داران اور کارکنوں کو اپنی دعا میں یاد رکھا اور سب کے نام لے لے کر دعا فرمائی۔ شاید جو قاریہ اس وقت یہ پڑھ رہی ہیں ان کا نام بھی حضور شیخ الاسلام نے لیا ہوگا۔ یہ وہ خاص لمحات ہیں جو میرے لئے بہت یادگار ہیں۔

سوال: آپ کی کوئی دلی خواہش جس کے پورا ہونے کا آپ کو شدت سے انتظار ہو؟

جواب: میری دلی خواہش یہ ہے کہ حضور شیخ الاسلام کا اپنی قوم کے ساتھ کیا ہوا جو مصطفوی انقلاب کا وعدہ ہے وہ پورا ہو۔ بس یہی تمنا اور شدید خواہش ہے۔ اللہ رب العزت حضور شیخ الاسلام کی زندگی میں اسے پورا فرمائے اور ہم سب اس وعدے کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھیں اور پاکستان کے معاشرے کو اور حالات کو بدلتا دیکھیں۔

سوال: رفیق یا کارکن بنانے کے لئے Motivation کا بہترین اور کامیاب طریقہ کونسا ہے؟

جواب: Motivation کے لئے سب سے بہترین طریقہ اپنا کردار ہے۔ جو بھی شخص Motivator کا کردار ادا کر رہا ہوتا ہے چاہے وہ کوئی قائد ہے یا راہنما ہے یا کسی ایسی ذمہ داری پر فائز ہے جس میں آگے لوگوں کو Motivate کرنا ہے، تو اس کے لئے سب سے بڑا Tool اس کا کردار، عمل اور زبان ہے کہ جس کے قول وفعل میں تضاد نہ ہو اور اس کو اگر وہ ختم کر دے تو اس سے بڑا اور کوئی Source of Motivation یا پیغام کی طاقت نہیں ہو سکتی کہ اگر قول وفعل کا تضاد انسان ختم کر دے اور پھر جب وہ دعوت دیتا ہے تو یقیناً وہ دعوت پرُ اثر ہو جاتی ہے۔

یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے بیشمار علماء کرام ہیں، سیاسی اور مذہبی شخصیات پورے ملک اور پوری دنیا میں ہیں لیکن ان کی زبان میں تاثیر نظر نہیں آتی جو حضور شیخ الاسلام کی زبان میں ہے۔ اس کی بنیادی وجہ ان کے قول و فعل میں تضاد کا نہ ہونا ہے اور یہی طریقہ ہمارے کارکن اور تحریک کے رہنماؤں کے لئے بھی ضروری ہے کہ اگر

قول وفعل کے تضاد کو مکمل طور پر ختم کر دیا جائے تو ان کی زبان میں بھی اللہ رب العزت وہی تاثیر پیدا فرما دے گا جو اس نے ہمارے قائد کو عطا کی ہے۔

سوال: ہماری کارکن خواتین جو مشن کے کام میں مصروف رہتی ہیں، اکثر ان کی گھریلو زندگی Disturb ہوتی ہے۔ تو ان کے لئے آپ کیا کہنا چاہیں گی؟

جواب: یقیناً وہ سب کارکن خواتین جو اپنی گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ مشن کے کاموں میں مصروف رہتی ہیں مبارکباد کی مستحق ہیں۔ مصطفوی انقلاب کی کاوشوں میں یہ ان کا شاندار کارنامہ ہے جس کو تاریخ ہمیشہ یاد رکھے گی۔ مگر میں یہاں شادی شدہ خواتین کو یہ ضرور کہنا چاہوں گی کہ عورت کی پہلی ذمہ داری اس کا گھر ہے۔ سب سے پہلے وہ اپنے گھر کی ذمہ داری پورے کرے، اپنے Husband کی ذمہ داریاں پوری کرے، اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرے اپنے والدین کی طرح سسر اور ساس اگر ہیں تو ان کی خدمت کا خیال رکھیں۔ اس کے بعد جو وقت ملے وہ تحریک کے کاموں میں وقف کرے۔ امی حضور کی مثال لے لیں انہوں نے مشن کی خدمات میں کبھی بچوں کو Ignore نہیں کیا۔ ان کی بہترین پرورش کی۔ گھر کی ذمہ داریاں پوری کرنے کے بعد جو وقت ان کو میسر آیا وہ انہوں نے اپنی سٹڈی اور مشن کے لئے وقف کیا۔ میں خود بھی سب سے پہلے اپنے گھر کی ذمہ داریوں پر توجہ دیتی ہوں۔ صاحبزادہ حسین محی الدین قادری کی ذمہ داریاں پوری کرتی ہوں، اپنی بیٹی کی پرورش کرتی ہوں، امی حضور کی خدمت اور باقی گھریلو امور کے بعد جو وقت ملتا ہے وہ میں اپنی سٹڈی اور مشن کے کام کے لئے صرف کرتی ہوں۔

سوال: قارئین کو آپ دختران اسلام میگزین کے ذریعے کیا پیغام دینا چاہتی ہیں؟

جواب: جس قائد اور جس تحریک کے ساتھ ہم وابستہ ہیں اس کا کام ہم اگر کرنے کی خواہش رکھتے ہیں کہ اللہ رب العزت ہم سے بھی دین کی خدمت لے، تو اس دین کی اور مشن کی فکر کو سمجھنا بہت ضروری ہے اور اس فکر کو سمجھنے کے لئے سب سے اہم ذریعہ حضور شیخ الاسلام کے خطابات اور ان کی کتب ہیں تو کثرت کے ساتھ ان کو سننا اور پڑھنا ہمارے لئے بہت ضروری ہے جس سے ہم صحیح معنوں میں ان کی فکر کو سمجھ سکتے ہیں اور ان کے پیغام کو آگے پہنچا سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

عزم کی ہیں چٹاں طاہرالقادری
ایک کوہ گراں طاہرالقادری
جس کا چرچا ہوا کوہ بکوہ چار سو
حق کی ہیں وہ اذاں طاہرالقادری
دیکھنے والا خورشید ہوگا سماں
ہوں گے جب کامراں طاہرالقادری

ہم عالم اسلام کی عظیم علمی و روحانی شخصیت

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ العالی

کو ان کی

63ویں سالگرہ کے موقع پر

صمیم قلب سے مبارکباد

پیش کرتی ہیں اور دعا گو ہیں کہ قائد محترم کا
سایہ شفقت تا قیامت قائم رہے۔ (آمین)

منہاج القرآن ویمن لیگ برمنگھم

یہیں سے غلبہ دین مبین کی ابتدا ہوگی

اسی کے دم سے محکم دولت صدق وصفا ہوگی

یہیں سے دے گا ہر اک دل صدا فخر دو عالم کو

یہیں سے جائے گی ٹھنڈی ہوا فخر دو عالم کو

ہم میر کارواں، داعی اتحادِ امت، عہد ساز علمی و ادبی شخصیت اور اپنے عظیم محبوب قائد

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کو ان کے 63 ویں یوم پیدائش پر

مبارکباد

پیش کرتے ہیں

اللہ رب العزت آپ کا سایہ

تاقیامت قائم رکھے

اور صحت کاملہ عطا فرمائے۔

منہاجُ القرآن انٹرنیشنل۔ ڈنمارک

شہر ستم گراں میں سہارا ہے تیرا نام
کرب و ہجوم میں دلاسا ہے تیرا نام

گزرے ساعتوں سے تو مہکے حریم جان
خوشبو بھری بہار کا جھونکا ہے تیرا نام

راحت بہار، چاندنی، خوشبو دھنک صبا
یکجا کریں جو سب کو بنتا ہے تیرا نام

روشن ہے صبح اس سے بھی روشن ہے تیری ذات
اجلی ہے دھوپ، دھوپ سے اجلا ہے تیرا نام

ہم اپنے عظیم محبوب قائد

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی جو نقیب عشق

مصطفی ﷺ، مفکر اسلام، مفسر قرآن، شارح حدیث، افق علم و ادب کے نیر تاباں ہیں۔

جن کی تعلیمات نے لاکھوں دلوں کی
مردہ بستیوں کو آباد کیا اور
جن کی تجدیدی فکر نے علم و حکمت
کے چشمے جاری کئے۔

ان کو 63ویں یوم ولادت پر

ہدیہ تہنیت

پیش کرتی ہیں۔

منہاج القرآن ویمن لیگ MWF یو کے

قرآن و حدیث پہ گہری نظر اسکی   ہے علمی معارف کا سمندر مرا قائد
گفتار میں کردار میں ہے حق وہ سراسر   ہے بحرِ حقیقت کا شناور مرا قائد

ہم دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مجدد دین وملت

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

کو ان کی

63 ویں سالگرہ پر

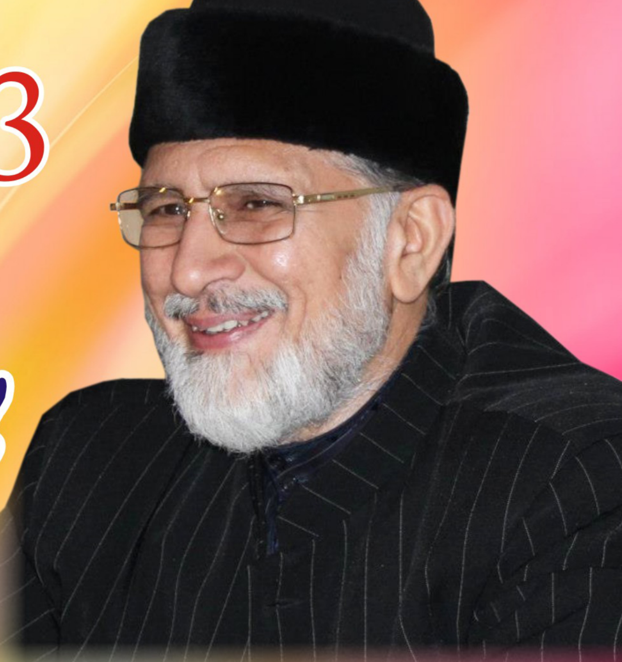

ہدیہ تہنیت

پیش کرتی ہیں۔

منہاج القرآن ویمن لیگ ناروے

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے تفسیری تفردات و امتیازات

قسط نمبر 11

علامہ محمد حسین آزاد۔ ایم فل علوم اسلامیہ منہاج یونیورسٹی

منہاج یونیورسٹی کالج آف شریعہ سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تفسیری خدمات کے حوالے سے پہلا ایم فل کرنے کا اعزاز جامعہ کے ابتدائی فاضلین میں سے علامہ محمد حسین آزاد نے حاصل کیا ہے جو جامعۃ الازہر سے ''الدورۃ التدریبیۃ'' میں بھی سند یافتہ ہیں اور مرکزی ناظم رابطہ علماء و مشائخ کے علاوہ مجلّہ دختران اسلام کے مینیجنگ ایڈیٹر ہیں جن کا مقالہ قارئین کے استفادہ کے لئے بالاقساط شائع کیا جارہا ہے۔

۳۔سورۃ مریم کی روشنی میں عقیدۂ توسّل کا ثبوت

ڈاکٹر محمد طاہر القادری سورۃ مریم کی آیات کے حوالے سے حقیقت و مجاز کی بحث کرتے ہوئے جہاں عقیدہ توسل کو ثابت کرتے ہیں وہاں کچھ تفسیری نکات اخذ کرتے ہیں۔جو اُن کا تفرد و خاصہ ہے۔اس حوالے سے آپ لکھتے ہیں:

''شریعت میں لفظ کا استعمال بطریقِ حقیقت بھی جائز ہے اور بطریقِ مجاز بھی مگر یہ بات ذہن نشین رہے کہ مجاز کا استعمال وہاں جائز ہوگا جہاں مجاز کا محل ہو گا۔ہم اپنے روز مرّہ محاورات میں بہت سے امور میں حقیقت و مجاز استعمال کرتے رہتے ہیں مثلاً کسی کا دینا'لینا'مارنا' جلانا ان تمام امور میں بھی حقیقت و مجاز ہے۔ مثال کے طور پر کسی کا بچہ مر رہا تھا اور ڈاکٹر نے علاج کیا اور اس کی جان بچ گئی تو اس بچانے میں حقیقت اور مجاز دونوں استعمال ہوں گے۔حقیقت میں تو بچانے والا اللہ تھا مگر ڈاکٹر وسیلہ اور ذریعہ بن گیا یا ڈرائیور نے بچے کو گاڑی کے نیچے دے کر مار دیا تو اس میں حقیقت اور مجاز دونوں استعمال ہوئے ہیں۔

حقیقت و مجاز کے اطلاق کی تین ممکنہ صورتیں ہوسکتی ہیں۔

۱۔ بعض ایسے امور ہیں جن میں حقیقت و مجاز کی تقسیم جاری نہیں ہوسکتی۔اس میں کسی کے لئے مجاز ثابت کرنے کی گنجائش ہی نہیں ہوتی۔

۲۔ بعض ایسے امور ہیں جن میں حقیقت و مجاز کی تقسیم ممکن تو ہے مگر تقسیم کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ اس

لئے جو امور اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں وہ اس کی شان کے لائق ہیں اور اسی طرح جو امور مخلوق کے لئے ثابت ہیں وہ اس کے حسبِ حال ہیں۔

۳۔ بعض امور ایسے ہیں جن کا اثبات اللہ تعالیٰ کے لئے بھی ہے اور مخلوق کے لئے بھی مگر جب ان کا اثبات اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگا تو وہ حقیقی معنی میں ہوگا اور جب مخلوق کے لئے ہوگا تو وہ مجازی معنی میں ہوگا۔

مگر صورتحال یہ ہے کہ بعض لوگ توحید کے مضامین کی چند آیات جن میں حقیقت ومجاز کا اجراء نہیں ہوتا' ان کا اطلاق ان امور پر بھی کر دیتے ہیں جہاں حقیقت و مجاز کی تقسیم لازم ہے۔ جبکہ وہ لوگ تقسیم کیئے بغیر اطلاق کرتے ہیں جس سے مغالطہ پیدا ہوتا ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہر عمل کو اسکی حقیقت اور حیثیت کے حوالے سے دیکھا اور پرکھا جائے ۔

قرآن حکیم میں بعض مقامات پر حقیقت و مجاز کو صراحتاً استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَ لَا لَهُ الْخَلْقُ وَا لْاَ مْرُ (الاعراف،۷:۵۴)

''خبردار ہر چیز کی تخلیق اور حکم و تدبیر کا نظام چلانا اسی کا کام ہے۔''

دوسرے مقام پر حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں آتا ہے:

اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَھَیۡـَٔةِ الطَّیۡرِ .(آل عمران،۳:۴۹)

''میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی شکل جیسا (ایک پتلا) بناتا ہوں۔''

پہلی آیت کریمہ میں اللہ ربّ العزت نے اپنے لئے ''خلق'' کا لفظ استعمال کیا جبکہ دوسری آیت میں حضرت عیسیٰؑ نے بھی اپنے لئے ''خلق'' کا لفظ استعمال کیا۔ لفظ ''خلق'' پہلی جگہ حقیقی معنی اور دوسری جگہ مجازی معنی میں استعمال ہوا ہے۔

بیٹا عطا کرنا حقیقتاً اللہ کی شان ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيۡعُ الدُّعَآءِ ○

''اسی جگہ زکریا (علیہ السلام) نے اپنے ربّ سے دعا کی، عرض کیا: اے میرے مولا ! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بیشک تو ہی دعا کا سننے والا ہے۔'' (آل عمران،۳:۳۸)

اسی طرح حضرت جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے۔

قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوۡلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ○ (مریم ،۱۹:۱۹)

''حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں تو فقط تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں (اس لئے آیا ہوں) کہ میں

تجھے ایک پاکیزہ بیٹا عطا کروں۔"

پہلی آیت میں (وھب) کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوا ہے جبکہ دوسری آیت میں یہی لفظ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے لئے استعمال ہوا ہے۔ یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے صراحۃً (لاھب) کہا جبکہ حقیقتاً بیٹا عطا کرنا اللہ کی شان ہے۔ کسی رسول، نبی، ملائکہ، صالحین، مقربین اور اولیاء کی شان نہیں تو معلوم ہوا کہ اس مقام پر (لاھب) کا فعل، مجازاً صادر ہو رہا ہے حقیقتاً نہیں کیونکہ اگر اس مقام پر (وھب) پر حقیقتاً اعتقاد رکھیں تو یہ شرک ہوگا۔ اس بناء پر یہاں (وھب) مجازی ہے اور بمعنی توسل ہے اور مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تمہیں جو بیٹا عطا فرمانا چاہتا ہے۔ میں اس کا وسیلہ بن کر آیا ہوں لہٰذا اس آیت سے درج ذیل تفسیری نکات ظاہر ہوئے۔

تفسیری نکات

۱۔ اللہ کے نیک بندوں کی بارگاہ میں ملائکہ بھی آتے ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں سے ملاقات کیلئے فرشتوں کی ڈیوٹیاں مقرر کی ہوئی ہیں۔

۳۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بندوں میں تقسیم کرتے ہیں اور انسان کیلئے استغفار بھی کرتے ہیں۔

۴۔ فرشتوں کا ملاقات کیلئے آنا بھی اللہ کی نعمتوں میں سے ہے۔

۵۔ کسی بھی چیز کی عطا درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے لیکن اس کی نسبت مجازاً واسطے کی طرف بھی کر دی جاتی ہے۔

۶۔ بیٹا درحقیقت اللہ تعالیٰ نے دیا لیکن نسبت حضرت جبرائیل علیہ السلام (ذریعہ و واسطہ) کی طرف کی گئی۔ معلوم ہوا اللہ کے نیک بندے اللہ کی عطا سے اولاد اور دیگر نعمتیں عطا کرتے ہیں۔

۷۔ واسطے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے سے بندہ اللہ تعالیٰ (حقیقت) اور واسطہ (مجاز) دونوں کا شکر ادا کرتا ہے۔

۸۔ کسی بھی چیز کی مجازاً غیر اللہ کی طرف نسبت کرنا جائز ہے۔

۹۔ مافوق الاسباب امور میں مجاز کا استعمال بظاہر استغاثہ ہوتا ہے مگر اس کا مفہوم و مراد توسل ہوا کرتا ہے۔

۱۰۔ استغاثہ کا مجازی معنی میں استعمال قرآن پاک میں کئی صورتوں میں ہوا ہے جن میں سے اکثر استعمال مجاز مافوق الاسباب کیلئے ہوا ہے۔

(اسنادی، حافظ ظہیر احمد، سورۃ مریم کے تفسیری معارف (تفسیر منہاج القرآن کی روشنی میں)، تحقیقی مقالہ برائے الشھادۃ العالمیۃ جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن (سیشن ۲۰۰۲-۲۰۰۳ء) لاہور پاکستان، فرید ملت ریسرچ انسٹیوٹ)

۴۔سورۃ الکوثر میں لفظ کوثر کے حقیقی معنی کی وضاحت

ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنی کتاب ''معارف الکوثر'' میں سورۃ الکوثر کی تفسیر کرتے ہوئے آیت قرآنی ''اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ؁ (الکوثر،۱۰۸:۱) میں لفظ کوثر کی تحقیق کی ہے اور ائمہ تفسیر کے بیان کردہ مختلف معانی کا ذکر کیا ہے جن میں نہر، جنت، حوض کوثر، نبوت مصطفیٰ ﷺ، اولاد پاک مصطفیٰ ﷺ، رفعت ذکر، اخلاق مصطفیٰ ﷺ، مقام شفاعت، علوم مصطفیٰ، قرآن مجیداور خیر کثیر شامل ہیں۔ اس حوالے سے ڈاکٹر صاحب ان تمام معنی کو درست قرار دیتے ہوئے قرآنی آیت کے ساتھ ایک التباس کو دور کرتے ہوئے اپنی تحقیق ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں:

''اگر لفظ کوثر سے مراد حوض کوثر لیں تو اس سے ایک دوسری قرآنی آیت سے تضاد لازم آئے گا جس میں فرمایا گیا:

وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ؁ (الرحمن،۵۵:٤٦)

''اور جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔''

موصوف لکھتے ہیں کہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا امتی ہو تو اسکو دو جنتیں عطا کی جائیں اور تاجدار کائنات ﷺ کو جنت کا صرف ایک جزو عطا ہو۔ چونکہ یہ محل احسان ہے اور جب احسان جتایا جاتا ہے تو وہ ایسی شے پر جتایا جاتا ہے جو کسی اور کو نہ دی گئی ہو لیکن یہاں تو بات ہی جدا ہے کہ ایک طرف امتی کو دو جنتیں دی جارہی ہیں جبکہ دوسری طرف حضور اکرم ﷺ کو صرف ایک جزو۔ پس ایسا ممکن نہیں ہے لہٰذا کوثر سے خیر کثیر مراد لینا زیادہ موزوں ہے ۔ علاوہ ازیں سورۃ کوثر پہلی سورتوں کیلئے بمنزلہ تکملہ اورتتمہ ہے کیونکہ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو سورۃ والضحیٰ سے لیکر سورۃ ماعون تک حضور اکرم ﷺ کے اوصاف وکمالات بیان کئے گئے ہیں اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے طفیل امت پر جو انعامات ونوازشات کئے گئے ہیں انکا تذکرہ کیا گیا ہے اور آخر میں انا اعطینك الکوثر فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ یہاں چند مخصوص اوصاف و کمالات مرادنہیں اور نہ وہ جو پہلے مذکور ہیں ورنہ ضمیر ذکر فرما دی جاتی اور یوں کہا جاتا انا اعطینك ایاھا کہ ہم نے آپکو وہ نعمتیں عطا کیں جنکا پہلے ذکر ہو چکا لہٰذا اس سے معلوم ہو اکہ یہاں ایسا معنی مراد لیا جانا موزوں ہے جو مذکورہ تمام انعامات کی تکمیل کردے اور وہ موزوں معنی خیر کثیر ہے۔

موصوف نے جہاں لفظ کوثر کا ترجمہ خیر کثیر کرنا مناسب وموزوں قرار دیا وہاں انہوں نے لفظ کوثر کے حقیقی مدلول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دو آیتوں میں مذکورہ التباس کا ازالہ کرتے ہوئے تطبیق کی ہے جو انکا تفسیری تفرد وامتیاز ہے۔ موصوف اس حوالے سے لکھتے ہیں:

''لفظ کوثر فوعل کے وزن پر مبالغے کا صیغہ ہے ۔ امام فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ(۵۴۳۔۶۰۶ھ/۱۱۴۹۔۱۲۱۰ء) فرماتے ہیں:

اماالکوثر فھوفی اللّغۃ فوعل من الکثرۃ وھو المفرط فی الکثرۃ.

(رازی،محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی تیمی ،التفسیر الکبیر،تہران،ایران،دارالکتب العلمیہ،ص۱۲۴)

لفظ کوثر ، کثرت سے مشتق ہے جیسے جوہر، جہر سے ،جہر کے معنی ظہور کے ہیں اور جوہر اسے کہیں گے جس میں ظہور غایت درجہ کا ہوگا، وہاں مراتب ظہور کی انتہا ہوگی اس طرح کوثر بروزن فوعل نہایت درجہ مبالغہ کا صیغہ ہے جو غایت کثرت کو چاہتا ہے سو کوثر کا معنی غایت کثرت ہوا اور غایت جس شے کی ہوتی ہے وہ اس سے خارج ہوتی ہے۔پس جو کثرت کی غایت ہوگی وہ کثرت سے خارج ہوگی۔اگر وہ اس میں داخل ہو تو وہ غایت نہ رہی بلکہ خود کثرت کا جزو قرار پائے گی اور جو کثرت کا جزو ہو وہ کثرت کی غایت نہیں بن سکتی لہٰذا وہ کثرت تو رہے گی کوثر نہیں ہوگی ۔ پس ضروری ہے کہ کثرت کی غایت کثرت سے خارج ہو اور کثرت سے خارج صرف وحدت ہے اور کوئی شے نہیں۔باقی ہر شے داخل کثرت ہے۔کثرت کی غایت وہی مقام ہے جہاں کثرت ختم ہو جاتی ہے اور جہاں کثرت ختم ہوا سی مقام کو وحدت کہتے ہیں۔کثرت ساری کائنات کا مقام ہے اور وحدت فقط رب کا مقام۔یہی کوثر کا مدلول اتم ہے۔ پس اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،تمہیں وہ عطا ہوگیا جس پر ساری کثرتیں ختم ہیں اور وہ فقط ذات حق ہے پس اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ۝ (الکوثر ،۱۰۸:۱) کا مفہوم یہ ہوا کہ اے حبیب !ہم تیرے ہو گئے اور جب خود ہم تیرے ہو گئے تو سب کچھ خود بخود تیرا ہو گیا ۔ جب وحدت تیری ہوگئی تو کثرت ساری تیری ہوگئی یعنی ہر کوئی تیرا ہو گیا۔

ویسے بھی یہ مقام احسان اور محل امتنان ہے اس لئے حضور نبی کریم ﷺ کو وہی چیز عطا کئے جانے پر کمال احسان ہوگا جو خود حضور اکرم ﷺ سے اعلیٰ اور برتر ہو ۔اگر عطا کی گئی چیز خود حضور اکرم ﷺ سے کمتر ہو تو اس میں کمال احسان کیا ہوگا ۔جنت ،نہر ،حوض جنت ، ملائکہ ،حور وقصور، عرش و کرسی اور لوح وقلم ان سب اشیاء سے حضور اکرم ﷺ خود بلند و برتر اور اعلیٰ ہیں۔ یہاں کوثر عطا فرمائے جانے پر حضور اکرم ﷺ کو ذاتی سطح پر احسان جتلایا جا رہا ہے۔ یہ احسان، عظیم احسان تب ہی بنتا ہے کہ عطا ہونے والی چیز خود حضور اکرم ﷺ سے عمدہ و اعلیٰ ہو نہ کہ حضور ﷺ سے ادنیٰ اور حضور ﷺ سے اعلیٰ صرف ذات خدا ہے۔ کثرت سے مراد تمام نعمتیں ہیں اور کوثر سے مراد تمام نعمتوں کی غایت ہے۔ جہاں سے تمام نعمتیں صادر ہوتی ہیں اور جہاں پر تمام نعمتیں ختم ہوتی ہیں ۔سو یہی ذات اور مقام وحدت ہے جو کوثر کا مدلول اتم ہے۔ اب ہم دوبارہ مطلب کی طرف آتے ہیں۔ فرمایا گیا کہ:'' اے حبیب ﷺ جب رب ہی تیرا ہوگیا تو فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡ ۝ (الکوثر ،۱۰۸:۲) تو اس کے لئے نماز پڑھ اور قربانی دے تاکہ اس کے کمال درجہ احسان پر کمال درجہ شکر بجالایا جائے۔ یہ شکر کس طرح ادا ہوگا؟ جیسی عطا ہے ویسا ہی شکر ہوگا۔ نماز کا کمال یہ ہے کہ اپنا جسم کلیتہً ہماری اطاعت کے سپرد کر دے ۔اور قربانی کا کمال یہ ہے کہ اپنی جان بھی ہمارے سپرد کر دے اور جسم و جان کے سپرد کر دیئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ حبیب تو ہمارا ہو جا پھر جو کوئی

تیرا دشمن ہو گا وہ نیست و نابود ہو جائے گا۔اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ○ (الکوثر، ۱۰۸: ۳) کیونکہ ہم تمہارے ہیں، تو ہمارا ہے پس تیرا دوست ہمارا دوست ہے اور تیرا دشمن ہمارا دشمن ہے کیونکر کوثر یعنی موجد کے باعث جب سارے موجودات ہی حضور اکرم ﷺ کے ہو گئے تو حضور اکرم ﷺ کے دشمن کو موجودات عالم میں سے کون سا ٹھکانہ مل سکے گا جہاں وہ قرار پکڑے یا پھلے پھولے؟ اس لئے اے حبیب ﷺ جو آپ کا دشمن ہوا وہ کائنات کے ہر ٹھکانہ سے نکالا گیا اور جس کے لئے کوئی ٹھکانہ نہ رہا وہی ابتر ہے۔ اور جو آپ کا دوست ہوا اور آپ کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لیا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لطف و کرم سے اس کے دامن مراد کو بھر دیا اور جو کچھ اس نے مانگا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے عطا فرما دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کھلے بندوں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جس نے جو کچھ مانگنا ہے ہم سے سوال کرے۔

(طاہر القادری، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، معارف الکوثر، لاہور، پاکستان، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص ۵۷)

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ○ کے تفسیری معارف

ڈاکٹر صاحب موصوف اپنی مذکورہ کتاب ''معارف الکوثر'' میں سورۃ کوثر کی آخری آیت کریمہ ''اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ○'' (الکوثر، ۱۰۸: ۳) کے تفسیری معارف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پس اے حبیب پاک! جو تیرا مخالف ہے اس کی کائنات میں کوئی حیثیت نہیں ہو گی۔ وہ ابتر، ناکام و نامراد ہو گا، پس حقیقتاً عزت و تکریم اس کی ہے جو تیرا ہے۔ جو تیرا نہیں وہ عزت و آبرو سے بھی محروم ہے۔ الغرض جو بدبخت جان بوجھ کر تیرا نہ ہو اور تیری مخالفت کرے، تیری ذات اور عظمتوں کا انکار کر دے، تیرے توسل و اختیارات کو تسلیم نہ کرے، تیرے قدموں میں گر کر معافی کا طلبگار نہ ہو تو وہ خواہ دندناتا پھرے وہ ذلت و رسوائی کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اسی لئے اگر کسی سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اس کی معافی کی شرط بھی یہ رکھی ہے کہ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں آکر معافی مانگے تو معافی ہو گی ورنہ نہیں۔ ارشاد فرمایا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا○ (النساء، ٤: ٦٤)

''اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ﷺ ان کی شفاعت فرمائے تو اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔''

☆☆☆☆☆

ڈاکٹر طاہر القادری ٹھیک ہی کہتے ہیں

مسز فریدہ سجاد

ایک بزرگ مزدور اپنے کام سے ہاتھ روکے دیوار سے ٹیک لگائے کافی دیر سے بے حس و حرکت خلاؤں میں گھور رہا تھا۔ اس کے چہرے پر پھیلی دکھ بھری داستان نے ایک کم سن بچے کو چونکا دیا۔ وہ خاموشی سے اس بزرگ مزدور کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور پیار سے پوچھنے لگا: بابا جی! آپ پریشان کیوں ہیں؟

بزرگ مزدور نے بچے کو دیکھا پھر اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر زار و قطار رونے لگا، باقی مزدور گھبرا کر اس کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ اس نے زار و قطار روتے ہوئے بتایا کہ مالکوں نے کٹائی کی مزدوری مانگنے پر اس کے بیٹے رفیق کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔

بس یہ وہ دن تھا جب مزدور کی لرزہ خیز داستاں نے اس بچے کے من میں ظالم اور سفاک جاگیرداروں کے خلاف نفرت کا بیج بو دیا۔ اس بہادر بچے نے کھڑے ہو کر جرات مندانہ انداز سے لوگوں کو قلعی کرنے والے مزدور پر ہونے والے ظلم کی داستان سنائی اور کہا: اِن شاء اللہ! وقت آئے گا جب وہ ظلم کے اس نظام کو قدموں تلے روند دے گا۔ جاگیردارانہ سوچ کے مالکوں کو اس مقدس سرزمین سے نکال کر سمندر کے اندھیروں میں غرق کر دے گا۔ ایسا ہوگا اور ضرور ہوگا۔ جب میرا پیغام پوری دنیا میں گونجے گا اور مجھے اس بات کا اتنا یقین ہے جتنا کہ اپنے طاہر ہونے کا۔ جی ہاں!

قارئین! بزرگ مزدور کی دادرسی کرنے والا اور ظالم جاگیردارانہ نظام کے خلاف آواز اٹھانے والا کم سن بچہ وہی طاہر ہے جسے آج دنیا قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے نام سے جانتی ہے۔ بچپن میں کرپٹ نظام کے خلاف نفرت کا بویا جانے والا یہ بیج اب مضبوط تناور درخت بن کر بیداری شعور کا پھل کروڑوں لوگوں میں تقسیم کر رہا ہے۔ اس دور کے اہل دانش اور اہل حق آج برملا اظہار کر رہے ہیں کہ 'طاہر القادری ٹھیک کہتے ہیں'۔

راقمہ نے اپنی زندگی میں ہمیشہ مشاہدہ کیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے جس دور میں جو بات کی ہے آنے

والے وقت نے اس کو سچ ثابت کر کے دکھایا۔ میری یہ باتیں محض عقیدت مندی کی وجہ سے نہیں ہیں بلکہ میری باتوں کو حضور نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان سے تقویت ملتی ہے:

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللهِ. (الخوارزمی، جامع المسانيد للإمام أبی حنيفة)

'مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔'

قارئین کرام! ایک خوشگوار تبدیلی جو ہمارے دیکھنے میں آرہی ہے وہ یہ کہ وہ لوگ جو ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی باتوں کی بلاوجہ مخالفت کرتے اور طعنہ زنی کرتے تھے۔ اب وہی تجزیہ نگار، کالم نگار، سیاستدان، ٹی وی اینکر حتیٰ کہ عوام الناس اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں کہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے جو کہا وہ سچ ہے اور وقت اسے سچ ثابت کر رہا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے ہاں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو ان کے نکتہ نظر کو نہیں مانتا اور ابھی بھی ڈاکٹر طاہر القادری کا ساتھ دینے سے گھبراتا ہے۔ میرا یہ مضمون ان لوگوں کے لئے ہے۔ اس امید پر کہ

اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے   شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

سرِدست چند اہم پیشین گوئیاں نذر قارئین ہیں جو آپ نے کہا وقت نے اسے سچ ثابت کر دیا۔

23 دسمبر 2012ء کو ہونے والا عظیم الشان تاریخی اجتماع ڈاکٹر صاحب کی تقریباً 55 سالہ زندگی کی جہد مسلسل اور انتھک محنت کا ہی تسلسل تھا جو کرپٹ نظام کی تبدیلی تک جاری رہے گا۔ جس میں آپ نے قوم کو 'سیاست نہیں - ریاست بچاؤ' کا نعرہ ان حالات میں دیا جب بدعنوانی، بے روزگاری، مہنگائی، Bad governance، دہشت گردی، انتہا پسندی، معاشی زبوں حالی، سیاسی انتشار، اداروں کی باہمی چپقلش اور دیگر عوامل نے 19 کروڑ عوام کے امن وسکون کو تہہ و بالا رکھا تھا۔ آپ کے اس انقلابی پیغام نے مایوس قوم کو نہ صرف امید بلکہ یقین کی روشنی عطا کی۔

اسی اجتماع سے خطاب کے دوران ڈاکٹر صاحب نے اچانک لاکھوں لوگوں سے پوچھا:

کیا آج آپ صرف میرے استقبال کے لیے اور میرا خطاب سننے کے لیے آئے ہیں یا اس ملک کے استحصالی نظام کو بدلنے کے لیے آئے ہیں؟ اس پر we want change کے بیک آواز بلند ہونے والے لاکھوں نعروں نے سسٹم کے خلاف بغاوت کا اعلان کر دیا۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے دوٹوک الفاظ میں کہا:

If you want change i am also here to bring the change.

آپ نے فرمایا: میں نے پوری قوم کی آواز میڈیا، مقتدر حلقوں، عدلیہ، اٹھارہ کروڑ عوام اور عالمی برادری کو بھی سنا دی کہ ہم الیکشن صرف آئین کے مطابق ان شرائط کے تحت چاہتے ہیں۔ آئین کی خلاف ورزی

کا الیکشن قبول نہیں ہوگا۔ اس نظام کو درست کرنے کے لیے میں 10 جنوری بروز جمعرات تک تین ہفتوں کی مہلت دے رہا ہوں۔ اگر 10 جنوری سے پہلے آئین کے مطابق اس سارے نظام کو درست نہ کیا گیا اور دو پارٹیوں کے مک مکا کو روک کر تمام stakeholders کو ملا کر متفقہ طریقے سے اچھے لوگوں کو نہ لایا گیا، جن کے اندر جرات ہو، طاقت ہو، قابلیت ہو، political will ہو، ability ہو کہ وہ اس نظام کو آئین کے مطابق بنا سکیں تو 14 جنوری بروز پیر اسلام آباد میں چالیس لاکھ لوگوں کا اجتماع ہوگا۔

نا اہل حکومت کی طرف سے آئین و قانون کے تقاضوں سے ہم آہنگ ان مطالبات پر کوئی سنجیدگی دیکھنے میں نہ آئی بلکہ اوچھے ہتھکنڈوں کا استعمال شروع کر دیا گیا۔ اصل ایجنڈے پر بات کرنے کی بجائے کردارکشی اور ذاتیات پر رکیق حملے شروع کر دیئے گئے۔ بہر حال پاکستانی عوام کی اکثریت نے ڈاکٹر صاحب کے اس اصلاحی نعرہ 'سیاست نہیں - ریاست بچاؤ' پر لبیک کہتے ہوئے 14 جنوری کو لانگ مارچ کا فیصلہ دے دیا۔ اس لانگ مارچ کی اہم بات یہ بھی تھی کہ ملک کا آزاد میڈیا، ٹی وی چینلز، اخبارات، فوٹو گرافرز، جرنلسٹ شامل تھے جنھوں نے لاہور سے اسلام آباد تک نہ صرف سفر کیا بلکہ اس یخ بستہ سردی میں پانچ روزہ لانگ مارچ اور دھرنے میں بھی شامل رہے۔ لانگ مارچ کے آغاز میں ڈاکٹر صاحب نے واضح الفاظ میں کہا یہ کرپٹ نظام ایک اژدھا ہے جو کوئی اس ملک کے موجودہ نظام کا حصہ بنے گا یہ نظام اسے پیس کر رکھ دے گا۔ اس نظام کا حصہ بن کے کبھی تبدیلی نہیں آ سکتی۔ لوگو: سن لو! زندگی تمہیں بھیک میں کوئی نہیں دے گا، اگر تبدیلی چاہتے ہو تو تمہیں گھروں سے نکلنا ہوگا اور اپنا حق چھیننا ہوگا۔ باقی ملکوں میں تو لوگوں نے جانیں دی ہیں، خون بہائے ہیں، مگر ہم خون خرابہ نہیں چاہتے۔ ہم بدامنی نہیں چاہتے۔ چنانچہ جب 13 جنوری کو لانگ مارچ کا آغاز ہوا تو وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے کہا کہ لانگ مارچ کسی صورت نہیں ہوسکتا کیونکہ بدترین دہشت گردی کا خطرہ ہے۔ جس میں ہزاروں جانیں ضائع ہوسکتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ لانگ مارچ ہوگا، لانگ مارچ ہوگا، لانگ مارچ ہوگا۔ ہمارا لانگ مارچ اور آج کا یہ انقلابی احتجاج millions افراد کی موجودگی میں سراسر پرامن، جمہوری، آئینی اور قانونی ہے اس میں کسی قسم کی دہشت گردی نہیں ہوگی۔ درخت کا پتہ نہیں گرے گا، گولی نہیں چلے گی، پتھر نہیں چلے گا۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے جو کہا وہ وقت نے نہ صرف سچ ثابت کر دکھایا بلکہ اپنے اور غیر سب کہنے لگے کہ 'طاہر القادری ٹھیک کہتے تھے'۔

پھر کیا ہوا؟

13 تا 17 جنوری 2013 کے لانگ مارچ کے دوران پوری دنیا نے دیکھا۔ جب لاہور تا اسلام آباد 38

گھنٹوں پر محیط سفر کسی بھی قسم کے جلاؤ، گھیراؤ، توڑ پھوڑ کے بغیر سرانجام پایا اور پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے اس قوم کے لاکھوں عظیم فرزندان نے ملک وقوم کی تعمیر کے عظیم مقصد کے لیے پانچ دن تک پرامن احتجاج کیا۔ یہ اس غیور اور پرامن قوم کا حقیقی چہرہ تھا کہ درخت کا ایک پتہ، کوئی گملا یا شیشہ تک نہ ٹوٹا۔ شرکاء لانگ مارچ کی اس دوران ایثار و قربانی کی عظیم مثالیں سامنے آئیں۔ کھانا، پینا اور دودھ خود پینے کی بجائے دوسروں کے بچوں میں تقسیم کرتے رہے۔ اس قوم نے ان پانچ دنوں میں صحابہ کرامؓ کی سیرت اور اہل بیت اطہارؑ کی پیروی کی یاد تازہ کردی۔ پاکستانی قوم دہشت گرد قوم نہیں ہے۔ یہ پرامن اور اعتدال پسند قوم ہے۔ اس قوم کو اگر قیادت و رہبری مل جائے تو یہ اقوام عالم کی سب سے عظیم قوم بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

لانگ مارچ اور اس کے دوررس اثرات و نتائج پر تجزیہ نگاروں اور کالم نویسوں نے جو اظہار خیال کیا ان میں سے چند اقتباسات قارئین کی نذر ہیں:

ڈاکٹر صفدر محمود (روزنامہ جنگ 20 جنوری 2013)

میں کم علم انسان ہوں، نہ میرا کوئی تعلق منہاج القرآن سے ہے نہ ڈاکٹر طاہر القادری سے۔ لیکن سیاست کا طالب علم ہونے کے ناطے فقط اتنا سمجھتا ہوں کہ اس مثالی لانگ مارچ اور مثالی دھرنے نے پاکستان کی سیاست کے جسم میں تبدیلی کا ٹیکہ لگا دیا ہے جو بہرحال رنگ لائے گا۔

مجاہد منصوری (روزنامہ جنگ 20 جنوری 2013)

یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ علامہ طاہر القادری نے میڈیا کے طویل ملے ہوئے وقت کا بہترین استعمال کر کے پہلی مرتبہ آئین پاکستان کے بارے میں پاکستانی عوام کی انتہائی مؤثر Mass Education کی ہے جو اپنی جگہ بڑی قومی خدمت ہے اور یہ عوامی بیداری کی ایک مؤثر اور قابل قدر کاوش ہے۔

شیریں حیدر (روزنامہ ایکسپریس 20 جنوری 2013)

لانگ مارچ شروع ہوا اور اس کے لیے کیا کیا مشکلات کھڑی کی گئیں وہ میرے کالم کا موضوع نہیں .... میرے کالم کا اصل موضوع ہے عوام............ عوام جو کہ اصل طاقت ہیں اور انہوں نے ثابت کردیا کہ وہ اصل طاقت ہے۔ چار دن کے دھرنے میں جس ثابت قدمی کا انہوں نے اظہار کیا۔ جس صبر و برداشت کے ساتھ انہوں نے موسم کی سختیاں جھیلیں اور اپنے قائد کی اطاعت کی اس کی مثال اس ملک کی تاریخ تو کیا شاید دنیا کی تاریخ میں نہیں ملے گی۔

قیوم نظامی (روزنامہ نوائے وقت 19 جنوری 2013)

اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈاکٹر طاہرالقادری نے تند و تیز مخالف ہواؤں کے باوجود منظّم، پرامن اور کامیاب تاریخی لانگ مارچ کر کے سیاسی معجزہ کر دکھایا ہے۔ 23 دسمبر مینار پاکستان کے عظیم اجتماع سے لے کر 17 جنوری اسلام آباد ڈیکلریشن تک کا سیاسی سفر ہماری تاریخ کا نیا سنہری باب بن گیا ہے۔ لانگ مارچ کی کامیابی کے بعد مکمل انقلاب کے امکانات اب روشن ہوگئے ہیں۔

سید انور محمود (روزنامہ جنگ 19 جنوری 2013)

کوئی ڈاکٹر طاہرالقادری کا جتنا چاہے مذاق اڑائے مگر حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے میدان مار لیا ہے۔ طاہرالقادری نے کامیابی سے عوام کے دلوں میں امید کی کرن روشن کی اور اپنی ذات اور ملک کے بارے میں ان کے اعتماد کو بحال کیا۔ وہ لاکھوں لوگوں کے جذبات کو آواز کا روپ دینے میں کامیاب رہے جبکہ اس دوران عمران خان سمیت دیگر اہم سیاسی کھلاڑیوں نے خاموشی اور 'اسٹیٹس کو' کو ترجیح دی۔

جاوید چودھری (روزنامہ ایکسپریس 18 جنوری 2013)

کیا یہ حقیقت نہیں کہ ان کا لانگ مارچ اور دھرنا پرامن تھا اور ان کی بات پورے ملک نے چار چار گھنٹے سنی، میں خود دو بار ان کے دھرنے میں گیا، میں نے لوگوں سے گفتگو بھی کی اور مجھے ماننا پڑا دھرنے میں علامہ کے مریدوں اور طالب علموں کے علاوہ عام لوگ بھی شامل تھے جنہیں ان کے دکھ اس جلسہ گاہ تک لے آئے۔ یہ عام لوگ بھی علامہ کی حمایت میں نعرے لگا رہے تھے، یہ لوگ اور ان کے نعرے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ لوگ موجودہ نظام سے مایوس ہو چکے ہیں۔

کنور محمد دلشاد (روزنامہ نئی بات 17 جنوری 2013)

ڈاکٹر طاہرالقادری تبدیلی کے نشان کے طور پر خود کو منوا لیں گے۔ پاکستان میں ہر طرف کرپٹ افراد اور کرپشن کا راج ہے۔ ڈاکٹر طاہرالقادری انتخابی اصلاحات کے حوالے سے عوام کے شعور کو اجاگر کرنے میں بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہو رہے ہیں۔

حافظ شفیق الرحمٰن (روزنامہ نئی بات 16 جنوری 2013)

زر و سیم کے پجاری اور حرص و ہوس کے بندے جن کے پیٹوں میں ہر پانچ سال بعد جمہوریت کے تسلسل کے نام پر نہ ختم ہونے والے مروڑ اٹھتے ہیں اور وہ ڈاکٹر طاہرالقادری کی حقیقی جمہوریت کی بازیابی، آئین

کی بالا دستی، قانون کی حکمرانی، پاکستانی تاریخ کی سب سے بڑی عدالت انصاف کے فیصلوں پر عمل درآمد اور بنیادی انسانی حقوق کی بحالی کے مطالبے پر آتش زیر پا ہیں ...... ان کا غم وغصہ دیدنی ہے۔ ان کی زبانیں شعلے اگل رہی ہیں، چہرے غصے سے دہک رہے ہیں، دماغ حسد میں ہنڈیا کی طرح ابل رہے ہیں اور آنکھیں انگارے برسا رہی ہیں۔ وہ سرتاپا اس شعر کی مجسم تصویر بن چکے ہیں:

کباب سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں　　جو جل اٹھتا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

ڈاکٹر طاہر القادری کی للکار سے ان کے سینوں میں ان کے دل یوں کانپ رہے ہیں جیسے گہرے کنویں میں ڈول کی رسیاں تھرتھراتی ہیں حالانکہ ڈاکٹر صاحب تبدیلی، انقلاب اور اصلاحات چاہتے ہیں۔

عدنان عادل (روزنامہ دنیا 16 جنوری 2013)

ڈاکٹر طاہر القادری کی ایک اور بڑی صلاحیت ان کی پر اعتماد شخصیت اور زور خطابت ہے۔ جس سے وہ لوگوں میں نئی روح پھونک کر انہیں میدان عمل میں کود پڑنے کے لیے تیار کر دیتے ہیں۔ ایسی خطیبانہ صلاحیت پاکستان کے کسی رہنما میں شاید ہی موجود ہو۔

فرخ سہیل گوئندی (روزنامہ نئی بات 12 جنوری 2013)

ڈاکٹر طاہر القادری نے اپنی تقریر میں آئین کے آرٹیکل 3 کے عمل درآمد پر بھی زور دیا۔ آئین کی یہ وہ شق ہے جس کے تحت پاکستان میں درمیانے اور محنت کش طبقات کے حقوق کو تحفظ دیا گیا ہے۔ اس پر جہاں ایک طرف سونامی برپا کرنے والے ورطہ حیرت میں ہیں اور وہ اس تقریر کی مذمت کر رہے ہیں نہ ہی حمایت، اسی طرح دوسری طرف پاکستان مسلم لیگ (ن) نے کھل کر ڈاکٹر طاہر القادری کی مذمت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ 23 دسمبر کے بعد پاکستان میں ایک ایسے مذہبی رہنما کی آمد ہوئی ہے جو دہشت گردی اور خودکش حملوں کی مذمت کرتا ہے۔

ارشاد احمد عارف (روزنامہ جنگ 19 جنوری 2013)

کسی بڑے سیاستدان، دانشور اور عقل و دانش کے پہاڑ سے پوچھو: قادری صاحب کیا غلط کہتے ہیں؟ سب کا جواب ایک ہی ہوتا ہے: جی وہ کہتے تو ٹھیک ہیں۔ مگر بدقسمتی ہے کہ ہمارا سارا زورِ بیاں، زور قلم لوئر مڈل کلاس سے اٹھ کر عالمی شہرت حاصل کرنے والے ڈاکٹر طاہر القادری کے خلاف صرف ہو رہا ہے کیونکہ اس بھلے آدمی نے بھڑوں کے چھتے اور بچھوؤں کے قافلے کو چھیڑا ہے اور یہ ناقابل معافی جرم ہے۔ عمران خان کی آمد اور تبدیلی کے نعرے سے سانپ سپولے محض بوکھلائے تھے، طاہر القادری نے انہیں پاگل کر دیا ہے کیونکہ اس کے نعرے اور انداز بیان میں دم ذرا زیادہ ہے۔ مک مکا کی واردات کو جتنا ایکسپوز طاہر القادری نے کیا ہے اتنا مختصر

سے عرصے میں وہ عمران خان نہ کر سکا۔

حفیظ اللہ نیازی (روزنامہ جنگ 10 جنوری 2013)

علامہ صاحب کا یہ مطالبہ کہ انتخابات کو کرپٹ لوگوں سے پاک کروا دیں، آرٹیکل 62 اور 63 کو اس کے جسم اور روح کے ساتھ نافذ کر دیں۔ ان کے مطالبات میں ایسا کون سا تعفن ہے جس نے آپ قائدین، لواحقین، اور طبلہ نوازوں کی قوتِ شامہ کو متاثر کیا؟ قادری صاحب کی ذات اہم نہیں، اہم تو 'حی علی الفلاح' کی آواز ہے۔ علامہ صاحب آنے والے برے وقت سے بچنے کے لیے متحدہ ومشترکہ جدوجہد کی بات کر رہے ہیں، اس میں کیا برائی ہے؟ کوئی مفتی یہ بتائے کہ گناہگار سے آپ فلاح کی طرف بلانے کا حق کس طرح سلب کر سکتے ہیں۔

مظہر برلاس (روزنامہ جنگ 10 جنوری 2013)

سیاست میں بھونچال ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری کی عوامی طاقت سے انکاری تمام سیاست دانوں کے اعصاب پر لانگ مارچ سوار ہے۔کوئی فاتحہ خوانی کے لئے جاتا ہے تو گفتگو طاہر القادری پر شروع کر دیتا ہے۔ کوئی جلسوں میں انہیں ہدفِ تنقید بناتا ہے۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر طویل عرصے سے ملکی سیاسی بساط پر قابض پارٹیوں کو خوف نہیں تو پھر ان کی نیندیں حرام کیوں ہوگئی ہیں؟ انہیں ڈرانے کی کوشش کی گئی مگر کار بے سود کوشش کرنے والے بے نیل و مرام لوٹ آئے کہ طاہر القادری موت سے بے خوف انسان ہے۔ اگر دال میں کالا نہیں تو پھر لانگ مارچ کی مخالفت کیوں کی جارہی ہے؟

اسد اللہ غالب (روزنامہ جنگ 25 دسمبر 2012)

کیا ڈاکٹر طاہر القادری تنہا ہیں؟ ہرگز نہیں تبدیلی کی خواہش رکھنے والا ہر پاکستانی ان کا ہم نوا ہے۔ کرپشن اور استحصال سے عاجز آجانے والا ہر شہری ان کا دست و بازو ہے۔ قادری صاحب پر تنقید کرنے والے اپنے مبلغ علم کی طرف دیکھیں۔ اس علم کے پہاڑ سے ان کی کیا نسبت؟ اس کے تو دو بیٹے عالم اسلام کی صدیوں پرانی یونی ورسٹیوں سے پی ایچ ڈی سے فیض یاب ہوگئے ہیں اور یہ منزل اب کوئی زیادہ دور نہیں۔ظلم، جبر، استحصال اور حلوہ خوری کے لیے مہلت ختم شد، تبدیلی کا بحر بیکراں ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ مینار پاکستان نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔

غیر آئینی الیکشن کمیشن

ڈاکٹر طاہر القادری نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ غیر آئینی الیکشن کمیشن کو تحلیل کیا جائے۔ سارا الیکشن کمیشن خلاف آئین و قانون بنا ہے۔ ایک ضعیف العمر چیف الیکشن کمشنر کو چھوڑ کر بقیہ چاروں ممبرز کرپٹ اور

بدعنوان ہیں۔ رشوت کھانے اور سیاسی پارٹیوں کے مفادات کا تحفظ کرنے بیٹھے ہیں۔ ان کا تقرر آئین کے آرٹیکل 212 اور 218 کے مطابق نہیں ہوا۔ لہٰذا خلاف آئین اس الیکشن کمیشن کو توڑا جائے اور اس کی جگہ الیکشن کمیشن آف پاکستان آرٹیکل 213 کے مطابق بنایا جائے جو سیاسی جماعتوں کے مفادات کا محافظ نہ ہو۔ ایماندار ہو، غیر جانبدار ہو، منصفانہ الیکشن کروائے اور سیاسی مک مکا کے تحت الیکشن میں دھاندلی کے راستے بند کئے جائیں۔

اس کے لئے ڈاکٹر صاحب نے قانون کا بھی دروازہ کھٹکھٹایا کہ شاید وہاں اس عوام کو عدل وانصاف ملے مگر بدقسمتی کہ جس جگہ آئین کو شنوائی ملنا تھی وہاں بھی آئین کو نہ سنا گیا، جس جگہ قانون کی سماعت ہونا تھی وہاں قانون کی آواز کو سننا بھی گوارا نہ کیا گیا۔ جس جگہ عدل وانصاف کی بات ہونی تھی وہاں عدل وانصاف کی طرف جانا بھی گوارا نہ کیا گیا اور اصل موضوع پر آئے بغیر ایک غیر متعلقہ ایشو پر تین دن ضائع کر کے غیر آئینی طریقے سے بنائے گئے الیکشن کمیشن کو تحفظ دیا گیا اور آرٹیکل 62، 63 کا مذاق اڑایا گیا۔

پھر کیا ہوا؟

الیکشن کمیشن کو امیدواروں کی مناسب جانچ پڑتال کے لیے ایک ماہ کا وقت دینے کی تجویز کو مسترد کرنے کی حکمت عملی سے بالآخر مقصد حاصل ہو گیا۔ لنگڑی لولی سکروٹنی کی گئی جو ٹیکس چوری اور اثاثے چھپانے کی بنیاد پر کسی بڑے سیاستدان کو نکال باہر کرنے میں ناکام رہی۔ نتیجتاً ٹی وی پر سرعام دھاندلیوں کے شرمناک اور افسوسناک مناظر دیکھنے کو ملے۔ بیلٹ بکس دکھائے گئے کہ کس طرح سے پولنگ اسٹیشن سے بیلٹ بکس اٹھائے گئے اور باہر ان کو آگ لگائی گئی، کس طرح پولنگ اسٹیشنز پر قبضے کئے گئے۔ ایک ایک بجے تک پولنگ کا عملہ نہیں پہنچا۔ ڈاکٹر طاہر القادری کے خلاف بولنے والی جماعتوں نے بھی کراچی میں انتخابات کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔ اینکر پرسن، تجزیہ نگار یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ ڈاکٹر طاہر القادری ٹھیک ہی کہتے تھے کہ مک مکا کے نتیجے میں بننے والا غیر آئینی الیکشن کبھی صاف شفاف الیکشن نہیں کروا سکتا اور وہی سچ ثابت ہوا۔

کرپٹ الیکٹورل سسٹم

ڈاکٹر طاہر القادری نے کہا کہ اگر الیکشن اسی کرپٹ انتخابی نظام کے ذریعے کروائے گئے تو ایسے سو بار بھی الیکشن کروائے جائیں تب بھی یہ ملک میں تبدیلی کی ضمانت نہیں دے سکتے۔ پاکستان کے انیس کروڑ عوام، پاکستان کے قومی ادارے، سیاسی جماعتیں، کارکن، اہل فکر ونظر سن لیں! ہمارا دشمن کوئی فرد یا جماعت نہیں بلکہ ہمارا دشمن یہ نظام ہے۔ اس نظام نے غریبوں، مظلوموں کو فقر و فاقہ، غربت، خودسوزی، خودکشی، عزت فروشی، مایوسی، محرومی، بے یارو مددگاری، بے روزگاری اور اندھیرے دیئے ہیں۔ پورے ملک میں بجلی اور گیس جیسی اشیاء

ضرور یہ بھی چھین لی ہیں، گھریلو زندگیاں اور صنعتیں تباہ کر دی ہیں۔ لاکھوں مزدور اور محنت کش بے روزگار ہوگئے ہیں مہنگائی نے جینا دوبھر کر دیا ہے۔ گویا:

یہ انتخابی نظام ہے سبز باغ ایسا　　　جو مفلسوں کے لیے اگاتا ہے بس امیدیں
کہ جس کا پھل چند خاندانوں کا رزق ٹھہرے　　　جو قوم کی سمت صرف چھلکے اچھالتے ہیں
نچوڑ لیتے ہیں قطرہ قطرہ لہو رگوں سے　　　اور اس سے اپنی غلیظ نسلوں کو پالتے ہیں

13 جنوری تا 17 جنوری 2013ء کے لانگ مارچ کے دوران قوم و ملک کی بقا اور بہتری کے لیے ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے انتخابی اصلاحات کا درج ذیل آئینی پیکج دیا:

1- انتخابات کے انعقاد کے لیے 90 دن کا وقت ہو تاکہ نگران حکومتوں اور الیکشن کمیشن کے لیے انتخابی اصلاحات کے نفاذ یا امیدواروں کی اہلیت کی جانچ پڑتال کے لیے مناسب وقت میسر آئے۔

2- کاغذات کی جانچ پڑتال اور آئین کے آرٹیکل 62، 63 کے تحت امیدواروں کی اہلیت کا جائزہ لینے کے لیے سات دن کی بجائے ایک ماہ کا وقت دیا جائے تاکہ الیکشن کمیشن امیدواروں کی اہلیت کا تعین کر سکے۔

3- انتخابات سے پہلے آئین کے آرٹیکل 62، 63 اور (3) 218 پر عمل درآمد پر خصوصی توجہ دی جائے۔

4- عوامی نمائندگی ایکٹ 1976ء کے آرٹیکل 77 اور 82 اور سپریم کورٹ کے انتخابی اصلاحات سے متعلق 8 جون 2012ء کو صادر ہونے والے فیصلے پر من وعن عمل درآمد کروایا جائے۔

اگر الیکشن سامراجی، استحصالی، بدعنوانی کے نظام کے تحت ہوگئے اور الیکشن سے پہلے یہ تبدیلی نہ آئی تو دنیا کی کوئی طاقت ان بدمست ہاتھیوں کو پلٹ کر ایوانوں میں آنے سے روک نہیں سکتی۔ کچھ لوگ جو اس میں شریک نہیں اور تبدیلی کا نعرہ لگاتے ہیں، وہ الیکشن کے بعد سر پکڑ کر بیٹھے ہوں گے اور پریس کانفرنس کر کے یہی رونا روئیں گے کہ دھاندلی ہوگئی، دھاندلی ہوگئی۔ دنیا دیکھ رہی ہے کہ کوئی الیکشن بغیر دھاندلی کے نہیں ہوا۔ لہٰذا تبدیلی کا، انقلاب کا، اصلاحات کا، دھاندلی کو روکنے کا، شفافیت لانے کا، transparency کا، accountability کا اور امیدواروں کی اہلیت و eligibility کے تعین کا وقت الیکشن سے قبل آج ہے کل نہیں رہے گا۔

پھر کیا ہوا؟

انتخابات سے قبل ڈاکٹر طاہر القادری کے مطالبات کی عوام الناس میں مقبولیت اور اثر پذیری کو دیکھتے ہوئے وقتی طور پر جعلی ڈگری، قرض خوروں، ٹیکس چوروں کا راستہ روکنے اور 30 دن پر مبنی اسکروٹنی کے اطلاق پر الیکشن کمشن نے زبردست بیان بازی کی۔ جسے عوام میں بھرپور پذیرائی ملی مگر آخری دنوں میں ان تمام کو انتخابات میں

حصہ لینے کی اجازت دے دی اور کسی بھی شخص کو آئین کے آرٹیکل 62، 63 کے مطابق نااہل قرار نہیں دیا گیا۔

الیکشن سے قبل تبدیلی نہ آنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا، اینکرز اور سیاستدان بھی یہی بولی بولتے ہوئے نظر آئے۔

مبشر لقمان: جو باتیں ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب نے آرٹیکل 62، 63 اور الیکشن کمیشن کی کمپوزیشن کی کیں، وہ ساری درست ثابت ہوگئی ہیں۔

جیسمین منظور: قادری صاحب نے جو فرمایا تھا ان کی بات بالکل درست تھی۔ وہ بالکل صحیح فرما رہے تھے۔ ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ کون کہہ رہا ہے یہ سوچنا چاہئے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

ڈاکٹر اشفاق حسین: ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب جن کو ہم سب میڈیا والوں نے condemn کیا، وہ بالکل صحیح کہہ رہے تھے اور اب results یہ بتا رہے ہیں کہ جس کی نشاندہی انہوں نے کی وہ صحیح کی۔

طاہرالقادری صاحب کی دو تین باتیں بڑی important ہیں۔ ایک تو یہ کہ ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب ایک final target کی طرف بڑھ رہے ہیں اور وہ بالکل اس بات کو بار بار کہہ رہے ہیں کہ جو میں ایک سال پہلے کہہ رہا تھا، کیا غلط کہہ رہا تھا؟ ایک ایک بات اگر میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ فراڈ ہے، اگر میں کہہ رہا تھا کہ سسٹم کی صفائی ہونی چاہئے اور کرپشن نہ ہو، اگر میں کہہ رہا تھا کہ مہنگائی بڑھے گی۔ سسٹم میں گڑبڑ ہونے جارہی ہے، اگر میں کہہ رہا تھا کہ ٹیکس چوروں کو اور ان کو الیکشن میں نہیں آنا چاہئے۔ کیا میں الیکشن کمیشن کے بارے میں غلط کہہ رہا تھا؟ کیا یہ فراڈ الیکشن کمیشن نہیں؟ کیا میں یہ غلط کہہ رہا تھا؟

وہ ساری باتیں جو طاہرالقادری صاحب کہہ رہے تھے اور بار بار یاد دلا رہے ہیں، وہ حرف بہ حرف سچ تھا۔

انتخابات کے نتائج

ڈاکٹر طاہرالقادری نے 11 مئی 2013ء کو ملک بھر میں دھن، دھونس، دھاندلی، کرپشن اور بدعنوانی پر مبنی انتخابی نظام کو مسترد کرتے ہوئے پولنگ ڈے پر اس عوام دشمن نظام کے خلاف ملک بھر میں پرامن دھرنوں کا اعلان کردیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ جمہوریت سے کما حقہ فائدہ اٹھانے کے لیے اس کرپٹ و فرسودہ سیاسی نظام کو جڑ سے اکھاڑنا ہوگا اور اس کی جگہ ایسا صاف، شفاف اور بااختیار جمہوری نظام تشکیل دینا ہوگا جو ایک طرف پاکستان کے کلچر، روایات، ضروریات اور تقاضوں کے مطابق ہو اور دوسری طرف پاکستان کی اندرونی و بیرونی سیاست اور اس کے شہریوں کے حقوق کا محافظ بھی بن سکے۔ پولنگ ڈے پر دھرنے دراصل Vote for None کا اظہار تھے۔

پاکستان کی 65 سالہ تاریخ میں آپ نے ایک انقلابی جد و جہد کی نئی تاریخ رقم کردی۔ یہ پاکستان کی تاریخ کا پہلا واقعہ ہے کہ عوام پولنگ ڈے کے موقع پر اس سیاسی، انتخابی، استحصالی، فرسودہ اور ظلم و جبر و بربریت کے نظام کو مسترد کرنے کے لیے گھروں سے باہر نکلے۔

11 مئی پولنگ ڈے کے موقع پر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب نے قوم سے واضح الفاظ میں فرمایا: اس سیاسی نظام کو مسترد کر دو جس میں 18 کروڑ لوگوں کا کوئی دخل نہیں سوائے اس کے کہ آج انہیں پھر بے وقوف بنایا جا رہا ہے اور جو ووٹ کی ایک پرچی دینے آ رہے ہیں۔ اس غلط سوچ پر کہ اس پرچی سے ملک کی تقدیر بدل جائے گی اور ملک کا نظام بدل جائے گا۔ مگر آج کے دن جو لوگ اپنے ذہنوں میں امید کا سورج طلوع ہوتے دیکھ رہے ہیں وہ کل دیکھیں گے کہ یہ تاریکیوں کی ناامید رات ہے؛ وہ مایوسیوں کے اندھیرے دیکھیں گے۔ انہیں دوبارہ بدعنوانیوں کے بھیانک مناظر نظر آئیں گے۔ اس وقت بہت سے سیاسی وغیر سیاسی لوگ ہر روز صبح و شام میری مخالفت کرتے تھے اور میرے مطالبات کو جمہوریت کے خلاف سازش قرار دیتے تھے۔ میرے مطالبات کو آئین کے خلاف کہتے اور ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ اللہ کا شکر ہے کہ میرا کہا ہوا ایک ایک لفظ آج نہ صرف سچ ثابت ہوا بلکہ اس وقت کے مخالفین اور ناقدین بھی آج اسی طرح چیخ رہے ہیں۔ ابھی ان کا چیخنا کم ہے، یہی لوگ 11 مئی کی شام دھاندلی کا رونا روئیں گے۔ کئی چیخیں گے اور کل تک مزید چیخیں گے اور ایک مہینہ مئی کے End تک ساری قوم چیخے گی۔ میری یہ بات لکھ لیں۔

لہٰذا یہاں چہرے بدلتے ہیں نظام نہیں بدلتا۔ اس مرتبہ بھی حسب سابق ملک میں کوئی اپوزیشن نہیں ہوگی بلکہ ہر جماعت مرکز اور چاروں صوبوں میں سے کسی نہ کسی جگہ پر برسر اقتدار ہوگی۔ ہر کوئی 'مک مکا' کر کے آئے گا۔ حکومت بھی 'مک مکا' کا نتیجہ ہوگی۔ نام نہاد اپوزیشن بھی مک مکا کے نتیجے میں ایک طرف اپوزیشن اور دوسری طرف حکومت کا حصہ ہوگی اور کسی جگہ پر بھی حقیقی اپوزیشن دیکھنے کو نہ ملے گی۔

پھر کیا ہوا؟

انتخابات کے نام پر پورے ملک میں جو ہوا کیا وہ کسی سے پوشیدہ ہے؟ ...... حیرت کی بات ہے کہ دنیا کے کسی ملک میں ابھی پولنگ جاری ہو اور انتخابات کے نتائج بھی سامنے آنا شروع ہو جائیں ......؟ ابھی ووٹوں کی

گنتی جاری ہواور کسی سیاسی جماعت کا سربراہ ملک بھر سے کامیابی کا اعلان کرتے ہوئے حکومت بنانے کے لیے بقیہ جماعتوں کو دعوت بھی دے دے اور عالمی رہنماؤں سے مبارک بادیں بھی وصول کرے......؟

محترم قارئین! یہ اعزاز صرف پاکستان کو حاصل ہے جس میں حالیہ انتخابات میں یہ سب ہوگیا جو دنیا کے کسی بھی ترقی یافتہ یا ترقی پذیر ملک میں ابھی تک نہیں ہوا۔ ایک طرف پولنگ اسٹیشن وائز نتائج کا اعلان جاری ہوگیا اور دوسری طرف پورے ملک میں پولنگ کے وقت میں 1 گھنٹے کا اضافہ کردیا گیا۔ یہ تمام کام ایک مکمل منصوبہ بندی کے تحت کیا گیا۔ ابھی ووٹوں کی گنتی جاری تھی کہ حالیہ انتخابات کے نتائج کی صورت میں 'اکثریت لینے والی' جماعت کے قائدین کامیابی کا اعلان بھی کرگئے۔ جو سندھ اور کراچی میں ہوا کیا اس کو تبدیلی کہیں گے......؟ دراصل ان آزادانہ انتخابات کے معنی یہ تھے کہ جس کے بازو میں جتنا دم ہو وہ اتنی نشستیں لے لے۔

کوئی ایک جماعت ایسی نہیں جو دھاندلی کے الزامات نہ لگا رہی ہو۔ 1977ء کے بعد ہونے والے انتخابات میں سے حالیہ انتخابات میں دھاندلی کے تمام ریکارڈ ٹوٹ گئے۔ پنجاب میں پیپلز پارٹی اور تحریک انصاف دھاندلی کے ثبوتوں کے ساتھ چیخ و پکار کررہی ہیں اور ووٹوں کی دوبارہ گنتی اور دوبارہ انتخابات تک کے مطالبات کیے گئے۔ اور ان مطالبات کو منوانے کے لیے دھرنے بھی دیئے گئے۔ سندھ میں تحریک انصاف اور مسلم لیگ (ن) شور مچا رہی ہے...... خیبر پختونخواہ میں مذہبی جماعتیں نتائج کو اپنے مینڈیٹ پر ڈاکہ قرار دے رہی ہیں۔ طاہر القادری ٹھیک ہی کہتے ہیں۔ 'مک مکا' کے نتیجے میں بالآخر انتخابات کے نتائج کی صورت میں مسلم لیگ (ن) کو NRO کا پھل 14 سال بعد وفاق و پنجاب میں اکثریت کی صورت میں ......پیپلز پارٹی کا سندھ پر غلبہ ...... MQM کی کراچی پر گرفت ......تحریک انصاف کو پنجاب کے پہلوان کی 'طاقت' اور 'اثر و رسوخ' اور 'تجربہ' کی وجہ سے پنجاب کی بجائے خیبر پختونخواہ دیا گیا ...... بلوچستان علاقائی، لسانی اور مذہبی قوتوں کے درمیان لٹکا دیا گیا۔ الغرض کوئی پارٹی ملک گیر پارٹی نہ بن سکی۔

ان انتخابات میں پھر وہی افراد اور گھرانے ایک مرتبہ پھر اسمبلیوں میں پہنچے جن کو اقتدار، جاگیریں اور سرمایہ وراثت میں ملا ہے۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) نے 146 ان افراد کو الیکشن لڑایا جو دوسری پارٹیاں چھوڑ کر ان سے ملے اس جماعت کے 123 میں 55 امیدوار دوبارہ انہی حلقوں سے کامیاب ہوکر اسمبلی میں پہنچے جن سے وہ 2008ء میں کامیاب ہوئے تھے۔

انتخابات ہو گئے، کون جیتا کون ہارا، کس نے کتنے ووٹ لیے، یہ سب عارضی باتیں ہیں۔ اصل بات یہ ہے جو ٹی وی پر اینکرز اور تجزیہ نگاروں نے ثابت کیا کہ ڈاکٹر طاہر القادری ٹھیک کہتے تھے۔

تیمور رضا (پاکستان مسلم لیگ ن) 5 اکتوبر 2013ء

میں ڈاکٹر طاہر القادری کی speeches سنتا تھا۔ ہم کہتے تھے یہ بھی ایجنٹ ہیں مگر اب یہ ماننا پڑتا ہے کہ طاہر القادری الیکشن سے پہلے جو بھی کہتے تھے درست کہتے تھے اور آج ہمیں جا کہ احساس ہوا کہ جس جمہوریت کی وہ بات کرتے ہیں وہ جمہوریت درست تھی کیونکہ آج جیتنے والا بھی کہہ رہا ہے دھاندلی ہوئی، ہارنے والا بھی کہہ رہا ہے اور جو الیکشن نہیں لڑا وہ بھی کہہ رہا ہے دھاندلی ہو رہی ہے۔

شوکت بسرا (پاکستان پیپلز پارٹی)

آج بھی ڈاکٹر طاہر القادری صاحب یاد آ رہے ہیں، جو باتیں انہوں نے کیں سچ ثابت ہوئیں۔

عمران خان

جس طرح کا الیکشن ہوا، مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے ڈاکٹر طاہر القادری ٹھیک کہتے تھے۔

بابر غوری

اب ہمیں ایسا لگا ہے کہ ہمیں ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کا مشورہ مان لینا چاہیے تھا۔

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن

ڈاکٹر طاہر القادری صاحب جو فرماتے تھے بالکل صحیح فرما رہے تھے یہ نہیں سوچنا چاہئے کون کہہ رہا ہے یہ سوچنا چاہئے کیا کہہ رہا ہے۔

شیخ رشید

ڈاکٹر طاہر القادری بات آئینی کہتے تھے۔

محمد سعید اظہر (روزنامہ جنگ 6 نومبر 2013)

ڈاکٹر طاہر القادری نے سچ کہا تھا! موجود نظامِ انتخاب صرف سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی عیاشیوں کا ذریعہ ہے۔

قومی اداروں کی نجکاری

11 مئی کے الیکشن کے فوراً بعد ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب نے کہا کہ ملک بکے گا اور ایسا ہی ہوا کیونکہ موجودہ حکمران 1990 سے 1993 کے درمیان جب برسر اقتدار آئے تو ان کی نگاہ فوری طور پر قومی اثاثوں کو بیچنے اور خریدنے پر تھی۔ انہوں نے 1991 میں 40 سٹیٹ انٹر پرائزرز کو بیچا جس میں مسلم کمرشل بنک، سیمنٹ فیکٹری، آئل ریفائنری، سٹیل انڈسٹری اور کیمیکل پلانٹس شامل تھے۔

ڈاکٹر طاہر القادری صاحب نے کہا کہ میں قوم کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے بھی قومی اثاثے اپنی فیملی کے لوگوں، دوستوں اور سیاسی جماعتوں کو بیچے گئے اور غیر شفاف اور کرپشن کی بنیاد پر نجکاری ہوئی۔ 1997 سے 1999 تک یہی روش اختیار کی گئی۔ حکمرانوں کے پاس کوئی وژن نہیں۔ نجکاری کے نام پر سرکاری ادارے بیچنے والے بھی وہی ہیں اور خریدنے والے بھی وہی۔ ریلوے بک رہی ہے۔ oil and gas industries بیچ رہے ہیں۔ پیٹرو کیمیکل یونٹس، ٹیلی کام انڈسٹری، Fertilizer firms، Automobile units، strategic infrastructure یعنی سڑکیں اور ہائی ویز؛ تعلیمی ادارے، یعنی ہسپتال اور کئی ایسی corporations ہیں جو نفع دے رہی ہیں وہ profit making corporations کو بیچ رہے ہیں۔ ٹورازم، چھوٹے پاور اسٹیشنز، بینکنگ سیکٹرز اور تعمیراتی کمپنیاں بیچی جا رہی ہیں؛ Electrical and Mechenical industry کو بیچ رہے ہیں۔ Islamabad Electricity Supply Company، Hyderabad Electricity Supply Company، جام شورو پاور لمیٹڈ کمپنی، Northern Power Generation اور کوٹ ادو پاور کمپنی بک رہی ہیں۔

الغرض تمام اہم اداروں کو بیچا جا رہا ہے۔ اب پوری قوم پر منحصر ہے کہ وہ انقلاب کے لیے اٹھے یا پھر نجکاری (یعنی لوٹ سیل) کے بعد فقط یہی کہتی رہے کہ 'ڈاکٹر طاہر القادری ٹھیک کہتے تھے'۔

پھر کیا ہوا؟

جیو نیوز کی حالیہ رپورٹ کے مطابق66 قومی اداروں کی نجکاری میں 31 قومی اداروں کو بیچا جا رہا ہے اور اس عمل کے لیے جو نجکاری بورڈ تشکیل دیا گیا اس بورڈ کا تجزیہ درج ذیل ہے:

اہل لوگوں کو رد کر کے خفیہ طریقے سے وزیر اعظم نواز شریف نے اپنے صوابدیدی اختیارات استعمال کرتے ہوئے اپنے دوستوں، یاروں، کاروباری شراکت داروں اور مئی کے الیکشنز میں مسلم لیگ (ن) کے ٹکٹ ہولڈرز پر مشتمل ایک خفیہ بورڈ بنا دیا ہے تا کہ رات کے اندھیرے میں ڈاکہ زنی ہو سکے۔

نجکاری بورڈ کا چیئرمین محمد زبیر عمر ہے جو ریٹائرڈ جنرل غلام عمر کے صاحبزادے ہیں اور PTI کے

ایک لیڈر اسد عمر کے بھائی ہیں۔ نجکاری بورڈ میں ان کا نام محمد زبیر show کیا اور عمر ہٹا دیا، اس لیے کہ وہ مسلم لیگ کی منشور بنانے والی کمیٹی کے core member ہیں اور وہ prime minister صاحب کے ذاتی دوست ہیں۔ ان کے ایک بھائی منیر کمال عمر کو نیشنل بنک آف پاکستان کا چیئرمین بنایا، پھر وہ بینک کے ڈائریکٹر بھی ہیں اور وہ اگلے صدر بننے کے امیدوار بھی ہیں۔

دوسرے ممبر فاروق خان وزیراعظم صاحب کے لنگوٹیے یار ہیں۔

تیسرے چوہدری عارف سعید Gujrat Services Industries کے مالک ہیں اور یہ چوہدری احمد مختار صاحب کے بھائی ہیں۔ وہ پیپلز پارٹی میں اور یہ نون لیگ میں ہیں۔ ان بڑے کاروباری لوگوں کا ایک طریقہ ہوتا ہے کہ ہر پارٹی میں ایک ایک بھائی چلا جاتا ہے تاکہ جس کا بھی اقتدار آئے ہماری پانچوں گھی میں رہیں۔ چوہدری احمد مختار زرداری کے یارِ خاص اور یہ اِن کے یارِ خاص ہیں۔

چوتھے ظفر اقبال سبحانی ...... پانچویں ارسلان خان ہوتی۔ جو نواز لیگ کے ٹکٹ پر صوبائی اسمبلی کا الیکشن ہار گئے تھے اور ضلع کے جنرل سیکرٹری ہیں۔

چھٹے ممبر نصیر الدین احمد بھی وزیراعظم کے ذاتی دوست ہیں۔

اپنی کرپشن کو 100 فی صد تحفظ دینے کے لیے موجودہ حکومت نے اپنے ہی افراد پر مشتمل نجکاری بورڈ بنایا اور گزشتہ حکومت نے جو ڈرتے ہوئے نہ کیا اس حکومت نے پوری جرات کے ساتھ کردیا۔

اب اینکر پرسن، تجزیہ نگار، کالم نگار یہ کہہ رہے ہیں کہ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب نے نجکاری کے موضوع پر قبل از وقت جو پیشین گوئی کی وہ حرف بہ حرف درست ثابت ہوئی۔

ڈاکٹر طاہر القادری کا جرم

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا جرم یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ

☆ ایسا پاکستان ہو جو علامہ اقبال کے خوابوں کی تعبیر اور قائداعظم کے تصورات کی تکمیل ہو۔

☆ جس میں نوجوان نسل اپنے مستقبل کو روشن دیکھے۔

☆ پاکستان ایسا ملک بن جائے جہاں علم، عمل، کردار، اخلاق، ہنر اور انصاف کی قدر ہو۔

☆ جہاں ہر نوجوان کو روزگار میسر ہو۔ استحصالی سرمایہ داریت کا نام و نشان نہ ہو۔ تمام ملوں اور فیکٹریوں کے منافع میں مزدور پچاس فی صد تک حصہ دار ہو۔

☆ جہاں خواتین کو مساوی مواقع اور مکمل سماجی و معاشی تحفظ فراہم ہو۔

☆ جہاں امیروں پر ٹیکس کی شرح زیادہ اور متوسط طبقہ پر کم ہو۔

☆ جہاں غریب اور متوسط گھرانوں کے لیے بجلی، پانی، گیس اور فون کے بلوں میں ٹیکسز نہ ہوں۔

☆ جہاں کسی کا خون بہے اور نہ کسی کی عزت لوٹے۔

☆ جہاں لوگ دہشت گردی اور خوف سے محفوظ زندگی پائیں۔

☆ جہاں لوگ بھتہ دے کر نہ جئیں۔

☆ جہاں مایوسی دکھائی نہ دے بلکہ جس چہرے کو دیکھیں اس پر خوشی، اطمینان اور مسرت نظر آئے۔

ے جو منظر آج دکھاتا ہوں تم لوگ دیکھ نہیں پاتے ۔۔۔ حالات کا دھارا جلد تمہیں وہ منظر بھی دکھلائے گا

ہو آج یقین کے نور سے تم محروم تو یوں ہی چلنے دو ۔۔۔ جو باتیں آج میں کہتا ہوں وہ وقت تمہیں سمجھا دے گا

ذرا سوچیے!

جو لوگ ڈاکٹر طاہرالقادری کی اس سوچ کو جرم سمجھتے ہوئے ان کا ساتھ نہیں دے رہے وہ اس بے حسی کا شکار ہیں کہ پاکستان پر قابض 200 خاندانوں کے نظام کے خلاف بغاوت کی ابھی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ

- ان کے بچے کسی رات بھوکے نہیں سوئے۔
- ان کا اپنا کوئی رشتہ دار ابھی دہشت گردی کا شکار نہیں ہوا۔
- 50,000 دہشت گردی کی نذر ہونے والے پاکستانی ان کے تو کچھ نہیں لگتے؟
- سیاست دان ملک لوٹ رہے ہیں اور ان کا اپنا گھر تو نہیں لٹ رہا؟
- انہوں نے ابھی بے روزگاری کی ذلت برداشت نہیں کی۔
- ابھی مسائل ان کے گھر سے تھوڑے دور ہیں۔

اس لئے انہیں سوتے رہنا چاہیے، ابھی انقلاب ان کی ضرورت نہیں

ابھی انہیں مزید ذلت اٹھانے کی ضرورت ہے۔

اور جب پانی سر سے گزر جائے گا تو

شرمندگی سے یہ اعتراف کرتے رہیں گے کہ

'ڈاکٹر طاہر القادری ٹھیک ہی کہتے تھے'۔

☆☆☆☆☆

پاکستانی عوام کے حقوق کی بالادستی
اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

آسیہ سیف قادری

ملک پاکستان اس وقت اپنی تاریخ کے نازک ترین دوراہے پر کھڑا ہے پاکستان کی معیشت بری طرح تباہ ہوچکی ہے۔ معاشی بدحالی نے غریب عوام کو سسک سسک کر جینے پر مجبور کردیا ہے۔ آج غریبوں کو عزت سے دو وقت کی روٹی نصیب نہیں ہوتی لیکن دوسری طرف ایک طبقہ امیر سے امیر تر ہوتا جارہا ہے۔ ان کے گھر میں اتنے افراد نہیں ہوتے جتنی گاڑیاں ان کی گیراج میں کھڑی ہوتی ہیں۔ بڑے بڑے بنگلے کوٹھیاں پلازے ان کی ملکیت ہوتے ہیں۔ بنکوں میں اتنی مالیت جمع ہوتی ہے کہ ان کو خود خبر نہیں کہ کتنی جائیداد کے وہ مالک ہیں۔ ان کے بچوں کو اعلیٰ سکول اور ہر طرح کی سہولتیں دستیاب ہیں۔ دوسری طرح غریب بچے کو پڑھنے کے لئے سکول اور کتابیں بھی میسر نہیں۔ ہمارے ملک میں دوہرا معیار زندگی اور دوہرا معیار تعلیم، بے حسی اور عدم توازن کی نظیر پیش کررہا ہے۔

بجلی کی لوڈ شیڈنگ، گیس کی لوڈ شیڈنگ، پانی کی عدم دستیابی، توانائی کا بحران اور بڑھتی ہوئی مہنگائی نے عوام الناس کا جینا دوبھر کردیا ہے، گھروں کے چولھے بجھے پڑے ہیں، پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے مارے مارے پھرتے یہ عوام عجب بے چینی و اضطراب میں مبتلا ہیں، نہ گھر میں سکون نہ باہر چین، نہ جان محفوظ نہ مال نہ عزت و آبرو ایک طرف دہشت گردی کا خوف ہے تو دوسری طرف سرحدوں پر خطرات کے سائے منڈلا رہے ہیں۔ ملک مشکل ترین صورت حال سے دوچار ہے۔ گزشتہ کئی سالوں سے تبدیلی اور خوشحالی کا خواب آنکھوں میں سجائے یہ سادہ لوح عوام بڑے پرامید تھے کہ شاید الیکشن کے بعد تبدیلی اور خوشحالی کا دور آجائے گا، لوڈشیڈنگ کا خاتمہ ہوگا، مہنگائی، بے روزگاری سے نجات ملے گی اور یوں سکھ کا سانس نصیب ہوگا مگر یہ کیا کہ عام اشیائے خوردونوش آٹا، چینی، دال اور سبزی بھی پہلے سے دوگنا مہنگی ہوگئی، بجلی 6 گنا مزید مہنگی اور پھر بھی لوڈشیڈنگ جاری، گاڑیوں کو CNG کی فراہمی ناپید اور گھروں کے چولھے پھر بھی نہ جلے، ایسا کیوں ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ ملک وقوم کو اس ابتر حالت سے دوچار کرنے کے ذمہ دار کون ہیں؟ یقیناً اس ملک کا کرپٹ سیاسی نظام اور اقتدار سنبھالنے والے یہ نام نہاد سیاسی لیڈر جنہوں نے اس ملک کو اپنے ذاتی مفادات کی بھینٹ چڑھا رکھا ہے ملک

کے 90فیصد وسائل پر صرف 10فیصد اشرافیہ خاندان قابض ہیں جنہوں نے ملک کو غیر ملکی طاقتوں کے ہاتھوں قرضوں کے عوض گروی رکھ چھوڑا ہے جنہوں نے اپنی تجوریاں بھرنے کے لئے 5 ارب تک کی مالیت کی کرنسی چھاپ لی ہے مگر غریب پسماندہ عوام کے لئے کچھ نہیں کیا۔

پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے بہترین قدرتی وسائل کی دولت سے مالا مال کررکھا ہے یہاں وسائل کی کمی ہے نہ ٹیلنٹ کی۔ کمی ہے تو صرف گڈ پلاننگ، گڈ گائیڈنس اور گڈ گورنس کی جو کہ نااہل سیاستدانوں کی وجہ سے پاکستان کو نصیب نہ ہوسکی۔ پاکستان کو درپیش مسائل میں سے سب سے بڑا مسئلہ قیادت کا فقدان ہے شومئی قسمت سے قائداعظم محمد علی جناحؒ کے بعد اس قوم کو کوئی مخلص، دیانتدار اور قابل لیڈر نصیب نہ ہوسکا۔ اگر ملے بھی تو وڈیرے، لٹیرے، جاگیردار، کرپٹ، سرمایہ دار اور نااہل نام نہاد لیڈر جنہوں نے ملکی وسائل کو اس قدر بے دردی کے ساتھ اپنی عیاشیوں اور اللے تللوں پر خرچ کیا کہ آج پاکستان کرپشن میں دنیا میں نمبرون قرار پایا ہے۔

ملک کا سیاسی نظام کرپٹ حکمرانوں کے لئے پناہ گاہ کا کام دے رہا ہے۔ سیاست دھوکہ، دجل و فریب، وعدہ خلافی، بددیانتی اور منافقت وجھوٹ کا دوسرا نام بن چکی ہے ایسے میں ایک شخص یہ نعرہ قلندرانہ بلند کرتا ہوا میدان عمل میں اترتا دکھائی دیتا ہے کہ ''سیاست نہیں۔۔۔۔۔ریاست بچاؤ''

کچھ لوگوں نے سراہا، سمجھا اور ساتھ چل پڑے ملک میں نظام کی تبدیلی لانے کے لئے مگر کچھ لوگوں کی سمجھ سے بالاتر رہا کہ یہ کیسا نعرہ ہے سیاست نہیں ریاست بچاؤ لیکن وقت نے اس کی حقیقت اور فلسفہ کو آشکار کردیا کہ جب تک سیاست کرپشن، دھن، دھونس اور دھاندلی سے پاک نہیں ہوگی ملک میں تبدیلی کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ جب تک اس گندے نظام انتخاب اور گلے سڑے سیاسی انڈوں کو اٹھا کر باہر نہیں پھینک دیا جاتا پاکستان کا وجود خطرے سے دوچار رہے گا۔ جب تک اقتدار کے ایوانوں میں ایسے بے حس، ظالم اشرافیہ خاندان کے امیرزادے چھائے رہیں گے جو سونے کا نوالہ لے کر پیدا ہوئے ہیں جنہیں بھوک و افلاس کی شدت میں تڑپنے کا احساس نہیں پاکستان کے عوام کی تقدیر نہیں بدل سکتی۔ پاکستان حقیقی جمہوریت، مساوات، عدل وانصاف اور امن وآشتی کا گہوارہ نہیں بن سکتا جب تک ملک کی باگ ڈور بدکردار، بدعنوان اور نااہل افراد کے ہاتھوں میں رہے گی اور پاکستان میں حقیقی تبدیلی کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا جب تک اس کرپٹ سیاست کو جڑ سے اکھاڑ نہ دیا جائے اور پاکستان میں انقلاب کا سویرا اس وقت تک طلوع نہیں ہوسکتا جب تک عوام کا ٹھاٹھیں مارتا بپھرا سمندر باطل کے ایوانوں سے ٹکرا کر اسے پاش پاش نہ کردے اور مصطفوی انقلاب اس وقت تک ارض پاکستان پہ بپا نہیں ہوسکتا جب تک ملک میں نافذ العمل اس کالے قانون کی جگہ آئین خداوندی قرآن وسنت کو نافذ العمل نہ کردیا جائے۔

محترم قارئین! پاکستان جو پاک لوگوں کی سرزمین ہے اور جس کے قیام کی بنیاد لا الہ کا نظام رائج کرنا

قرار پایا تھا جس کی بنیادوں میں شہداء کا لہو شامل ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا قیام پاکستان کے عظیم مقاصد کبھی پایہ تکمیل تک نہ پہنچ پائیں گے؟ کیا یہ ملک یونہی زوال و تنزل کا شکار رہے گا؟ کیا یہ عوام چند مفاد پرست لوگوں کے ہاتھوں میں کھلونا بنی رہے گی جنہوں نے اس قوم کو فٹ بال بنا رکھا ہے۔ کب تک پاکستان ایٹمی طاقت ہونے کے باوجود اپنے فیصلوں میں آزاد و خود مختار ہوگا؟ کیا شہداء کی قربانیاں رائیگاں ہو جائیں گی؟ نہیں، نہیں میرا ایمان ہے شہیدوں کا لہو ضرور رنگ لائے گا۔ ایک دن قائداعظم کا پاکستان ضرور ترقی اور خوشحالی کی منزل کو پالے گا اور اقوام عالم میں پاکستان ایک بلند ترین مقام حاصل کرے گا۔ کیونکہ آج ہر شخص کی زبان پر لفظ تبدیلی اور دل میں انقلاب کی خواہش ہے۔ عدالتوں کی بے انصافی اور ظلم پر مبنی فیصلوں، اقرباء پروری، من پسند افراد کی تقرریوں اور ہوش ربا مہنگائی نے حالات کو حقیقی جمہوری تبدیلی کی طرف دھکیل دیا ہے۔

مگر اب ضرورت ہے کسی ایسی قیادت کی جو ان خاموش سلگتے جذبات کی ترجمان بن جائے۔ جو محرومیوں کی چکی میں پسنے والوں کے دکھوں کا مداوا بن جائے۔ جو غریبوں کی آنکھوں میں جھلکتی بے بسی کا منہ بولتا ثبوت بن جائے۔ جو مایوس دلوں میں امید کے چراغ روشن کر دے۔ جو بے شعور عوام کو اپنی بانگ درا سے خواب غفلت سے بیدار کر کے پیکر انقلاب بنا دے۔ انہیں حریت اور خود داری کا درس دیتا دکھائی دے کہ زندگی بھیک سے نہیں ملتی زندگی بڑھ کر چھین لی جاتی ہے۔

اہل وطن وہ کون ہے جو چمن ہستی میں بہار بن کر آیا، جس کا وجود امت کے خزاں رسیدہ چمن کے لئے سحاب بہار بن کر آیا ہے۔ وہ غیور قیادت کہ جو مصطفوی قائد بھی ہے حسینی قائد بھی ہے جو دھرتی کا رکھوالا، پاک سرزمین کا پاسباں، قائداعظم کی امنگوں کا ترجماں، اقبال کا مرد مومن ہے۔ جو گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان ہے۔ جس کی نگاہ بلند سخن دلنواز اور جان پرسوز نے ثابت کر دیا کہ امیر کارواں وہی ہے کہ مشرق و مغرب میں اسی کے دور کا آغاز ہے اور عرب ہو یا عجم پاکستان ہو یا ہندوستان وہی ہے جو لاکھوں لوگوں کی دھڑکنوں میں بستا ہے جو بے تاج بادشاہ ہے وہی ہے جس کی آفاقی قیادت کی خوشخبری اقبال نے یوں سنائی تھی کہ اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفوی ہے جن کے وجود کو اقبال نے عشق کی منزل اور عقل کا حاصل قرار دیا جس کی نوائے انقلاب یہی ہے:

کہ اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگادو ۔۔۔ کاخ امراء کے درو دیوار ہلادو

سلطانی جمہور کا آتا ہے زمانہ ۔۔۔ جو نقش کہن تجھکو نظر آئے مٹادو

محترم قارئین! میری مراد شیخ الاسلام مجدد عصر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ کی شخصیت ہے جو کسی تعارف کی محتاج نہیں جن کی خدمات جلیلہ کا احاطہ کرنا اس مختصر مضمون میں ممکن نہیں جو صرف گفتار کے غازی نہیں کردار کے بھی غازی ہیں۔ دنیا نے دیکھا سب نے مانا اور آج ہر کوئی بے ساختہ کہتا ہے کہ طاہرالقادری ٹھیک کہتے تھے۔ 23 دسمبر سے لے کر 14 جنوری کے لانگ مارچ اور 11 مئی کے دھرنے سے لے کر اب تک جو کچھ میرے

قائد نے کہا وقت نے ثابت کر دیا وہ حرف بحرف سچ ثابت ہوا۔ اب بھی اگر قوم نے کھرے اور کھوٹے کی پہچان، حق و باطل میں امتیاز نہ کیا اور مایوسی و بے یقینی کی ردا اوڑھے ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بے حسی کی تصویر بنی رہی اور آگے بڑھ کر اس عظیم قیادت کا ساتھ نہ دیا تو پھر یاد رکھیں قوم کا مقدر سنوارنے کے لئے آسمان سے کوئی فرشتے نہیں اترتے بلکہ یہ لیڈر ہی ہوتے ہیں جو ملک وقوم کی تقدیر بدل کر رکھ دیتے ہیں۔

ہمارے سامنے کئی مثالیں اقوام عالم کی موجود ہیں نیلسن منڈیلا کی مثال لیجئے جنہوں نے اپنے ملک افریقہ کو ترقی کی راہ پر ڈال دیا۔ ملائیشیا کے مہاتیر کی مثال ہے جنہوں نے اپنے ملک کو ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا کر دیا اور دور کیوں جاتے ہیں خود ہمارے قائداعظم محمد علی جناح کی بے لوث قیادت ہمارے سامنے ہے جنہوں نے اپنی سیاسی بصیرت وحکمت کے ساتھ اور بے لوث ولولہ انگیز قیادت کے ساتھ انگریزوں اور ہندوؤں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا اور قانون کے دلائل اور اپنی ذہانت و فطانت کی ایسی مار دی کہ انگریز ہندوستان کی تقسیم پر راضی ہو گیا اور ہندوؤں سے الگ وطن پاکستان قائم ہو گیا۔

آیئے بہت سا وقت اندھیروں میں کٹ گیا ہے بلکہ بہت کچھ کاٹ گیا ہے اب وقت ہے اٹھو اور وطن عزیز کی مٹی سے پھوٹنے والی اس روشنی اور مینارہ نور پہ نظریں جمالو جو حالات کی ضرورت بھی ہے اور وقت کا تقاضا بھی، جو زخموں کا مرہم بھی ہے اور دکھوں کا مداوا بھی، جس کے نعرہ مستانہ میں تاریک اور بہیمانہ طلسم کو پاش پاش کرنے کی جرات بھی ہے اور صلاحیت بھی۔ آیئے اس پیکر عشق، پیکر یقین وعزم و استقلال کے دامن سے جڑ جاؤ۔ اس کے دست و بازو بن جاؤ۔ کب تک بے یقینی، ناامیدی اور گرد سے اٹے ہوئے راستوں میں بھٹکتے رہو گے کب تک بھٹکو گے۔ ان راہوں پر کہ جن کی کوئی منزل ہی نہیں، کب تک محرومیوں کی سوغات بانٹنے والے ان ہاتھوں کو مضبوط کرو گے جن کی لکیروں میں مقدر کی درخشانی اور جمہور کی سلطانی نام کی کوئی لکیر نہیں۔ آیئے ڈاکٹر محمد طاہرالقادری جس نے باطل کے ایوانوں میں زلزلہ بپا کر دیا ہے اس کی آواز میں آواز ملائیں۔ اسکے دست و بازو بن جائیں۔ اس کے مشن کو شرمندہ تعبیر کرنے میں اپنا اپنا حصہ ڈال لیں کیونکہ انقلاب اس دھرتی کا مقدر بن چکا ہے۔ یہ لکھ دیا گیا ہے آؤ اس انتخاب نبی ﷺ، بشارت مصطفیٰ ﷺ اور تحفہ مصطفیٰ ﷺ کے دامن سے جڑ جاؤ۔ اس کے مشن کو فروغ دینے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔

حق پرستی کے ہمیں رنگ میں ڈھلنا ہوگا　　　بے یقینی کے اندھیروں سے نکلنا ہوگا

ہم کو قرآن کے احکام پہ چلنا ہوگا　　　کرکے منہاج کی تحریک سے نسبت قائم

☆☆☆☆☆

قائد ڈے

تجدید عہد وفا کا دن

مصباح تبسم

آج 19 فروری کا دن نعمتِ خداوندی اور نویدِ مصطفیٰ ﷺ جو امتِ مسلمہ کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کی صورت میں نصیب ہوئی کی ولادت کا دن ہے۔ جسے نہ صرف اہلِ پاکستان بلکہ دنیا بھر میں بسنے والے لاکھوں عقیدت مند بارگاہِ الٰہی میں سجدہ شکر بجا لاتے ہوئے منا رہے ہیں۔ اور بارگاہِ ایزدی میں عرض گذار ہیں کہ اے باری تعالٰی تیرا کروڑ ہا شکر ہے کہ تو نے اس دورِ پرفتن میں ہمیں اس مردِ باصفا کی صحبت سے فیض یاب ہونے کا شرف بخشا اور لبوں پر اس دعا کو

تم سلامت رہو ہزار برس | ہر برس کے ہوں دن پچاس برس

سجائے ہوئے ہیں ہر زبان پہ نغمہ مچل رہا ہے:

تجھ کو طاہر سلام کرتے ہیں | یہ جہاں تیرے نام کرتے ہیں
دانشِ عصر و حاضر و موجود | ذکر سب تیرا عام کرتے ہیں

گویا ہر سو اک خوشی کا سماں ہے کیونکہ ایسی نابغہ روزگار ہستیاں صدیوں بعد کسی قوم کا مقدر بنتی ہیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے | بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اور قوم کی صحیح سمت رہنمائی کرتے ہوئے انہیں منزلِ مقصود تک پہنچا دیتی ہیں۔ معزز محبانِ قائد! ہمارا قائد دعائے فرید کا ثمر ہے جو انہوں نے صحنِ حرم میں ربِ مصطفیٰ ﷺ سے کی۔ جنھوں نے رب سے ایسا فرزندِ ارجمند طلب کیا جو امتِ مصطفوی ﷺ کی زبوں حالی کا مداوا کر سکے، زوال میں گری امت کو اوج ثریا تک لے جائے، مادیت زدہ ذہنوں کو عظیم صحیفہ انقلاب کے پیغام سے آشنا کر سکے، مظلوموں کے چہروں پر خوشی لا سکے اور مردہ دلوں کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی حرارت سے زندہ کر سکے۔

اللہ رب العزت نے اپنے بندے فریدالدین کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور بیٹے کی بشارت بزبانِ مصطفیٰ ﷺ عطا کی۔ گویا ہمارا قائد نعمتِ خداوندی، نویدِ مصطفیٰ ﷺ اور دعائے فرید کا ثمر ہے۔ جن کی حیات کا لمحہ لمحہ:

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی

کے مصداق فروغِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں بسر ہو رہا ہے کیونکہ قائد ہوتا ہی وہ ہے جو مایوس چہروں پر امید کی کرنیں بکھیر دے۔ جس کے افکار و نظریات کو اس کے پیروکار دل و جان سے تسلیم کریں جس کی رہنمائی منزلِ عظیم کے حصول کی نوید ہو جس کی قیادت میں ترقی و عروج پوشیدہ ہو۔ جس کی محبت و اتباع، اتباعِ مصطفیٰ ﷺ کی بشارت دیتی ہو۔ جس کے ہاتھ پر اس کے پیروکار متاعِ حیات کا سودا کریں اور اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے جنبشِ ابرو کے منتظر ہوں کیونکہ اس نے گروہ یا فرقے کی اصلاح کا نہیں بلکہ پوری انسانیت کی خیر خواہی و بھلائی کا بیڑا اٹھانا ہوتا ہے۔

خدا کا شکر کہ اس نے ہمیں ایسا ہی عظیم قائد عطا کیا۔ جس سے محبت کرنے والے سب کچھ ان کے اشارے پر مصطفوی مشن پر نچھاور کرنے کو تیار ہیں۔ اس لئے کہ یہ عظیم قائد اپنے دور کا مجدد ہے۔ مجدد وہ ہوتا ہے جو دینِ اسلام کی تجدید کرتا ہے۔ اور حدیث پاک سے ثابت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ یبعث لھذہِ الأمة علی رأس کل مائةِ سنة من یجدد لھا دینھا.

(ابوداؤد، السنن، کتاب الملاحم، باب ما یذکر فی قرن المائة، ۴: ۱۰۹، رقم: ۴۲۹۱)

”اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر صدی کے آغاز میں کسی ایسے شخص (یا اشخاص) کو مبعوث فرمائے گا جو اس امت کے لیے اس دین کی تجدید کرے گا۔“

یعنی اللہ تعالیٰ ہر صدی کے آغاز پر ایسے اشخاص پیدا فرماتا ہے جو اپنے دور کے مجدد ہوتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی صدی کی اصلاح کا بیڑا اٹھانا ہوتا ہے۔ تاریخِ اسلام کا جائزہ لیں تو ہمیں پہلی صدی ہجری میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ، دوسری صدی ہجری میں امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ، تیسری صدی ہجری میں امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ عنہ، چوتھی صدی ہجری میں امام ابوحامد الاسفرائنی رضی اللہ عنہ، پانچویں صدی ہجری میں حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ عنہ، چھٹی صدی ہجری میں، امام فخر الدین رازی رضی اللہ عنہ، ساتویں صدی ہجری میں امام تقی الدین بن دقیق رضی اللہ عنہ، آٹھویں صدی ہجری میں حافظ زین الدین عراقی رضی اللہ عنہ، نویں صدی ہجری میں امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ، دسویں صدی ہجری میں محدثِ کبیر علامہ ملا علی قاری حنفی رضی اللہ عنہ، گیارہویں صدی ہجری میں مجددِ الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ، بارہویں صدی ہجری میں امام محمد عبدالباقی زرقانی رضی اللہ عنہ، تیرہویں صدی ہجری میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ، چودہویں صدی ہجری علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رضی اللہ عنہ اور پندرھویں صدی ہجری میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری بطور مجدد نظر آتے ہیں۔

مندرجہ بالا فہرست میں ان ہستیوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کے مجدد ہونے پر اکثر ائمہ و محدثین کا اتفاق ہے۔ یہ مدنظر رہے کہ اور بھی ایسی ہستیاں ہیں جن کا اپنی صدی کے مجددین میں شمار ہوتا ہے۔ اور یہ امتِ محمدی کا امتیاز ہے کہ تا قیامت اللہ تعالیٰ عظیم شخصیات کو اپنے دین کی تجدید کے لیے مبعوث فرماتا رہے گا۔

معزز محبانِ قائد!

یہ مجددِ رواں صدی کا نعرہ محبت میں نہیں، تعلق میں نہیں بلکہ وہ تمام صفات جو مجددِ وقت میں ہونا ضروری ہیں وہ اس عظیم ہستی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری میں عیاں ہیں۔ مجددِ رواں صدی ڈاکٹر محمد طاہر القادری ہی کیوں؟ کیونکہ مجدد وہ ہوتا ہے جس نے آئندہ صدی کی اصلاح کا بیڑا اٹھانا ہوتا ہے جس نے بھٹکی امت کو سوئے مدینہ متوجہ کرانا ہوتا ہے۔ دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق برتن نیا اور مشروب پرانا وہی عشق و محبتِ مصطفیٰ ﷺ والا پلانا ہوتا ہے۔

اس رواں صدی میں ہمارا قائد ہی وہ عظیم سالار اور مجددِ وقت ہے۔ جس نے امتِ مصطفوی کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ جنہوں نے قرآنیات، احادیث، اعتقادیات، سیرت و فضائل نبوی ﷺ، ختم نبوت، محبت اہل بیت، محبت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، عبادات، روحانیات، علمیات، اقتصادیات، جہادیات، فکریات، قانونیات، اسلام اور سائنس اور عصریات ہر پہلو پر انسانیت کی بالعموم اور امتِ مصطفوی ﷺ کی بالخصوص رہنمائی فرمائی۔ الغرض آپ وہ عظیم ہستی ہیں کہ

جس کی گردن نہ باطل کے آگے جھکی   جس کی آواز بنتی رہی روشنی
جو تقدس کا عظمت کا مینار ہے   کاروانِ وفا کا جو سالار ہے
بے مثال و جری جس کا کردار ہے   گلشنِ زندگی کی جو مہکار ہے
وہ جو بولے تو موتی کئی رول دے   وہ جو بولے تو اسرارِ دیں کھول دے
بزم میں آئے جو خوشبوؤں کی طرح   ذہن پے چھائے جو جادوؤں کی طرح
جو چلے عشق کے ساگروں کی طرح   جو ملے پیار کے موسموں کی طرح
جو بہے درد کے آنسوؤں کی طرح   جو گرجے بادلوں کی طرح
جو برسے لگے بارشوں کی طرح   جو کڑکے لگے بجلیوں کی طرح
جو چمکے آئینوں کی طرح

اپنے عظیم رہنما کے جتنے بھی اوصاف گنوائے جائیں کم ہیں۔ آپ کی ۶۳ سالہ زندگی کا لمحہ لمحہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے اور آپ کی یہ عظیم خواہش ہے کہ معاشرے سے ظلم و ناانصافی کا خاتمہ ہو، عظیم مصطفوی انقلاب کا سویرا طلوع ہو، سرزمین پاکستان احیائے اسلام کے لیے عالمی انقلاب کا مرکز بنے، یہاں زندگی کے ہر شعبے میں انقلاب بپا ہو جائے۔ فکر و عمل کے پیمانے بدل جائیں، یہاں آرام پرستی کا نام تک نہ رہے، محنت و مشقت ہر فرد کا زیور بن جائے، دیانت و خلوص ہر بشر کی پالیسی ہو۔ پھر پوری دنیائے اسلام متحد ہو کر اسلامک بلاک یا اسلامک کامن ویلتھ کا قیام عمل میں لائے اور دینِ حق پھر ماضی کی طرح شان و شوکت کے ساتھ عالمِ انسانیت کا رہبر و رہنما بن جائے۔

عالمی انقلاب ہمارے محبوب قائد کی زندگی کا مقصدِ عظیم ہے۔ قائد کی ان عظیم کاوشوں کے ساتھ یومِ قائد، قائد کے پیروکاروں سے، انقلابیوں سے، تحریکیوں سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ اپنے ظاہر و باطن کو تقویٰ کے ایسے زیور سے آراستہ کرلیں جسے کوئی چرا نہ سکے۔ اپنے دلوں میں عشق و محبتِ رسول ﷺ کی ایسی شمعیں روشن کرلیں جو کبھی بجھ نہ پائیں۔ اپنی جبینوں میں سجدوں کی ایسی چمک پیدا کرلیں جس کی روشنی کبھی ماند نہ پڑے۔ اپنی سیرت کو سیرتِ مصطفیٰ ﷺ اور سیرتِ صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم کے آئینے میں ایسا ڈھال لیں جسے زمانے کی ہوا دھندلا نہ سکے، اپنی ذات کے اندر ایسا انقلاب بپا کرلیں جو عظیم عالمگیر مصطفوی انقلاب کے حصول کا ذریعہ ہو کیونکہ دنیا میں انقلاب لانے کے لیے من کو انقلاب آشنا کرنا ضروری ہے۔ اپنے قائد کی سیرت و کردار کی پیروی کرتے ہوئے ہمیں نہ صرف خود اپنی ذات کو بلکہ اپنے خاندان اور خود سے منسلک ہر فرد کو راہِ سفر انقلاب کا ایسا مسافر بنانا ہوگا جنکے قدموں کو راہِ انقلاب میں پیش آنے والی مشکلات متزلزل نہ کرسکیں، اپنے قائد کی ذات پر اندھا اعتماد کرتے ہوئے ان کے ہر حکم اور فیصلے کو بلا چون و چراں دل سے تسلیم کرنا ہوگا، ظاہر و باطن میں ان کی اتباع کرنا ہوگی اور ان کی رضا کے حصول کے لیے محنت کرنی ہوگی کیونکہ حدیث نبوی ہے:

”جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔“ (احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۴۴)

معزز محبانِ قائد! ابھی وقت ہے کہ ہم عظیم قائد انقلاب کی نایاب سنگت میں خود کو ایسے عظیم کردار کا غازی بنائیں جسے کوئی دشمن شکست نہ دے سکے۔ اور اپنے قول و فعل، ظاہر و باطن اور کردار و عمل میں ایسا حقیقی انقلاب بپا کریں جو ہمیں معاشرے میں مصطفوی انقلاب لانے میں مددگار ثابت ہو اور ایسا ہی کردار ہمارا محبوب قائد، مربی و مرشد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ہماری ذات میں دیکھنے کے خواہاں ہیں اور بارگاہِ الٰہی میں دعا گو رہتے ہیں کہ مولا!

تیرے آسمانوں کے تاروں کی خیر — زمینوں کے شب زندہ داروں کی خیر
جوانوں کو سوزِ جگر بخش دے — میرا شوق میری نظر بخش دے
میری دیدہ تر کی بے خوابیاں — میرے دل کی پوشیدہ بے تابیاں
امنگیں مری، آرزوئیں مری — امیدیں مری، جستجوئیں میری
یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر — اسی سے فقیری میں ہوں میں امیر

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اپنے پیارے محبوب نبی آخر الزماں ﷺ کے نعلین پاک کے تصدق سے ہمیں اپنے قائد کی امیدوں اور اُمنگوں پر پورا اترنے اور مصطفوی انقلاب کے اس عظیم سفر میں استقامت و وفاداری کے ساتھ ان کا دست و بازو بننے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین، بجاہ سید المرسلین

☆☆☆☆☆

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی ہمہ جہت خدمات

سمیہ اسلام

تاریخ انسانی کیلئے نمایاں خدمات انجام دینے والی شخصیات کا مطالعہ کیا جائے تو بالعموم یہ دیکھنے میں آیا ہے ان کی زندگی کا اگر ایک پہلو روشن ہے تو کوئی دوسرا پہلو تاریک دکھائی دیتا ہے۔ لیکن شیخ الاسلام اپنی شخصیت کے لحاظ سے ہمہ جہت ہیں ان کی زندگی کا ہر گوشہ دوسرے گوشوں کے ساتھ پوری طرح متوازن بھی ہے اور ہر گوشہ نمونہ کمال ہے۔ روحانیت ہے تو مادیت بھی، معمار ہے تو معاش بھی، دین ہے تو دنیا بھی، عبادتِ خداوندی ہے تو اس کے بندوں سے محبت وشفقت بھی، مظلوموں کی دادرسی ہے تو ظالم کا ہاتھ پکڑنے کا اہتمام بھی ہے۔ گویا آپ کی زندگی کا ہر ہر پہلو مکمل اور جامع ہے۔ آپ نے زندگی کے ہر شعبہ ہائے زندگی میں نمایاں خدمات سرانجام دی۔ اس مضمون میں آپ کی خدمات کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ ذیل میں آپ کی خدمات کا مختصراً جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

علمی خدمات

علمی حوالے سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنا تعارف مضبوط علمی بنیادوں پر کرایا ہے۔ یہی وجہ ہے انہوں نے آج تک جو بات بھی کی وہ ٹھوس اور جامع دلائل کے ساتھ کی، علمی مسائل میں اختلاف احسن اور بہتر انداز میں کیا۔ ہر دلیل کو قرآن اور حدیث رسول کا محور بنایا۔ مضبوط استدلال کو اپنی شناخت بنایا اور تحقیق سے ہٹ کر بات نہ کی۔ اسی بناء پر کسی نے ان کی بات کو علمی و تحقیقی معیار سے فروتر نہ پایا علمی حوالے سے آپ نے بے شمار خدمات سرانجام دی ہیں جن میں سے چند ذیل میں بیان کی جارہی ہیں۔

ا۔ عقیدہ توحید

شیخ الاسلام نے عقیدہ توحید سے متعلق پائی جانے والی طویل غلط فہمیوں، فریقین میں پائی جانے والی افراط وتفریط، توحید کے تقاضوں اور آداب توحید سے متعلق خالص علمی و ادبی، تحقیقی اور ہر قسم کی افراط و تفریط سے پاک متعدد تصانیف امت مسلمہ کو فراہم کیں۔ توحید کے موضوع پر آپ کی جامع اور منفرد کتاب ”کتاب

التوحید“ ۲ جلدوں پر مشتمل ہے جس میں توحید کے تصور کو نکھار کر پیش کیا گیا ہے۔

۲۔عقیدہ رسالت

عقائد اسلامیہ میں عقیدہ رسالت ہی وہ عقیدہ ہے جو اسلام اور دیگر ادیان و مذاہب میں امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ ملت اسلامیہ پاک و ہند کی بدنصیبی ہے کہ یہاں مذہبی گروہ بندیوں اور تعصب و عناد کی بناء پر عقیدہ رسالت کے حوالے سے ان مسلمہ عقائد کو بھی باہمی اختلافات کی نذر کر دیا گیا جن سے عظمت نبوت اور امت مسلمہ کے اپنے نبی سے متعلق عشق کا اظہار ہوتا ہے۔ شیخ الاسلام نے قرآن و سنت، اقوال صحابہ و تابعین اور ارشادات ائمہ کی روشنی میں ”حیات النبی ﷺ“ ”کتاب التوسل“ عقیدہ علم غیب اور کتاب الشفاعۃ سمیت درجنوں کتب اور سینکڑوں خطابات میں ایک ایک پہلو اس طرح واضح کیا کہ کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا۔

۳۔خدمتِ حدیث

شیخ الاسلام کی جمع و ترتیبِ حدیث اور علم الحدیث پر ۱۰۰ تصانیف شائع ہو چکی ہیں۔ ”جامع السنۃ“ کے نام سے عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق حوالہ جات سے مزین مختلف النوع موضوعات پر پچیس ہزار احادیث پر مشتمل ایک ضخیم مجموعہ ہے جو کہ علم الحدیث پر ہونے والا اپنی نوعیت کا جامع اور عظیم الشان تحقیقی کام ہے۔ جس سے صدیوں تک اہل علم مستفید ہوں گے۔ ”المنہاج السوی“ اور ”ھدایۃ الامۃ“ بھی دنیا بھر سے دادِ تحسین وصول کر چکی ہے۔ علاوہ ازیں حضور نبی اکرم ﷺ کے فضائل و مناقب، امتیازات و معجزات اور خصائص و عقائد پر مشتمل کئی مجموعہ ہائے حدیث طبع ہو چکے ہیں۔ نیز فضائل و مناقب، حقوق و آداب، عبادات و مناسک اور دیگر موضوعات پر متعدد ضخیم مجموعاتِ حدیث اور کثیر اربعینات بھی شائع ہو چکی ہیں۔

۴۔دہشت گردی اور فتنہ خوارج کا انسداد

گذشتہ چند دہائیوں سے دنیا کے مختلف ممالک بالخصوص پاکستان کے اندر خارجی عقائد و نظریات رکھنے والے طبقے سے تعلق رکھنے والی بعض تنظیمات اور عسکری گروہوں نے جہاں اپنی دہشت گردانہ سرگرمیوں، خودکش حملوں اور بم دھماکوں سے ہزاروں بے گناہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کا خون بہایا، املاک کو تباہ کیا اور معاشرتی امن و امان کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا اور جہاد کا لیبل لگا کر اسلامی تصور جہاد کو غلط رنگ دیا گیا۔ اس صورت حال کو دیکھ کر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے نتائج سے بے خوف ہو کر اسلام اور جہاد کے نام پر کی جانے والی دہشت گردی کی ان کاروائیوں کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے دہشت گردی اور فتنہ خوارج کے نام سے ۶۰۰ صفحات پر مشتمل فتویٰ جاری کیا جس میں قرآن و حدیث کے سینکڑوں دلائل کے ساتھ دہشت گردوں کو دور حاضر کے خوارج ثابت کیا۔

۵۔ کثیر التعداد کتب اور لیکچرز

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی 1,000 کے قریب قرآنیات، توحید، فقہ، حدیث، سیاست، معاشیات، سائنس اور دیگر موضوعات پر کتب تصنیف کی ہیں۔ جن میں سے 440 سے زائد کتب زیور طباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آچکی ہیں جبکہ 560 کے قریب کتب پر کام جاری ہے۔ آپ کے سینکڑوں موضوعات پر 6000 سے زائد لیکچرز بھی موجود ہیں۔ ماضی قریب میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ کسی اسکالر نے اتنی کثیر تعداد میں علمی کام کیا ہو۔

اصلاحی خدمات

دین کے وہ اہم پہلو جن پر نام نہاد علماء کرام کی کم علمی کی وجہ سے عام مسلمان بیزار ہو چکے تھے کی مکمل اصلاح کی ضرورت تھی۔ شیخ الاسلام نے وقت کی ضرورت کے پیش نظر ان تمام پہلوؤں پر کثیر تعداد میں کتب تحریر کیں اور سینکڑوں لیکچرز بھی دیئے اور دین کی اصل روح کو واضح کیا اور ان تمام غلط فہمیوں کا ازالہ علمی اور تحقیقی بنیاد پر مدلل انداز میں کیا جو کہ آپ کی دین کی اصلاح کے حوالے سے اہم خدمت ہے۔

احیائے تصوف میں خدمت

شیخ الاسلام نے تصوف کو کاروباری اور پیشہ ور لوگوں کے چنگل سے نکال کر اصل روح کے ساتھ زندہ کیا۔ اس موضوع پر 40 کتب، سینکڑوں دروس، اجتماعی اعتکاف، شب بیداریوں اور محافل ذکر کے ذریعے عوام کو تصوف کی صحیح تعلیمات سے روشناس کروا کر دین کے اہم ترین پہلو کی اصلاح کی۔

بین المسالک رواداری کا فروغ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی شخصیت کا یہ خاصہ رہا ہے کہ آپ نے کسی کے خلاف کفر وشرک کا کوئی فتویٰ جاری نہیں کیا۔ آپ نے فرقہ وارانہ انتہاء پسندی کے خاتمے کیلئے ’’اپنا عقیدہ چھوڑو مت اور دوسروں کا عقیدہ چھیڑو مت‘‘ کا اصول وضع کیا یہی وجہ ہے کہ آپ نے عقائد اہل سنت پر بیسیوں کتابیں لکھیں اور سینکڑوں خطابات کئے مگر کبھی بھی کسی فرقے کا نام لے کر تنقید نہیں کی۔ تحریک منہاج القرآن کے پلیٹ فارم پر ہونے والی علماء کانفرنسز میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور اکابرین کو دعوت دی جاتی ہے جو اپنے خیالات کا آزادانہ اظہار کرتے ہیں۔

بین المذاہب رواداری کا فروغ

شیخ الاسلام نے نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان نفرت و عداوت کی آگ کو کم کر کے

انہیں قریب کیا بلکہ بین المذاہب رواداری کے فروغ میں بے مثال کوششیں کی ہیں اس سلسلے میں مسلم کرسچین ڈائیلاگ فورم (MCDF) کا قیام عمل میں لایا گیا اور 9 نومبر 1998ء کو سنت نبوی ﷺ کی اتباع میں عیسائی پادریوں کو مسجد میں عبادت کرنے کی اجازت دیتے ہوئے بین المذاہب رواداری کا عظیم مظاہرہ پیش کیا۔

عقیدہ عشق رسول کا فروغ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے عقیدہ عشق رسول کو اپنے مقاصد میں سرفہرست رکھا۔ جب نوجوانوں کے دلوں سے عشق رسول ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو ان حالات میں آپ عشق رسول کے فروغ کیلئے ادب مصطفیٰ اور عشق مصطفیٰ ﷺ پر بیسیوں کتب لکھیں اور ہزاروں خطابات کئے جس کے نتیجے میں نوجوان اپنے محبوب نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے والہانہ محبت وعقیدت کا اظہار کرنے لگے۔عشق رسول کے فروغ کیلئے شیخ الاسلام کی ہدایات پر باقاعدہ طور پر گوشۂ درود کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جہاں 24 گھنٹے نبی پاک ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا سلسلہ جاری ہے۔

عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت

میلاد النبی کی شرعی حیثیت ثابت کرنے کیلئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے قرآن وحدیث اور معمولات صحابہ وتابعین وآئمہ وفقہا ومحدثین ومفسرین کی روشنی میں 994 صفحات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب ''میلاد النبیؐ'' کے نام سے تصنیف کر کے امت مسلمہ کی اصلاح کی۔تحریک منہاج القران ہر سال ماہ ربیع الاول کے موقع پر حضور ﷺ سے عقیدت ومحبت کا اظہار اس قدر اہتمام کے ساتھ کرتی ہے بلکہ اس نے آج جشن عید میلاد النبی کو عالمی سطح پر اسلامی ثقافت کا حصہ بنا دیا ہے۔

تعلیمی خدمات

پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے اور ایک مقصد کے تحت قائم ہوا ہے لیکن آج تک کروڑوں عوام اپنے بنیادی حقوق سے لاعلمی کی بنا پر محروم ہیں اور ایک سازش کی بناء پر بیداری شعور سے محروم رکھا گیا ہے۔قوم کی اس تعلیمی پستی کا اندازہ لگاتے ہوئے شیخ الاسلام نے قوم کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے اور بیداری شعور کیلئے ایک جامع منصوبہ بنایا اور 18 ستمبر 1986ء میں لاہور میں جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کے نام سے ایک عظیم درسگاہ کی بنیاد رکھی۔ 1994ء میں منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا جسے دس ہزار عوامی تعلیمی مراکز، ایک ہزار پبلک اسکول، 100 ماڈل کالجز، تمام صوبائی ہیڈ کوارٹرز پر یونیورسٹیز کے قیام کا ہدف سونپا گیا اور ملک میں جہالت کے خاتمے کیلئے اور عوام الناس میں شعور کی بیداری کیلئے عملی کوششوں کا آغاز کیا گیا۔

ا۔ عالمی سطح پر تعلیمی خدمات

شیخ الاسلام نے دنیا بھر میں اسلام کی صحیح اور حقیقی تعلیمات کے فروغ کیلئے عالمی سطح پر منہاج القرآن

اسلامک اینڈ کمیونٹی سینٹرز قائم کئے جن کی بدولت بیرون ملک مقیم تارکین وطن بالخصوص مسلم کمیونٹی کو فکری، نظریاتی اور اخلاقی تربیت کے وسیع تر مواقع میسر آئے۔ ڈنمارک، جرمنی، یونان، امریکہ، فرانس، آسٹریلیا اور دیگر ممالک میں اسلامک سینٹرز قائم ہیں جن کی کل تعداد 45 ہے۔

۲۔ ملکی سطح پر تعلیمی خدمات

ملکی سطح پر شیخ الاسلام کی تعلیمی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو اس سلسلے میں سب سے اہم ترین ادارہ جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن لاہور ہے جو فروغ علم کے مشن کے حصول میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ اس یونیورسٹی میں اسلامی علوم کے ساتھ ساتھ جدید سائنسی اور عصری علوم کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

۳۔ عوامی تعلیمی مراکز

شیخ الاسلام کی فروغ تعلیم کے حوالے سے خدمات کو ہمیشہ سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ انہوں نے تعلیم بالغاں کے لئے منفرد اور انقلابی طرز کا عام فہم نصاب تیار کروایا ہے۔ بڑی عمر کے افراد کی تعلیم کیلئے کتابوں کی جگہ کیلنڈر نما خوبصورت چارٹ بنائے گئے ہیں جو اساتذہ کے پاس ہوتے ہیں اور شرکاء کلاس روز مرہ زندگی سے متعلق عام فہم تصاویر کی مدد سے حروف کی آواز و اشکال سیکھ جاتے ہیں۔ ان مراکز میں طلباء کے لئے خصوصی فری ٹیوشن کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔ رضا کاران کے ذریعے عامۃ الناس کی روحانی و اخلاقی تربیت کیلئے محافل ذکر و نعت اور مجالس کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے۔

۴۔ فاصلاتی تعلیم

موجودہ دور میں دنیا بھر میں میڈیا اور ڈاک کے ذریعے حصول علم کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے جس سے آج اس معروف ترین زندگی میں گھر بیٹھے تعلیم کا حصول آسان ہوگیا ہے چنانچہ اس جدید طریقہ تعلیم کو اختیار کرتے ہوئے شیخ الاسلام کی ہدایت پر یکم اپریل 2000ء سے انسٹی ٹیوٹ آف شریعہ کارسپانڈنس کورسز کا آغاز کیا جس سے اندرون و بیرون ملک 300 خواتین و حضرات یکساں طور پر مستفیض ہو رہے ہیں۔

فلاحی خدمات

شیخ الاسلام نے 17 اکتوبر 1988ء کو فلاحی و سماجی بہبود کے میدان میں خدمات سرانجام دینے کیلئے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھی جس کے قیام کا بنیادی مقصد تمام انسانوں کے اندر جذبہ ہمدردی کو فروغ دیا جائے اور تمام طبقات کو ساتھ لیکر ایک حقیقی اسلامی فلاحی معاشرے کی تشکیل کیلئے عملی جدوجہد کی جائے۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن بلا امتیاز رنگ و نسل اور جنس و مذہب خدمت انسانیت کیلئے مصروف عمل ہے عوام کی فلاح و بہبود کیلئے ویلفیئر فاؤنڈیشن کے تحت درج ذیل ادارے اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

۱۔ آغوش

شیخ الاسلام نے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے تحت معاشرے میں ایسے بے سہارا، یتیم، نادار اور مسکین بچوں کیلئے آغوش کا ادارہ قائم کیا ہے جن سے دنیا میں باپ کا سایہ اور ماں کی آغوش چھن گئی ہے۔ منہاج ویلفیئر نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یتیم اور بے سہارا بچوں کی کفالت اور تعلیم و تربیت کا ایک جامع منصوبہ تیار کیا ہے۔ مرکزی سطح پر یہ ادارہ 500 یتیم اور بے سہارا بچوں کی تعلیم و تربیت کی کفالت کا ادارہ ہوگا اور پورے ملک میں ادارہ آغوش کی شاخیں قائم کی جائیں گی اس سلسلے میں کراچی میں مرکزی سطح پر عمارت کی تعمیر شروع ہو چکی ہے۔

۲۔ بیت المال

اسلامی معاشرے میں بیت المال کی اہمیت کے پیش نظر غریب اور نادار لوگوں کی امداد اور بحالی کیلئے منہاج ویلفیئر نے بیت المال قائم کر رکھا ہے جہاں غریب اور نادار مریضوں کی مالی مدد کی جاتی ہے۔ جس سے ہزاروں مستحق افراد مستفید ہو چکے ہیں۔

۳۔ اجتماعی شادیاں

ہمارے معاشرے کی ستم ظریفی یہ ہے کہ بیٹی کی شادی جیسا مقدس فریضہ بھی بوجھ بن چکا ہے۔ جہیز کی لعنت نے غریب اور سفید پوش طبقے کو بہت پریشان کر رکھا ہے۔ ایسے میں شیخ الاسلام نے اس معاشرتی مرض کے علاج کیلئے عملی اقدام اٹھایا اور منہاج ویلفیئر کے ذریعے ایسے غریب اور نادار گھرانوں کو ان کے اس فریضہ کی ادائیگی میں مکمل عملی اور مالی تعاون فرما کر ہزاروں مستحقین کے چہروں کی رونقیں بحال کر دیں۔

۴۔ فراہمی آب کا منصوبہ

پاکستان میں اس وقت تقریباً نصف سے زائد آبادی کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے جس کی وجہ سے خطرناک بیماریوں میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے جبکہ بعض جگہوں پر خواتین کئی میل سفر طے کر کے پینے کا پانی لے کر آتی ہیں۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن نے ابتدائی طور پر عوام کو پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کے لئے پاکستان کے ایسے اضلاع میں 1500 واٹر پمپس لگوانے کے منصوبے پر کام شروع کیا ہے جن میں سے 762 واٹر پمپس نصب کئے جا چکے ہیں۔ جن سے تین لاکھ سے زائد افراد مستفید ہو رہے ہیں۔

سیاسی خدمات

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے پاکستان کو ایک جدید ویلفیئر اسٹیٹ بنانے اور اسلام کو اس ملک میں قابل عمل نظام کے طور پر لاگو کرنے کے عزم کے ساتھ مئی 1989ء میں ''پاکستان عوامی تحریک'' کے نام سے

اپنی سیاسی جدوجہد کا آغاز کیا۔ دوبارہ الیکشن میں حصہ لیا اور اس دوران ''پاکستان عوامی اتحاد'' کی صورت میں پیپلز پارٹی سمیت پاکستان کی بڑی سیاسی جماعتوں سے خود کو صدارت کا اہل تسلیم کروایا۔ آپ لاہور سے قومی اسمبلی کے ممبر بھی منتخب ہوئے مگر آپ نے جلد محسوس کرلیا کہ پاکستان میں موجودہ نظام انتخاب کے تحت کوئی بڑی تبدیلی ممکن نہیں ہے چنانچہ آپ اسمبلی سے مستعفی ہوکر دوبارہ تعلیمی وشعوری انقلاب کی طرف متوجہ ہوگئے۔

۱۔ بیداری شعور مہم

پاکستانی عوام میں شعور کی بیداری کیلئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ملک گیر سطح پر بیداری شعور کی باقاعدہ مہم کا آغاز کیا۔ بیداری شعور کی اس تحریک کا مقصد عوام کو درپیش مسائل اور چیلنجز سے آگاہ کرنا اوران کے حل کے لیے جدوجہد پر آمادہ کرنا ہے۔

۲۔ اسلام آباد لانگ مارچ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا 14 جنوری کا لانگ مارچ ملک میں آئین اور قانون کی بالا دستی کے لئے'اہم اورمؤثر قدم تھا جس نے نہ صرف عوام میں شعور بیدار کیا کہ نمائندہ بننے کا اہل کون ہے بلکہ عام آدمی کو اس سے آگاہ کیا کہ وہ کون سے آئینی معیارات ہیں جن کو پورا کر کے ہی کوئی شخص عوامی نمائندگی کا اہل ہوسکتا ہے۔ شیخ الاسلام کی قیادت میں ہونے والا لانگ مارچ اور پھر اسلام آباد میں پارلیمنٹ کے سامنے پانچ روزہ دھرنا ملکی تاریخ ہی نہیں بلکہ حالیہ عالمی تاریخ کا عدیم المثال واقعہ ہے۔ اس مارچ اور دھرنے سے پاکستانی قوم کا ایک منظّم قوم ہونے کا امیج دنیا کے سامنے آیا۔ اس مارچ کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے انتخابی نظام کی غیر شفافیت اورالیکشن کمیشن کی غیرآئینی تشکیل کی سازش کوعوام تک پہنچایا۔ اس تاریخ ساز لانگ مارچ کواذان انقلاب کا نام دیا گیا۔ شیخ الاسلام نے پاکستان میں مصطفوی انقلاب کے مشن کی تکمیل کیلئے ایک کروڑ عوام نمائندہ افراد کا ہدف سامنے رکھا ہے تاکہ ان نمائندہ افراد کے ذریعے ملک سے موجودہ کرپٹ نظام کا خاتمہ کر کے اقتدار کوعوام کے ہاتھوں میں منتقل کیا جائے اور پاکستان کوایک اسلامی فلاحی ریاست کےطور پر دنیا کے سامنے لایا جائے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری وہ عظیم شخصیت ہیں جن کی بہبود انسانی کیلئے علمی ،فکری و فلاحی خدمات کا بین الاقوامی سطح پر اعتراف کیا گیا ہے۔ ماضی قریب میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ فرد واحد اپنی دانش و فکر اورعملی جدوجہد سے فکری وعلمی، تعلیمی وتحقیقی اور فلاحی و بہبودی سطح پر ملت اسلامیہ کیلئے اتنے مختصر وقت میں بے مثال خدمات انجام دی ہوں۔ بلاشبہ شیخ الاسلام ایک فرد نہیں بلکہ عہد نو میں ملت اسلامیہ کے تابندہ و روشن مستقبل کی نوید ہیں۔ آپ کی خدمات کو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔

☆☆☆☆☆

گلدستہ

مرتبہ: ملکہ صبا

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے فرمودات

۱۔ ساری مخلوق کا خلاصہ انسان ہے، انسان کا خلاصہ نبوت اور نبوت کا خلاصہ رسالت ہے۔

۲۔ حضور ﷺ کے ذکر کی دو جہتیں ایک یہ کہ حضور ﷺ کا ذکر خود اللہ کا ذکر ہے اور دوسری یہ کہ حضور ﷺ کا ذکر اللہ کے ذکر کا ذکر ہے۔

۳۔ جو عمل محبت کی نیت سے کیا جائے اس میں کبھی غفلت نہیں آتی۔

۴۔ غفلت کے پردے کو چاک کرنے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ عشق الٰہی اور خوف وخشیت الٰہی ہے۔

۵۔ جس طرح ایک گھر میں دو سوکنیں اکٹھی نہیں ہوسکتیں اسی طرح ایک دل میں دو محبتیں اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔ یعنی آپ دنیا میں رہیں مگر دنیا آپ میں نہ رہے۔

۶۔ دو غم ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے ایک غم مولا دوسرا غم دنیا۔ اگر دنیا کی محبت، طمع اور رغبت دل میں پیدا ہوگئی تو پھر اللہ کی محبت دل میں رچ بس نہیں سکتی۔

۷۔ بخیل شخص کبھی ولی نہیں بن سکتا۔

۸۔ حسد سے محسود کا کچھ نہیں بگڑتا بلکہ حاسد کا ہی بگڑتا ہے۔

اے انقلابی ساتھیو، بڑھتے چلو

سید الطاف حسین شاہ

دورِ ستم کے باغیو، بڑھتے چلو، بڑھتے چلو
اے انقلابی ساتھیو، بڑھتے چلو، بڑھتے چلو

باطل کی تم یلغار کو، اس مارِ استعمار کو
اب روند کر، زندہ دلو، بڑھتے چلو، بڑھتے چلو

اے انقلابی ساتھیو، بڑھتے چلو، بڑھتے چلو

تم نعرۂ تکبیر سے، اب حیدری شمشیر سے
سب مرحبوں کو چیر دو، بڑھتے چلو، بڑھتے چلو

اے انقلابی ساتھیو، بڑھتے چلو، بڑھتے چلو

کرب و بلا کا ہے سماں، پھر اہل حق کا امتحاں
صبر و رضا کے پیکرو، بڑھتے چلو، بڑھتے چلو

اے انقلابی ساتھیو، بڑھتے چلو، بڑھتے چلو

بُت نفرتوں کے توڑ دو، ٹوٹے دلوں کو جوڑ دو
اے امن کے پیمبرو، بڑھتے چلو، بڑھتے چلو

اے انقلابی ساتھیو، بڑھتے چلو، بڑھتے چلو

تم دوستوں میں نرم خُو، فولاد ہو بہرِ عُدو
اے سرفروشو، دلبرو، بڑھتے چلو، بڑھتے چلو

اے انقلابی ساتھیو، بڑھتے چلو، بڑھتے چلو

تم نرمئی گفتار سے، اخلاق سے، کردار سے
دل دشمنوں کے جیت لو، بڑھتے چلو، بڑھتے چلو

اے انقلابی ساتھیو، بڑھتے چلو، بڑھتے چلو

سب چھین لو جام وسبو، جن میں ہے مفلس کا لہو
یلغار پہ یلغار ہو، بڑھتے چلو، بڑھتے چلو

اے انقلابی ساتھیو، بڑھتے چلو، بڑھتے چلو

اٹھو، کہ طاؔہر قادری، ہے نعرہ زن مردِ جری
ہاتھوں میں اُن کے ہاتھ دو، بڑھتے چلو، بڑھتے چلو

اے انقلابی ساتھیو، بڑھتے چلو، بڑھتے چلو

اب تیرگی چھٹنے کو ہے، الطاؔف پَو پھٹنے کو ہے
بس آخری اِک ضرب کو، بڑھتے چلو، بڑھتے چلو

اے انقلابی ساتھیو، بڑھتے چلو، بڑھتے چلو

آپ ہی وہ خوش نصیب انسان ہیں

دنیا کا خوبصورت ترین لفظ — اللہ
دنیا کا میٹھا ترین نام — محمد
دنیا کی مکمل ترین کتاب — قرآن
دنیا کی مکمل ترین ورزش — نماز
دنیا کا خوبصورت ترین پیغام — اذان
دنیا کا خوش نصیب انسان — مسلمان

نظم

میرا طاہر کرتا ہے جب جہد، انقلاب کی
بڑے بڑے حکمرانوں کے دل دہل جاتے ہیں
کہتے تھے کہ ہونے نہیں دیں گے ریلی نہ لانگ مارچ
ہٹا کر کنٹینر خود ہی راستے، پھر کھول جاتے ہیں
کہتے تھے معاہدوں کو ہم نہ کبھی آئیں گے
سن کر ڈیڈ لائن، ڈی چوک سر کے بل جاتے ہیں
میرا قائد بڑا نڈر ہے یہ جان لے دنیا
حقوق عوام کی خاطر، اپنی ہستی بھی بھول جاتے ہیں
خبر گیری نہ کریں گر وہ مظلوموں کی
مٹی میں ہی وہ بیچارے رل جاتے ہیں
میرا قائد مظلوم کی مدد یوں ہے کرتا
پیروی سنت نبوی سے، اسرار خدا کھل جاتے ہیں
وہ تو معصوم بڑے ہوتے ہیں سادہ سے لوگ
بنیادی ضرورت سے ہی دل ان کے بہل جاتے ہیں
ساتھ قائد کے صدائے حق بلند کرو
گناہ اس سے ہمارے سبھی دھل جاتے ہیں
عزم ہے ملکؔہ کا ساتھ دے گی قائد کا
سوچ کر ہی دل کے دریچے میرے کھل جاتے ہیں

(ملکہ صبا)

☆☆☆☆☆

تو سلامت رہے تاقیامت رہے

عصرِ حاضر میں اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمیٰ، پاکستان اور
ملت اسلامیہ کے مسیحا، سفیر امن عالم، حجۃ الدھر،
علم الھدیٰ، سند الوریٰ، مجدد العصر

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی 63 ویں سالگرہ

کے پُر مسرت موقع پر ہم تمام
تحریکی ساتھیوں اور امتِ مسلمہ کو

ہدیہ تبریک

پیش کرتے ہیں

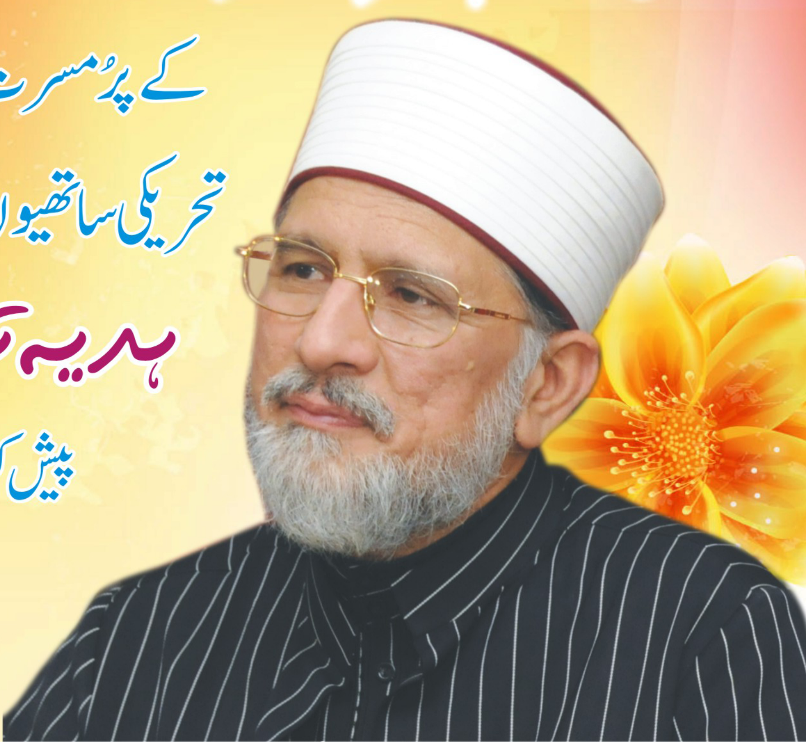

منہاج القرآن انٹرنیشنل۔ مصر

ایک عظیم فکری و انقلابی تحریک بپا کرنے والے قائد جس نے ہر سطح پر
باطل، استحصالی اور طاغوتی قوتوں کے خلاف آواز حق بلند کی۔
ہم اس عظیم قائد، داعی اتحاد امت، نابغہ عصر، سفیر امن

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کو ان کی

63 سالہ مثالی اور انقلابی زندگی کے کامیاب سفر پر

مبارکباد پیش کرتی ہیں

اور ان کے ہمراہ مصطفوی انقلاب کے اس عظیم مشن
پر گامزن رہنے کا عہد کرتی ہیں

محترمہ نبیلہ ظہیر، محترمہ عطیہ بنین،
محترمہ زریں لطیف، محترمہ راشدہ ملک،
محترمہ عائشہ عثمان، محترمہ فہنیقہ ندیم،
محترمہ زینب ارشد، محترمہ عائشہ قادری،
محترمہ فرح ناز

منہاج القرآن ویمن لیگ لاہور

مانا کہ غازی و شہید کا مقام ہے بہت
لیکن اس قوم کو اب فاتح سلطان چاہیے
ہم اپنے محبوب قائد کو
امت کیلئے بے مثال خدمات پر
خراجِ تحسین
پیش کرتے ہوئے آپ کی
63ویں سالگرہ
کے موقع پر
صمیمِ قلب سے
مبارکباد پیش کرتی ہیں۔
منہاج القرآن انٹرنیشنل۔ بلزانو اٹلی

Monthly
DUKHTRAN-E-ISLAM
LAHORE
Regd CPL No.45